LEFT WING COMMUNISM,
AN INFANTILE DISORDER

کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری

از لینن

اپریل، مئی 1920

(1)

کسی معنی میں ہم روسی انقلاب کی بین الاقوامی اہمیت کا ذکر کر سکتے ہیں؟

روس میں پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد (25 اکتوبر (7 نومبر) 1917ء) پہلے مہینوں کے دوران یہ محسوس ہوسکتا تھا کہ پسماندہ روس اور مغربی یورپ کے ترقی یافتہ ملکوں کے درمیان زبردست فرق کی وجہ سے ان موخرالذکر ملکوں میں پرولتاریہ کا انقلاب ہمارے ملک کے انقلاب سے بہت کم ملتا جلتا ہوگا۔ اب ہم ایسا کافی زیادہ بین الاقوامی تجربہ رکھتے ہیں جو انتہائی یقینی طور پر بتاتا ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض اہم خصوصیات مقامی' قومی' محض روسی نہیں ہیں بلکہ بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ میں یہاں بین الاقوامی اہمیت کا ذکر اس کے وسیع معنی کے لحاظ سے نہیں کر رہا ہوں: بعض ہی نہیں بلکہ ہمارے انقلاب کی ساری بنیادی اور بہت سی ثانوی خصوصیات تمام ملکوں پر اپنے اثر کے معنی میں بین الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ نہیں' میں نے یہاں ان الفاظ کا ذکر انتہائی محدود معنی میں کیا ہے یعنی بین الاقوامی اہمیت کے تحت بین الاقوامی پیمانے پر اس بات کے دھرائے جانے کی بین الاقوامی اہمیت یا تاریخی

ناگزیری کو سمجھتے ہوئے جو ہمارے ملک میں ہوئی ہے' یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض خصوصیات اس اہمیت کی حامل ہیں۔

لیکن اس حقیقت کے بارے میں مبالغے سے کام لینا اور ہمارے انقلاب کی محض بعض بنیادی خصوصیات سے اس کو آگے لے جانا بہت بڑی غلطی ہوتی۔ ٹھیک اسی طرح یہ بھی نظر انداز کرنا غلطی ہوتی کہ پرولتاری انقلاب کی فتح کے بعد چاہے وہ ایک ہی ترقی یافتہ ملک میں کیوں نہ ہوتی غالباً زبردست تبدیلی ہوتی یعنی روس اس کے بعد جلد ہی مثالی نہ رہتا اور پھر پسماندہ ہو جاتا ('' سوویت'' اور سوشلسٹ دونوں معنی میں)۔

لیکن موجودہ تاریخی لمحے میں صورت حال یہ ہے کہ روسی مثال سب ملکوں کو کچھ نہ کچھ دکھا رہی ہے جو ان کے ناگزیر مستقبل قریب کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سارے ملکوں کے اگوا کار مزدور اس کو بہت دن ہوئے سمجھ چکے ہیں اور انہوں نے اس کو اکثر دریافت کرنے کے بمقابلہ اپنی انقلابی طبقے کی حس سے زیادہ سمجھا ہے۔ یہی وجہ ہے سوویت اقتدار کی بین الاقوامی ''اہمیت'' کی (لفظ کے محدود معنی میں) اور بالشویک نظرئے اور طریقہ ہائے کار کے بنیادی اصولوں کی بھی۔ اس کو جرمنی میں کاؤتسکی اور آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر قسم کے دوسری انٹرنیشنل (2) کے ''انقلابی'' لیڈروں نے نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے وہ رجعت پرست اور انتہائی بڑی قسم کی موقع پرستی اور سماجی غداری کی وکالت کرنے والے ثابت ہوئے۔ برسبیل تذکرہ ''عالمی انقلاب''(Weltevolution)(3) کا گمنام پمفلٹ جو وی آنا میں 1919ء میں (Sozialistische Bucherei, Heft 11; Ignaz Branfd*) شائع ہوا ان کے سارے طریقہء فکر اور سارے خیالات کے سلسلے کو زیادہ واضح کر کے دکھاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ ان کی حماقت علمیت کی نمائش' ذلالت اور مزدور طبقے کے مفادات سے غداری کی پوری گہرائی کو دکھاتا ہے -- اور وہ بھی ''عالمی انقلاب'' کے نظرئے کی ''وکالت'' کے پردے میں۔

بہرحال' ہم اس پمفلٹ پر کبھی دوسری بار تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔ یہاں ہم

صرف ایک اور بات کی طرف توجہ دینگے۔ بہت زمانے گزرے' جب کاؤتسکی ابھی مارکسسٹ تھا اور غدار نہیں بنا تھا' اس نے مورخ کی حیثیت سے اس سوال کو لیتے ہوئے اس صورتحال کے پیدا ہونے کے امکان کی پیش بینی کی تھی جس میں روسی پرولتاریہ کی انقلابیت مغربی یورپ کیلئے مثال بن جائے گی۔ یہ 1906ء کی بات ہے جب کاؤتسکی نے انقلابی ''اسکرا'' (4) میں ''سلاف اور انقلاب'' نامی مضمون لکھا تھا۔ اس نے اس مضمون میں یہ لکھا تھا:

---

*سوشلسٹ لائبریری' ایڈیشن 11 - یگناتس برانڈ - (ایڈیٹر)

''موجودہ زمانے میں'' (1848ء کے برعکس) ''یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ نہ صرف سلاف انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گئے ہیں بلکہ انقلابی خیالات اور انقلابی عمل کا مرکز بھی زیادہ سے زیادہ سلاف لوگوں کی طرف منتقل ہوتا جا رہا ہے۔ انقلابی مرکز مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ہو رہا ہے انیسویں صدی کے پہلے نصف میں وہ فرانس میں اور عارضی طور پر انگلستان میں تھا۔ 1848ء میں جرمنی بھی انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گیا... نئی صدی ایسے واقعات سے شروع ہوئی ہے جو اس خیال کی طرف لے جاتے ہیں کہ ہم انقلابی مرکز کی مزید منتقلی کی طرف لے جا رہے ہیں یعنی روس کی طرف اس کی منتقلی... روس نے مغرب سے بہت کچھ انقلابی پیش قدمی حاصل کی ہے اور اب ممکن ہے وہ خود انقلابی سرچشمے کی حیثیت سے اس کی خدمت کیلئے تیار ہو۔ ممکن ہے کہ روسی انقلابی تحریک کا لپکتا ہوشعلہ بے جان تنگ نظری اور نپی تلی سیاست کے اس جذبے کو صاف کر دینے کا زوردار ذریعہ ثابت ہو جو ہماری صفوں میں پھیلنا شروع ہو گیا ہے اور پھر جدوجہد کی پیاس اور ہمارے عظیم مقصد کے لئے پرجوش وفاداری کو بھڑکا دے۔ مغربی یورپ کیلئے روس بہت دنوں سے محض رجعت پرستی اور مطلق العنانی کا گڑھ نہیں رہا ہے۔ بلکہ اب واقعات اس کے ٹھیک برعکس ہیں۔ روس میں مغربی یورپ رجعت پرستی اور مطلق العنانی کا گڑھ بن گیا ہے ... شاید روسی انقلابیوں نے زار سے مدت

ہوئے نبٹ لیا ہوتا اگر ان کو بیک وقت اس کے اتحادی یعنی یورپی سرمائے کے خلاف بھی جدوجہد نہ کرنی پڑتی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس بار وہ دونوں دشمنوں سے نبٹنے میں کامیاب ہوں گے اور نیا ''مقدس اتحاد'' پہلے والوں کے مقابلے میں زیادہ جلدی ٹوٹے گا۔ بہرحال روس کی موجودہ جدوجہد چاہے جس طرح ختم ہو اس میں شہیدوں کا (افسوس' کہ وہ کافی سے زیادہ ہوں گے) جو خون بہے گا اور مصیبتیں پیش آئیں گی وہ رائیگاں نہ ہوں گی۔ وہ ساری مہذب دنیا میں سماجی انقلاب کی کونپلوں کو پروان چڑھائیں گی اور ان کو تیزی کے ساتھ زیادہ گداز بنائیں گی۔ 1848ء میں سلاف لوگ وہ جان لیوا پالا تھے جس نے عوامی بہار کے پھولوں کو مار دیا۔ ممکن ہے کہ اب انکا نوشتہ تقدیر وہ طوفان بنا ہو جو رجعت پرستی کی برف کو توڑ دے اور قطعی طور پر اپنے ساتھ قوموں کیلئے نئی خوشگوار بہار لائے'' (کارل کاؤتسکی -''سلاف اور انقلاب'' نامی مضمون' روسی سوشل ڈیموکریٹ انقلابی اخبار ''اسکرا'' کے شمارے 10,18 مارچ 1902ء میں)۔

18 سال پہلے کاؤتسکی نے خوب لکھا ہے!

(2)

بالشویکوں کی کامیابی کی ایک بنیادی شرط

غالبًا اب تقریباً ہر شخص یہ دیکھتا ہے کہ بالشویک ڈھائی سال تو کیا' ڈھائی مہینے تک بھی برسر اقتدار نہیں رہ سکتے تھے' ہماری پارٹی میں سخت اور واقعی آہنی ڈسپلن کے بغیر' سارے مزدور طبقے کی طرف سے اس کی بھرپور اور بے دریغ حمایت کے بغیر یعنی ان تمام مزدوروں کی حمایت کے بغیر جو سوچنے سمجھنے والے' ایماندار' پر ایثار اور با اثر ہیں اور پسماندہ لوگوں کے پرت کو اپنے پیچھے لئے چلنے یا رغبت دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نئے طبقے کی انتہائی پرایثاراورانتہائی بے دریغ جنگ ہے ایک بہت ہی طاقتور دشمن کے خلاف' بورژوازی کے خلاف' جس کی مزاحمت اس کا تختہ الٹنے سے (خواہ وہ ایک ہی ملک میں کیوں نہ ہو) دس گنی ہو جاتی ہےاور جس کی طاقت کا راز صرف بین الاقوامی سرمائے کی طاقت' بورژوازی کے بین الاقوامی روابط کی مضبوطی اوراستحکام ہی نہیں ہیں بلکہ رسم ورواج کی طاقت' چھوٹے پیانے کی پیداوار کی طاقت بھی ہیں۔ کیونکہ چھوٹے پیانے کی پیداواراب بھی دنیا میں باقی ہے اور بدقسمتی سے بہت ہے' اور چھوٹے پیانے کی پیداوار متواتر' روزانہ' ہر گھنٹے' ہنگامی طور پر اور بڑے پیانے پر سرمایہ داری اور بورژوازی کو جنم دیتی رہتی ہے۔ یہ تمام اسباب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو ضروری بناتے ہیں اور بورژوازی پر فتح طویل' سخت اور زندگی وموت کی پرایثار جنگ کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ جنگ تحمل' ضابطے' پائیداری اور قوت ارادی کی استواری اور وحدت کا تقاضہ کرتی ہے۔

میں دہراتا ہوں' روس میں پرولتاریہ کی فتح یاب ڈکٹیٹرشپ کے تجربے نے ان لوگوں کو بھی صاف دکھا دیا ہے جو سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا جن کو اس سوال کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں ملا ہے کہ قطعی مرکزیت اور پرولتاریہ کا سخت ضابطہ بورژوازی پر فتح کی ایک بنیادی شرط ہیں۔

اس کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں بہت ناکافی سوچا جاتا ہے کہ اس کے معنی کیا ہیں اور کن حالات میں یہ ممکن ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ سوویت اقتدار اور بالشویکوں کی جو تعریفیں ہوتی ہیں ان کے ساتھ اکثر ان اسباب کا سنجیدہ تجزیہ بھی ہوتا کہ بالشویک اس ڈسپلن کو کیوں قائم کر سکے جو انقلابی پرولتاریہ کیلئے ضروری تھا۔

بالشویزم کا وجود' سیاسی خیال کے رجحان اور سیاسی پارٹی کی حیثیت سے 1903ء سے ہے (5)۔ صرف بالشویزم کے وجود کی ساری مدت کی تاریخ ہی اس کی وضاحت قابل اطمینان طور پر کر سکتی ہے کہ وہ انتہائی مشکل حالات میں آہنی ڈسپلن کیوں

قائم کر سکا اور برقرار رکھ سکا جو پرولتاریہ کی فتح کیلئے ضروری تھا۔

اور سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتے ہیں: پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا ڈسپلن کیسے برقرار رکھا جاتا ہے؟ اس کو کیسے آزمایا جاتا ہے؟ اس کو کیسے مضبوط کیا جاتا ہے؟ اول، پرولتاری ہراول کے شعور اور انقلاب کیلئے اس کی وفاداری، اس کے تحمل، قربانی اور بہادری سے۔ دوسرے، محنت کشوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد سے، سب سے پہلے پرولتاریہ سے لیکن اسی طرح محنت کش لوگوں میں غیر پرولتاریہ کے ساتھ بھی اس کے مربوط ہونے، قریب ترین رابطہ قائم رکھنے اور ان میں ایک حد تک مدغم ہونے کی صلاحیت سے۔ تیسرے، سیاسی رہنمائی کی صحت سے جو یہ ہراول کر رہا ہے، اس کی حکمت عملی اور طریقہ کار کی صحت سے، بشرطیکہ وسیع پیمانے پر لوگ خود اپنے تجربے سے اس کی صحت کا یقین کر لیں۔ ان حالات کے بغیر اس انقلابی پارٹی میں ڈسپلن نہیں حاصل کیا جا سکتا جو اس کو اگوا کار طبقے کی پارٹی ہونے کی حقیقی صلاحیت رکھتی ہو، جس کا مقصد بورژوازی کا تختہ الٹنا اور سارے سماج کی تشکیل نو کرنا ہے۔ ان حالات کے بغیر، ڈسپلن قائم کرنے کی تمام کوششیں بے معنی، زبانی اور مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ دوسری طرف یہ حالات یکدم نہیں پیدا ہو سکتے۔ ان کی تخلیق طویل محنت اور سخت تجربے سے ہوتی ہے۔ ان کی تخلیق میں صحیح انقلابی نظریے سے آسانی ہوتی ہے جو اپنی جگہ پر کوئی جامد عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ واقعی عوامی اور واقعی انقلابی تحریک کی عملی سرگرمیوں سے قریبی تعلق رکھنے سے مختتم شکل اختیار کرتا ہے۔

اگر 20-1917ء کے برسوں میں بالشویزم بے نظیر سخت حالات میں، انتہائی سخت مرکزیت اور آہنی ڈسپلن کی تخلیق کر سکا اور اس کو کامیابی سے قائم رکھا تو اس کا سبب صرف روس کی متعدد تاریخی خصوصیات ہیں۔

ایک طرف، 1903ء میں بالشویزم مارکسی نظریے کی بہت ہی مضبوط بنیاد پر نمودار ہوا۔ اسی اور صرف اسی انقلابی نظریے کی صحت کو نہ صرف ساری انیسویں صدی کے عالمی تجربے نے ثابت کیا بلکہ خاص طور سے روس میں انقلابی خیالات کی گمراہیوں،

تذبذب، غلطیوں اور ناامیدیوں کے تجربے نے بھی۔ تقریباً نصف صدی کے دوران پچھلی صدی کی تقریباً پانچویں سے دسویں دھائی تک روس میں انتہائی وحشیانہ اور رجعت پرست زارشاہی کے ظلم کے حالات میں ترقی پسند خیالات رکھنے والے لوگ ایک صحیح انقلابی نظریے کے بڑے شوق کے ساتھ متلاشی تھے اور امریکہ اور یورپ میں اس شعبے میں تمام اور ہر ''آخری لفظ'' کا بےنظیر کوشش اور گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے۔ مارکس ازم، اس واحد صحیح انقلابی نظریے کو روس نے آدھی صدی کی تاریخ میں بےنظیر مصیبتوں اور قربانیوں کو جھیل کر، بےنظیر انقلابی بہادری، ناقابل یقین توانائی، پرایثار تلاش، مطالعہ، عملی آزمائش، ناامیدی، تصدیق اور یورپ کے تجربے سے حاصل کیا۔ زارشاہی سے مجبور ہوکر جو سیاسی جلاوطنی نصیب ہوئی اس کی بدولت انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں انقلابی روس نے بین الاقوامی روابط کی ایسی دولت اور انقلابی تحریک کے عالمی اشکال اور نظریات کے بارے میں ایسی لاجواب معلومات حاصل کیں جو کسی دوسرے ملک کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔

دوسری طرف، بالشویزم جو نظریے کی اس سنگلاخ بنیاد پر نمودار ہوا تھا عملی تاریخ کے ایسے پندرہ برسوں (17-1903ء) سے گزرا جن کی نظیر اپنے تجربے کی دولت کے لحاظ سے دنیا میں نہیں ملتی۔ کیونکہ کوئی بھی ملک ان پندرہ سال کے دوران ایسے بڑے انقلابی تجربے کے قریب تک نہیں پہنچا، تحریک کی ایسی مختلف شکلوں -- قانونی اور غیرقانونی، پرامن اور طوفانی، پوشیدہ اور علانیہ، مقامی حلقوں اور عوامی تحریکوں، پارلیمانی اور دہشت انگیز شکلوں کے تیز اور نوع بنوع سلسلے سے نہیں گزرا۔ کسی دوسرے ملک میں ایسے مختصر وقت میں جدید سوسائٹی کے تمام طبقوں کی جدوجہد کی شکلوں، رنگوں اور طریقوں کا ایسا ذخیرہ نہیں اکٹھا ہوا تھا، ایسی جدوجہد جو ملک کی پسماندگی اور زارشاہی کے جوئے کی سختی کی وجہ سے غیرمعمولی تیزی کے ساتھ پختہ ہوئی اور امریکہ اور یورپ کے سیاسی تجربے کے معقول ''آخری لفظ'' کو بڑے شوق اور کامیابی کے ساتھ اپنے میں ضم کرلیا۔

(3)

بالشویزم کی تاریخ میں خاص منزلیں

انقلاب کی تیاری کے سال (1903-5ء)۔ ہر جگہ یہ محسوس کیا گیا کہ ایک بڑا طوفان قریب آ رہا ہے۔ تمام طبقوں میں ابال اور تیاری کی حالت تھی۔ بیرون ملک تارکین وطن کا پریس انقلاب کے سارے بنیادی مسائل پر نظریاتی بحث کر رہا تھا۔ تین بنیادی طبقوں کے نمائندے، تین اہم سیاسی رجحانات نے -- اعتدال پرست بورژوا، پیٹی بورژوا ڈیموکریٹک (''سوشل ڈیموکریٹک'' اور ''سوشل انقلابی'' رجحانات کے لیبل سے ڈھکا ہوا (6)) اور پرولتاری انقلابی -- لائحہ عمل اور طریقہ کار کے خیالات کے درمیان انتہائی سخت جدوجہد کرتے ہوئے اس علانیہ طبقاتی جدوجہد کی پیش بینی اور تیاری کی جو آنے والی تھی۔ ان تمام مسائل کا جائزہ جن کیلئے عوام نے 1905-7ء میں، اور 1917-20ء میں مسلح جدوجہد کی، ابتدائی شکل میں، اس وقت کے پریس کے ذریعہ لیا جا سکتا ہے (اور لینا چاہئے)۔ ان تین خاص رجحانات کے درمیان، درحقیقت، بہت سی درمیانی، عبوری اور نیم یقینی شکلیں تھیں۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ پریس کے ترجمانوں، پارٹیوں، جتھوں اور گروہوں کی جدوجہد میں ان سیاسی اور نظریاتی رجحانات نے جو واقعی طبقاتی نوعیت رکھتے تھے معین شکل اختیار کر لی تھی، طبقات نے آنے والی لڑائیوں کیلئے اپنے کو نظریاتی سیاسی اسلحہ سے لیس کر لیا تھا۔

انقلاب کے سال (1905-7)۔ سارے طبقے کھل کر میدان میں آ گئے۔ لائحہ عمل اور طریقہ کار کے متعلق سارے خیالات کو عوام کے اقدام سے آزمایا گیا (ہڑتالوں کی جدوجہد اپنی شدت اور وسعت کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر تھی۔ معاشی ہڑتال نے سیاسی ہڑتال کی شکل اختیار کی اور سیاسی ہڑتال نے بغاوت کی۔ رہنما پرولتاریہ اور مذبذب اور متزلزل پیچھے چلنے والے کسانوں کے درمیان تعلقات کی عملی

طور پر آزمائش ہوئی۔ جدوجہد کے ہنگامی ارتقاء کے دوران تنظیم کی سوویت شکل پیدا ہوئی۔ سوویتوں کی اہمیت کے بارے میں اس زمانے کے بحث مباحثوں نے 20-1917ء کے برسوں کی عظیم جدوجہد کی پیش بینی کی۔ جدوجہد کی پارلیمانی اور غیر پارلیمانی شکلوں میں' پارلیمنٹ کے بائیکاٹ کی جگہ پارلیمنٹ میں حصہ لینے کے طریقہ کار' اور جدوجہد کی قانونی اور غیر قانونی شکلوں میں ادل بدلا ور ساتھ ہی ان کے باہمی تعلقات اور روابط-- یہ سب اپنے مواد کی حیرت انگیز دولت کی وجہ سے نمایاں تھا۔ اس دور کا ہر مہینہ سیاسی سائنس کی بنیادوں کی تعلیم کے لحاظ سے' عوام اور لیڈروں' طبقوں اور پارٹیوں کیلئے ''پرامن''اور''آئینی''ارتقا کے ایک پورے سال کے برابر تھا۔ 1905ء کے''عام ریہرسل''کے بغیر 1917ء کے اکتوبر انقلاب کی فتح ممکن نہ ہوتی۔

رجعت پرستی کے سال (10-1907ء)۔ زارشاہی کی فتح ہوئی۔ ساری انقلابی اور مخالف پارٹیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ یاس' بددلی' پھوٹ' تفرقہ' غداری اور فحش نگاری نے سیاست کی جگہ لے لی۔ فلفسیانہ آئیڈیلزم کی طرف کشش زیادہ بڑھ گئی' عرفانیت (Mysticism) انقلاب دشمن جذبات کا پردہ بن گئی۔ لیکن اسی وقت اس زبردست شکست نے ہی انقلابی پارٹیوں اور انقلابی طبقے کو سچا اور کارآمد سبق دیا' تاریخی جدلیات کا سبق' سیاسی جدوجہد کو سمجھنے اور اس کو ماہرانہ اور فنکارانہ طور سے کرنے کا سبق۔ دوستوں کی پہچان مصیبت میں ہوتی ہے۔ شکست خوردہ فوجیں اچھا سبق حاصل کرتی ہیں۔

فتح یاب زارشاہی کو مجبور ہونا پڑا کہ وہ روس میں بورژوا سے قبل والی اور سرقبیلی زندگی کی باقیات کا جلد از جلد خاتمہ کردے۔ روس کا بورژوا ارتقا لاجواب تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ طبقات سے علیحدہ اور طبقات سے اوپر جو واہمے تھے' سرمایہ دارنظام سے گریز کے امکانات کے جو واہمے تھے وہ خاک میں مل گئے ہیں۔ طبقاتی جدوجہد بالکل نئے اور زیادہ واضح روپ میں آئی ہے۔

انقلابی پارٹیوں کو آخر تک سبق لینا چاہیے۔ انہوں نے حملہ کرنا سیکھا۔ اب یہ سمجھنا پڑا کہ اس سائنس میں ایسی سائنس کا اضافہ کرنا چاہئے کہ کیسے صحیح طور پر پیچھے ہٹنا چاہے۔ یہ سمجھنا پڑا اور انقلابی طبقے نے اپنے تلخ تجربے سے یہ سمجھنا سیکھا کہ صحیح طور پر حملہ کرنا اور صحیح طور پر پیچھے ہٹنا نہ سیکھ کر فتح حاصل کرنا ممکن ہے۔ تمام ٹوٹی پھوٹی مخالف اور انقلابی پارٹیوں میں بالشویک سب سے زیادہ نظم سے' اپنی ''فوج'' کے سب سے کم نقصان کے ساتھ' اس کے قلب کو سب سے زیادہ محفوظ رکھ کر' سب سے کم (گہرائی اور نا قابل علاج ہونے کے لحاظ سے) تفرقوں کے ساتھ' سب سے کم بددلی اور زیادہ سے زیادہ وسیع' صحیح اور زوردار طور پر اپنے کام کی تجدید کی انتہائی صلاحیت کے ساتھ پیچھے ہٹے۔ اور بالشویکوں نے اس کو صرف اس لئے حاصل کیا کہ انہوں نے بے حد سختی سے انقلابی لفاظوں کا پردہ چاک کیا اور ان کو نکال باہر کیا جو یہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہے' کہ پیچھے ہٹنے کی مہارت کی ضرورت ہے' کہ انتہائی رجعت پرست پارلیمنٹوں میں' انتہائی رجعت پرست ٹریڈ یونینوں' کوآپریٹو اور بیمے وغیرہ کی تنظیموں میں قانونی کام کرنا سیکھنے کی قطعی ضرورت ہے۔

ابھار کے سال (14-1910ء)۔ ابتدا میں ترقی ناقابل یقین طور پر سست رفتار تھی' پھر 1912ء کے دریائے لینا کے واقعہ (7) کے بعد کچھ زیادہ تیز ہوگئی۔ بے نظیر مشکلات پر قابو حاصل کر کے بالشویکوں نے منشویکوں کو پیچھے دھکیلا جن کا رول مزدور تحریک میں بورژوا ایجنٹوں کی حیثیت سے 1905ء کے بعد ساری بورژوازی نے خوب سمجھ لیا تھا اور اسی لئے ساری بورژوازی نے بالشویکوں کے خلاف ہزاروں طرح سے ان کی حمایت کی تھی۔ لیکن بالشویک ایسا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے اگر وہ غیر قانونی کام کے ساتھ ساتھ ''قانونی امکانات'' کو لازمی طور پر استعمال کرنے کے صحیح طریقہ کار کو نہ اپناتے۔ انتہائی رجعت پرست دوما میں بالشویکوں نے سارے مزدور گروپ کو جیت لیا۔

پہلی عالمی سامراجی جنگ (17-1914ء)۔ قانونی پارلیمانیت نے انتہائی

رجعت پرست ’’پارلیمنٹ‘‘ کے حالات میں‘ انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی‘ بالشویکوں کی انتہائی کارآمد خدمت کی۔ بالشویک ممبروں کو سائبیریا بھیج دیا گیا(8)۔سوشل سامراجیت‘ سوشل شاونزم‘ سوشل حب وطنی‘ بااصول اور بے اصول بین الاقوامیت‘ امن پرستی (Pacifism) اور امن پرستوں کے واہموں کی انقلابی تردید کے خیالات کے تمام رنگوں کو تارکین وطن کے پریس میں پوری طرح پیش کیا گیا۔دوسری انٹرنیشنل کے پڑھے لکھے احمق اور بوڑھی عورتیں جنہوں نے حقارت اور غرور سے روسی سوشلسٹ تحریک میں ’’گروہوں‘‘ کی افراط اور ان کے درمیان شدید جدوجہد پر ناکیں سکوڑی تھیں جب جنگ نے تمام ترقی یافتہ ملکوں میں ان کو ڈینگ بھری ’’قانون پرستی‘‘ سے محروم کر دیا تو وہ ایسے آزاد (غیر قانونی) تبادلہ خیال اور صحیح خالات کی ایسی آزاد (غیر قانونی) ترتیب کے قریب تک بھی نہ پہنچ سکے جیسا کہ روسی انقلابیوں نے سوئٹزرلینڈ اور معتدد دوسرے ملکوں میں کیا تھا۔اسی لئے تمام ملکوں کے کھلے ہوئے سوشل حب وطن اور ’’کاؤتسکی کے حامی‘‘ بھی پرولتاریہ کے انتہائی زبردست غدار ثابت ہوئے۔اور اگر 20-1917ء کے برسوں میں بالشویکوں کی فتح ہوئی تو اس فتح کا ایک بنیادی سبب یہ تھا کہ بالشویکوں نے 1914ء کے آخر میں ہی سوشل شاونزم اور ’’کاؤتسکی ازم‘‘ (جن سے فرانس میں لونگے ازم (9)‘ انگلستان میں انڈپنڈٹ لیبر پارٹی (10) اور فیبئن لوگوں (11) کے لیڈروں کے خیالات اٹلی میں توراتی وغیرہ وغیرہ کے خیالات مطابقت رکھتے ہیں) کی گندگی‘ ذلالت اور خباثت کا پردہ انتہائی سختی کے ساتھ چاک کرنا شروع کر دیا تھا اور بعد میں عوام کو خود اپنے تجربے سے بالشویک خیالات کے صحیح ہونے کا زیادہ سے زیادہ یقین ہوتا گیا۔

روس میں دوسرا انقلاب (فروری سے اکتوبر 1917ء تک)۔ زارشاہی کی ناقابل یقین کہنگی اور فرسودگی نے (مصیبت بھری جنگ کی ضربوں اور صعوبتوں کی مدد سے) اس کے خلاف ناقابل یقین بربادی کی طاقت پیدا کر دی۔ چند دنوں کے اندر روس بورژوا جمہوری ریپبلک میں تبدیل ہو گیا جو‘ جنگ کی حالت میں‘ دنیا کے ہر ملک

سے زیادہ آزادتھی۔حزب مخالف اور انقلابی پارٹیوں کے لیڈر حکومت منظم کرنے لگے جیسا کہ انتہائی ''صحیح معنوں میں پارلیمانی'' رپبلکوں میں ہوتا ہے۔اس واقعہ نے کہ کوئی پارلیمنٹ میں حزب مخالف کا لیڈر رہا ہے' چاہے وہ انتہائی رجعت پرست ہو' انقلاب میں اس لیڈر کے آئندہ رول کو آسان بنا دیا۔

منشویکوں اور ''سوشلسٹ انقلابیوں'' نے چند ہفتوں میں دوسری انٹرنیشنل کے یورپی ہیروؤں' وزرات کے حامیوں (12)اور دوسرے ایسے ویسے موقع پرستوں کے طور طریقوں' دلیلوں اور دھوکے کی باتوں کو لاجواب طور پر اپنا لیا۔اب ہم جو کچھ شیڈ مانوں اور نوسکییوں' کاؤتسکی اور ہلفرڈنگ کے بارے میں' اینیر اور اوستیر لتز' اوٹو باوئیر اور فریتس ادلیر' توراتی اور لونگے کے بارے میں 'فبیئنوں اور برطانیہ کی انڈپنڈٹ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے بارے میں پڑھتے ہیں' وہ سب ہم کو اکتا دینے والی تکرار اور جانے پہچانے' پرانے موضوع کا اعادہ معلوم ہوتا ہے(اور واقعی ہے بھی)۔ہم یہ سب منشویکوں میں دیکھ چکے ہیں۔تاریخ نے مذاق کیا اور پسماندہ ملک کے موقع پرستوں کو بعض ترقی یافتہ ملکوں کے موقع پرستوں کا پیش رو بنا دیا۔

اگر دوسری انٹرنیشنل کے سارے ہیرو دیوالئے ہو گئے ہیں اور سوویتوں اور سوویت اقتدار کی اہمیت اور رول کے بارے میں اپنے کو رسوا کر چکے ہیں' اگر اس مسئلے میں تین بہت اہم پارٹیوں کے لیڈروں نے جو اب دوسری انٹرنیشنل کو چھوڑ چکی ہیں (یعنی جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (13)' فرانسیسی لونگے کے حامی اور برطانوی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی) خاصکر ''نمایاں'' طور سے بدنامی مول لی ہے اور گمراہی اختیار کی ہے' اگر ان سب نے اپنے کو پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے تعصّبات کا غلام ثابت کیا ہے (بالکل 1948ء کے پیٹی بورژوا لوگوں کے جذبے میں جو اپنے کو ''سوشل ڈیموکریٹ'' کہتے تھے'')' تو ہم یہ سب منشویکوں کی مثال سے دیکھ چکے ہیں۔ تاریخ نے یہ مذاق کیا کہ روس میں 1905ء کی سوویتوں کا جنم ہوا' فروری--اکتوبر 1917ء میں منشویکوں نے سوویتوں کے رول اور اہمیت کو نہ سمجھ کر اپنے دیوالیہ پن کا

اظہار کیا اور ان کو جعلی بنا دیا' اب سوویت اقتدار کا خیال ساری دنیا میں ابھرا ہے اور سارے ملکوں کے پرولتاریہ کے درمیان بے نظیر تیزی سے پھیل رہا ہے اور دوسری انٹرنیشنل کے پرانے ہیرو سوویتوں کے رول اور اہمیت کو سمجھنے کی عدم صلاحیت کی وجہ سے بھی ہمارے منشویکوں کی طرح ہر طرف دیوالیہ ہو گئے ہیں۔ تجربے نے ثابت کیا ہے کہ پرولتاری انقلاب کے بعض اہم سوالوں کے بارے میں سارے ملکوں کو ناگزیر طور پر وہی کرنا ہو گا جو روس نے کیا ہے۔

ان خیالات کے باوجود جو آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر ملتے ہیں' بالشویکوں نے پارلیمانی اور (درحقیقت) بورژوا ریپلک کے خلاف اور منشویکوں کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد بہت ہوشیاری سے شروع کی اور اس کی تیاری کوئی آسان کام نہ تھا۔ مذکورہ دور کی ابتدا میں ہم نے حکومت کا تختہ الٹنے کی اپیل نہیں کی بلکہ سوویتوں کی ترتیب و تشکیل اور مزاج میں تبدیلی کے بغیر اس طرح تختہ الٹنے کے غیر ممکن ہونے کی وضاحت کی۔ ہم نے بورژوا پارلیمنٹ' آئین ساز اسمبلی کے بائیکاٹ کا اعلان نہیں کیا بلکہ کہا -- اور ہماری پارٹی کی اپریل (1917ء) کانفرنس کے بعد سرکاری طور پر پارٹی کی طرف سے کہا -- کہ آئین ساز اسمبلی رکھنے والی بورژوا ریپلک بہتر ہے آئین ساز اسمبلی نہ رکھنے والی بورژوا ریپلک سے' لیکن ''مزدوروں اور کسانوں کی ریپلک''' سوویت ریپلک کسی بھی بورژوا ڈیموکریٹک پارلیمانی ریپلک سے بہتر ہو گی۔ بغیر ایسی محتاط ہمہ گیر' ہوشیارانہ اور طویل تیاری کے ہم نے نہ تو اکتوبر 1917ء میں فتح حاصل کی ہوتی اور نہ اس فتح کو استوار کر سکتے۔

(4)

مزدور تحریک کے اندر کس طرح دشمنوں سے جدوجہد میں

بالشویزم پروان چڑھا، تپا اور پختہ ہوا؟

سب سے پہلے اور زیادہ تر اس موقع پرستی کے خلاف جدوجہد میں جو 1914ء میں قطعی طور پر سوشل شاونزم میں تبدیل ہوگئی اور جس نے قطعی طور پر پرولتاریہ کے خلاف بورژوازی کی طرفداری کی۔ قدرتی طور پر، مزدور طبقے کی تحریک کے اندر بالشویزم کی یہی خاص دشمن تھی۔ یہ اب بھی بین الاقوامی پیمانے پر خاص دشمن ہے۔ بالشویک اس دشمن کی طرف بڑی توجہ دیتے رہے تھے اور اب بھی دے رہے ہیں۔ بالشویکوں کی سرگرمی کا یہ پہلو اب غیر ملکوں میں بھی کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔

مزدور طبقے کے اندر بالشویزم کے دوسرے دشمن کی بات اور ہے۔ دوسرے ملکوں میں اس کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں کہ بالشویزم اس پیٹی بورژوا انقلابیت کے خلاف جدوجہد کے طویل برسوں میں پروان چڑھا، مضبوط ہوا اور پختہ بنا جو انارکسزم کی مہک رکھتی ہے یا اس سے کچھ نہ کچھ مستعار لیتی ہے، جو پائدار پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے شرائط اور تقاضوں پر کسی نہ کسی طرح پوری نہیں اترتی ہے۔ مارکسسٹوں کیلئے نظریاتی طور پر یہ پوری طرح ثابت ہوگیا ہے۔ اور یورپ کے تمام انقلابوں اور انقلابی تحریکوں کے تجربے نے اس کی پوری تصدیق کی ہے۔ کہ چھوٹا صاحب جائداد، چھوٹا مالک (ایک سماجی ٹائپ جس کی بہت سے یورپی ملکوں میں کافی وسیع اور کثیر تعداد میں نمائندگی ہے) جو سرمایہ دار نظام میں مستقل جبر و تشدد کا اور اکثر حالات زندگی میں انتہائی شدید اور تیز ابتری و بربادی کا شکار رہتا ہے، آسانی سے انقلابی شدائد تک پہنچ سکتا ہے، لیکن تحمل، تنظیم، ضابطے اور استقلال کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ سرمایہ داری کی دہشتوں سے ''بدحواس'' پیٹی بورژوا، یہ ایسا معاشرتی مظہر ہے جو انارکسزم کی طرح سارے سرمایہ دار ملکوں کی خصوصیت ہے۔ ایسی انقلابیت کی ناپائیداری اور اس کا بانجھ پن، تابعداری، بددلی، توہم اور حتی کہ کسی نہ کسی بورژوا ''فیشن ایبل'' رجحان کی طرف ''جنون آمیز'' کشش میں تیزی سے اس کی تبدیلی کی صلاحیت -- یہ ساری باتیں عام طور پر سب کو معلوم ہیں -لیکن ان حقائق کا نظریاتی یا

تجریدی اعتراف انقلابی پارٹیوں کو پرانی غلطیوں سے بری طرح نہیں کر دیتا جو ہمیشہ غیر متوقع مواقع پر نمودار ہوتی ہیں' کچھ نئی شکل میں' ایسے بھیس یا ماحول میں جو پہلے نہیں دیکھا گیا تھا' انوکھی --کم وبیش انوکھی صورتحال میں۔

انارکسزم اکثر مزدور طبقے کی تحریک کے موقع پرست گناہوں کیلئے ایک طرح کی سزا رہا ہے۔ دونوں نقائص میں تال میل رہا ہے۔ اور اگر روس میں' بمقابلہ یورپی ملکوں کے اس کی آبادی کی زیادہ پیٹی بورژوا تشکیل کے باوجود' انارکسزم کا اثر دو انقلابوں (1905ء اور 1917ء) اور ان کی تیاری کے دوران بہت ہی کم تھا تو اس کیلئے بلاشبہ بالشویزم ایک حد تک قابل تعریف ہے جس نے موقع پرستی کے خلاف ہمیشہ انتہائی اور غیر مصالحانہ جدوجہد کی ہے۔ میں''ایک حد تک'' کہتا ہوں کیونکہ روس میں انارکسزم کو کمزور کرنے کے کام میں اور زیادہ اہم رول اس بات نے ادا کیا کہ ماضی میں (19 ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں) انارکسزم نے غیر معمولی طور پر ترقی کی اور آخری حد تک اپنی غلطیوں کو' انقلابی طبقے کیلئے رہنما نظریے کی حیثیت سے اپنی نامعقولیت کو آشکار کر دیا۔

1903ء میں جب بالشویزم نمودار ہوا تو اس نے پیٹی بورژوازی' نیم نراجی (یا اتائی نراجی) انقلابیت کے خلاف شدید جدوجہد کی روایت کو اپنایا' ایسی روایت کو جو ہمیشہ سے انقلابی سوشل ڈیموکریسی میں موجود تھی اور 3-1900ء کے دوران ہمارے ملک میں خاص طور سے مضبوط ہوگئی تھی جبکہ روس میں انقلابی پرولتاریہ کی ایک عوامی پارٹی کی بنیادیں ڈالی جا رہی تھیں۔ بالشویزم نے اس پارٹی کے خلاف جدوجہد کو سنبھالا اور جاری رکھا جو سب سے زیادہ پیٹی بورژوا انقلابیت کے رجحانات کا اظہار کرتی تھی یعنی''سوشلسٹ انقلابیوں'' کی پارٹی سے۔ یہ جدوجہد تین اہم نکات پر ہو رہی تھی۔ اول تو اس پارٹی نے جو مارکسزم کو مسترد کرتی تھی' کوئی سیاسی اقدام کرنے سے پہلے طبقاتی طاقتوں اور ان کے باہمی تعلقات کے سخت معروضی جائزے کی ضرورت کو سمجھنے سے ضد کے ساتھ منکر تھی۔ (یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہیں سمجھ سکتی تھی)۔

دوسرے، یہ پارٹی اپنی خاص ''انقلابیت'' یا ''بایاں پن'' انفرادی دہشت پرستی اور قاتلانہ اقدامات کو تسلیم کرنے میں سمجھتی تھی جس کو ہم مارکسسٹ قطعی طور پر مسترد کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ہم نے انفرادی دہشت پرستی کو صرف مصلحتاً مسترد کیا جبکہ وہ لوگ جنہوں نے ''اصولی طور پر'' عظیم فرانسیسی انقلاب کی دہشت کی یا عام طور پر ساری دنیا کی بورژوازی سے گھری ہوئی فتحیاب انقلابی پارٹی کی دہشت کی مذمت کی ان کا مذاق و مضحکہ پلیخانوف نے 3-1900ء میں ہی اڑایا تھا جب وہ مارکسسٹ اور انقلابی تھا۔

تیسرے ''سوشلسٹ انقلابی'' جرمن سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی کی نسبتاً غیر اہم موقع پرست خامیوں پر ہنسنے کو ''بایاں پن'' سمجھتے تھے جبکہ وہ اس پارٹی کے شدید موقع پرستوں کی خود نقل کرتے تھے مثلاً زرعی مسئلے میں یا پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے مسئلے میں۔

برسبیل تذکرہ، تاریخ نے اب وسیع اور عالمی پیمانے پر اس رائے کی تصدیق کر دی ہے جس کی وکالت ہم نے ہمیشہ کی یعنی یہ کہ انقلابی جرمن سوشل ڈیموکریسی (غور کیجئے کہ 3-1900ء میں ہی پلیخانوف نے برنشٹائن کو پارٹی سے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا اور 1913ء میں بالشویکوں نے اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے لیگین کی ساری ذلالت، کمینگی اور غداری کا پردہ چاک کیا) ایسی پارٹی سے بالکل قریب ہو گئی تھی جو انقلابی پرولتاریہ کو فتح حاصل کرنے کیلئے چاہئے تھی۔ اب 1920ء میں 'جنگ کے دور اور جنگ کے بعد کے پہلے برسوں کی تمام شرمناک تباہیوں اور بحرانوں کے بعد یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے کہ تمام مغربی پارٹیوں میں سے جرمن انقلابی سوشل ڈیموکریسی نے ہی زیادہ اچھے لیڈر دئے اور دوسروں کے مقابلے میں جلدی سنبھالا لیا، صحت مند بنی اور دوبارہ مضبوط ہو گئی۔ یہ اسپارٹاک والوں (14) کی پارٹی اور ''جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' کے بائیں پرولتاری بازو میں دیکھا جا سکتا ہے جو کاؤتسکیوں، ہلفرڈنگوں، لیڈروں اور کریسپیوں کی موقع پرستی اور بے کرداری کے خلاف اٹل جدوجہد کر رہی ہے۔ اگر ایک مکمل تاریخی دور پر نظر ڈالی جائے یعنی پیرس کمیون (15) سے پہلی سوشلسٹ سوویت ریپبلک تک تو انارکسزم کی طرف مارکس ازم کا

عام رو یہ قطعی واضح اور مسلمہ ہو جاتا ہے ۔آ خر کار مارکسزم صحیح ثابت ہوا اور اگر انارکسٹوں نے زیادہ تر سوشلسٹ پارٹیوں کے درمیان ریاست کے بارے میں پھیلے ہوئے موقع پرست نظریات کو بجا طور پر آشکار کیا تو اول' اس موقع پرستی کا تعلق ریاست کے بارے میں مارکس کے خیالات کی توڑ مروڑ اور حتی کہ ان کو چھپانے سے تھا (میں نے اپنی کتاب '' ریاست اور انقلاب '' میں یہ بتایا ہے کہ ببیل نے اینگلس کا ایک خط 36 سال تک 1875 ء سے 1911 ء تک چھپائے رکھا جس میں ریاست کے بارے میں رائج سوشل ڈیموکریٹک خیالات کی موقع پرستی کا خاص وضاحت' شدت' صفائی اور صراحت کے ساتھ پردہ چاک کیا گیا تھا *)' دوسرے' ان موقع پرست خیالات کی تصحیح اور سوویت اقتدار اور بورژوا پارلیمانی جمہوریت پر اس کی برتری کا اعتراف سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر اور تیزی سے یورپی اور امریکی سوشلسٹ پارٹیوں کے مارکسی رجحانات کے اندر ہوا۔

بالشویزم نے خود اپنی پارٹی کے اندر '' بائیں '' انحرافات کے خلاف جو جدوجہد چلائی اس نے دو موقعوں پر خاص طور سے وسیع صورت اختیار کر لی: 1908 ء میں اس سوال پر کہ آیا انتہائی رجعت پرست '' پارلیمنٹ '' اور مزدوروں کی ان جائز انجمنوں میں شرکت کی جائے یا نہیں جن پر انتہائی رجعت پرست قوانین کے ذریعہ پابندیاں عائد کی جا رہی تھیں اور پھر 1918 ء میں (بریست کا معاہدہ (16)) اس سوال پر کہ کون سا '' سمجھوتہ '' ٹھیک ہوگا۔

1908 ء میں '' بائیں بازو '' کے بالشویکوں کو ہماری پارٹی سے نکال دیا گیا کیونکہ انہوں نے انتہائی رجعت پرست '' پارلیمنٹ '' میں شریک ہونے کی ضرورت کو ضد کے ساتھ سمجھنے سے انکار کر دیا (17)۔ '' بائیں بازو '' والوں نے جن میں بہت سے شاندار انقلابی تھے جو بعد کو کمیونسٹ پارٹی کے قابل تعریف ممبر ہوئے (اور اب بھی ہیں) -- 1905 ء کے بائیکاٹ کے کامیاب تجربے کو خاص طور سے اپنی بنیاد بنایا۔ جب اگست 1905 ء میں زار نے ایک مشاورتی '' پارلیمنٹ '' (18) کے انعقاد کا اعلان

کیا تو بالشویکوں نے تمام مخالف پارٹیوں اورمنشویکوں کی شدید مخالفت کی حالت میں اس کے بائیکاٹ کی اپیل کی اور 1905ء کے اکتوبر انقلاب نے (19) واقعی اس ''پارلیمنٹ'' کا صفایا کر دیا۔اس وقت بائیکاٹ صحیح ثابت ہوا' اس وجہ سے نہیں کہ رجعت پرست پارلیمنٹوں میں عدم شرکت عام طور پر صحیح ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم نے معروضی حالت کا صحیح اندازہ لگایا جو تیزی کے ساتھ عوامی ہڑتال کو پہلے سیاسی ہڑتال اور پھر انقلابی ہڑتال بنا رہی تھی اور آخر کار اس کو بغاوت میں تبدیل کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں اس وقت جدوجہد اس * دیکھئے اس ایڈیشن کا حصہ دوم' صفحہ 230۔(ایڈیٹر)

سوال پر مرکوز تھی کہ آیا پہلی نمائندہ اسمبلی کا انعقاد زار پر چھوڑ دیا جائے یا پرانی حکومت سے اس کے انعقاد کو چھین لینے کی کوشش کی جائے۔ جب اس بات کا یقین قطعی نہیں رہا اور نہ ہوسکتا تھا کہ معروضی حالت اسی طرح کی ہوگی اور اس حالت کے ارتقا کا اسی سمت میں اور اسی رفتار سے قطعی یقین بھی نہ رہا تو اب بائیکاٹ ٹھیک نہیں تھا۔

1905ء میں ''پارلیمنٹ'' کے بالشویک بائیکاٹ نے انقلابی پرولتاریہ کو بیش بہا سیاسی تجربے سے مالا مال کیا اور دکھایا کہ جب جدوجہد کی جائز پارلیمانی اور غیر پارلیمانی شکلیں مخلوط کر دی جاتی ہیں تو کبھی کبھی پارلیمانی شکلوں کو مسترد کرنا کارآمد حتی کہ ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال اس تجربے کو اندھوں کی طرح نقل کر کے اور بلا سمجھے بوجھے دوسری حالات اور دوسرے مواقع پر استعمال کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ 1906ء میں ''دوما'' کا بائیکاٹ غلطی تھی' اگرچہ ایک چھوٹی اور آسانی سے ٹھیک کی جانے والی غلطی۔ 1907ء 1908ء اور بعد کے برسوں میں ''دوما'' کا بائیکاٹ ایک انتہائی سنگین غلطی تھی جس کو ٹھیک کرنا مشکل تھا کیونکہ اس وقت ایک طرف انقلابی لہر کے تیزی سے اٹھنے اور اس کے بغاوت میں تبدیل ہونے کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی اور دوسری طرف بورژوا شاہی کی تجدید سے تعلق رکھنے والی ساری تاریخی صورتحال کا تقاضہ یہ تھا کہ قانونی اور غیر قانونی سرگرمیوں کو متحد کر دیا جائے۔آج' جب ہم اس مکمل تاریخی دور پر نظر

ڈالتے ہیں، جس کا تعلق بعد کے ادوار سے بالکل واضح ہو گیا ہے، یہ بات انتہائی صاف ہو جاتی ہے کہ 14-1908ء میں بالشویک پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی کا قلب نہیں برقرار رکھ سکتے تھے (اس کو مضبوط کرنے اور فروغ دینے کی بات تو جانے دیجئے) اگر انہوں نے انتہائی شدید جدوجہد میں یہ نقطہ نظر نہ اختیار کیا ہوتا کہ جدوجہد کی قانونی اور غیر قانونی شکلوں کو متحد کرنا لازمی ہے اور انتہائی رجعت پرست پارلیمنٹ اور معتدد دوسرے اداروں میں (بیماروں کی سہولتوں کی انجمنوں وغیرہ) جو رجعت پرست قوانین تک محدود تھے شرکت کرنا لازمی ہے۔

---

* جس بات کا اطلاق افراد پر ہوتا ہے اس کا اطلاق، ضروری تبدیلیوں کے ساتھ، سیاست اور پارٹیوں پر بھی ہوتا ہے۔ سمجھدار وہی ہوتا ہے جو غلطی نہ کرے۔ نہ تو ایسے لوگ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں سمجھدار وہ ہے جس کی غلطیاں بہت سنگین نہیں ہوتیں اور جو ان کو آسانی اور تیزی کے ساتھ ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

1918ء میں حالات پھوٹ تک نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں (20) نے ہماری پارٹی کے اندر صرف ایک علیحدہ گروہ یا ''جتھ'' بنا لیا تھا اور وہ بھی بہت دنوں کیلئے نہیں۔ اسی سال، 1918ء میں ''بائیں بازو کی کمیونزم'' کے انتہائی نمایاں نمائندوں مثلاً کامریڈ رادیک اور بوخارین نے کھلم کھلا اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ ان کو معلوم ہوا کہ بریست کا معاہدہ سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا جو اصولی طور پر ناقابل معافی اور انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے نقصان دہ تھا۔ یہ واقعی سامراجیوں سے سمجھوتہ تھا۔ لیکن یہ ایسا سمجھوتہ تھا جس کو ان حالات میں کرنا ہی تھا۔

آج، جب بریست کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں اپنے طریقہء کار پر مثال کیلئے ''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے حملے کے بارے میں سنتا ہوں یا جب میں کامریڈ لینسبری کو اپنے ساتھ ایک گفتگو میں یہ کہتے سنتا ہوں ''ہمارے برطانوی ٹریڈ یونین لیڈر کہتے ہیں کہ اگر بالشویکوں کیلئے سمجھوتہ کرنا جائز تھا تو ان کیلئے بھی سمجھوتہ کرنا

جائز ہے‘‘‘ میں عام طور پر اس کا جواب سب سے پہلے اس سادہ اور ’’مقبول عام‘‘ مثال سے دیتا ہوں:

تصور کیجئے کہ آپ کی موٹر کار مسلح ڈاکوؤں نے روک لی۔ آپ نے ان کو اپنے پیسے‘ پاسپورٹ‘ ریوالور اور کار حوالے کر دی۔ اس کے بدلے میں آپ کو ڈاکوؤں کے خوشگوار ساتھ سے چھٹکارہ مل گیا۔ یہ بلاشبہ سمجھوتہ ہے۔ ’’Do ut des‘‘ (میں تم کو اپنے پیسے‘ اسلحہ اور کار ’’دیتا‘‘ ہوں تا کہ تم مجھ کو اپنے پاس سے صحیح سلامت نکل جانے کا موقع ’’دو‘‘)۔ بہر حال کوئی ایسا سمجھدار آدمی پانا مشکل ہو گا جو ایسے سمجھوتے کو ’’اصولی طور پر نا قابل قبول‘‘ قرار دے یا جو سمجھوتہ کرنے والے کو ڈاکوؤں کا معاون کہے (چاہے ڈاکو کار اور اسلحہ کو مزید ڈکیتیوں کیلئے کیوں نہ استعمال کریں)۔ جرمن سامراج کے ڈاکوؤں سے ہمارا سمجھوتہ بھی ٹھیک اسی قسم کا سمجھوتہ تھا۔

لیکن جب 18-1914ء میں اور پھر 20-1918ء میں‘ روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اور جرمنی میں شیڈ مان والوں (اور بڑی حد تک کاؤتسکی کے حامیوں) نے‘ آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر نے (رینیر اور کمپنی کا تو کوئی ذکر نہیں)‘ فرانس میں رینا ڈیل اور لونگے اینڈ کمپنی نے‘ برطانیہ میں فیبئیوں‘ ’’انڈ پنڈنٹ‘‘ اور ’’ترودوویک‘‘ (’’لیبرسٹ‘‘ (21) نے اپنی بورژوازی اور کبھی کبھی ’’اتحادی‘‘ بورژوازی کے ساتھ اپنے ملکوں کے انقلابی پرولتاریہ کے خلاف سمجھوتے کئے تو یہ سب حضرات واقعی ڈاکوؤں کے معاونوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

نتیجہ صاف ہے: سمجھوتوں کو ’’اصولی طور پر‘‘ مسترد کرنا‘ عام طور پر سمجھوتوں کے جواز کو مسترد کرنا وہ چاہے جس طرح کے ہوں ایسی طفلانہ بات ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی مشکل ہے۔ ایک ایسے سیاسی لیڈر کو جو انقلابی پرولتاریہ کیلئے کار آمد بننا چاہتا ہے ایسے ہی سمجھوتوں کے ٹھوس معاملات میں امتیاز کرنا چاہئے جو نا قابل معافی اور موقع پرستی اور دغا بازی کا اظہار ہیں اس کو چاہیے کہ ان ٹھوس سمجھوتوں کے خلاف نکتہ چینی کی

ساری طاقت، بیدریغ بھانڈا پھوڑنے اوران تھک جدوجہد کا سارازور لگا دے اور تجربہ کار ''کاروباری'' سوشلسٹوں اور پارلیمانی یسوعیوں کو ''عام طور پر سمجھوتوں'' کے بارے میں مباحثوں کے ذریعے اپنی ذمہ داری سے نکل بھاگتے اور چرکا دینے کی اجازت نہ دے۔اسی طریقے سے برطانوی ٹریڈ یونینوں کے ''لیڈر'' صاحبان اورفیبئن سوسائٹی اور ''انڈیپنڈنٹ'' لیبر پارٹی کے بھی اس غداری کی ذمہ داری سے اپنا پیچھا چھڑاتے ہیں جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے ایسا سمجھوتہ کیا ہے جو واقعی بدترین قسم کی موقع پرستی، دغابازی اورغداری کے برابر ہے۔

سمجھوتوں کی مختلف قسمیں ہیں۔ ہرسمجھوتے یا سمجھوتے کی ہرقسم کی صورتحال اور ٹھوس حالت کا تجزیہ کرنے صلاحیت رکھنا چاہیے۔آدمی کو اس شخص میں جس نے اپنے پیسےاوراسلحہ ڈاکوؤں کے حوالے کردئے ہیں تاکہ وہ ان کی بری حرکتوں کو کم کرسکے اور ان کے قتل وغارت میں سہولت پیدا کرسکے اوراس شخص کے درمیان امتیاز کرنا چاہئے جو اپنا پیسہ اور اسلحہ ڈاکوؤں کو دیتا ہے تاکہ ان کی لوٹ مار میں شریک دار بن سکے۔ سیاست میں یہ کسی طرح ہمیشہ ایسی سیدھی سادی بات نہیں ہوتی جیسی کہ طفلانہ طور پر سادہ مثال میں۔ بہرحال جوشخص بھی مزدوروں کیلئے کوئی اسی قسم کانسخہ سوچنا چاہتا ہے جو ان کوتمام صورتوں کیلئے بالکل بنے بنائے تیارحل مہیا کریگا یا یہ وعدہ کرتا ہے کہ انقلابی پرولتاریہ کی پالیسی کوکبھی مشکل یا پیچیدہ صورتحال کا سامنانہیں کرنا پڑیگا وہ شخص محض جعل ساز ہے۔

غلط ترجمانی کی کوئی گنجائش نہ چھوڑنے کیلئے میں ٹھوس سمجھوتوں کے تجزیے کیلئے کئی بنیادی قواعد کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا چاہے وہ بہت ہی مختصر کیوں نہ ہو۔

جس پارٹی نے بریست کے معاہدے پر دستخط کرکے جرمن سامراجیوں کے ساتھ سمجھوتہ کیا وہ 1914ء کے آخر سے ہی عملی طور پراپنی بین قوالامیت کو پروان چڑھا رہی تھی۔ وہ زارشاہی کی شکست کی اپیل کرنے اور دوسامراجی لٹیروں کے درمیان جنگ میں ''ملک کے دفاع'' کی مذمت کرنے سے نہیں ڈرتی تھی۔اس پارٹی کے

پارلیمانی نمائندے بورژوا حکومت کے وزارتی عہدوں کی طرف جانے والے راستے کو اختیار کرنے کے مقابلے میں سائبیریا میں جلا وطنی کو ترجیح دیتے تھے۔ زارشاہی کا تختہ الٹنے اور جمہوری رپبلک قائم کرنے والے انقلاب نے اس پارٹی کیلئے ایک نئی اور زبردست آزمائش پیش کی -- اس نے ''اپنے'' سامراجیوں کے ساتھ کوئی سمجھوتے نہیں کئے بلکہ تیاری کر کے ان کا تختہ الٹ دیا۔ جب اس نے سیاسی اقتدار پایا تو اس نے نہ تو جاگیرداروں کی اور نہ سرمایہ داروں کی ملکیت کا کوئی نشان باقی چھوڑا۔ سامراجیوں کے خفیہ معاہدوں کا کھلا اعلان کر کے اور ان کو ختم کر کے اس پارٹی نے تمام قوموں کے سامنے امن کی تجویز پیش کی اور بریست کے لٹیروں کے دباؤ کو صرف اس وقت مانا جب برطانوی فرانسیسی سامراجیوں نے صلح کو ناکام بنا دیا اور بالشویک، جرمنی اور دوسرے ملکوں میں جلد انقلاب لانے کیلئے امکانی طور پر جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے۔ اس سمجھوتے کا قطعی صحیح ہونا جو ایسی پارٹی نے ایسی صورت حال میں کیا تھا روز بروز زیادہ صاف اور واضح ہوتا جا رہا ہے۔

روس میں منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے (20-1914ء میں ساری دنیا میں دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں کی طرح) غداری سے ابتدا کی -- براہ راست یا بالواسطہ ''ملک کے دفاع'' یعنی خود اپنی لٹیری بورژوازی کے دفاع کو بجا قرار دیکر۔ انہوں نے خود اپنے ملک کی بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کر کے اور خود اپنی بورژوازی کے ساتھ مل کر خود اپنے ملک کی انقلابی پرولتاریہ کے خلاف لڑتے ہوئے غداری جاری رکھی۔ انکا بلاک پہلے روس میں کیرینسکی اور کیڈیٹوں (22) کے ساتھ اور پھر کولچاک اور بھرڈینکن کے ساتھ، بیرون ملک ان کے ہم خیالوں کے اپنے اپنے ملکوں کی بورژوازی کے بلاک کی طرح درحقیقت پرولتاریہ کے خلاف دغا دیکر بورژوازی کی طرف بھاگ جانا تھا۔ ابتدا سے لیکر آخر تک سامراج کے لٹیروں سے ان کے سمجھوتہ کرنے کا مطلب سامراجی لوٹ میں شریک کار ہونا تھا۔

(5)

جرمنی میں ’’بائیں بازو‘‘ کا کمیونزم۔

لیڈر‘ پارٹی‘ طبقہ اور عوام

جن جرمن کمیونسٹوں کا ہم اب ذکر کر رہے ہیں وہ اپنے کو ’’بائیں بازو‘‘ کا نہیں کہتے بلکہ‘ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں‘ تو ’’اصولی طور پر حزب مخالف‘‘ کہتے ہیں ۔ بہرحال جو کچھ ذیل میں دیا جائے گا اس سے دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ ’’بائیں بازو کی طفلانہ بیماری‘‘ کی ساری علامتیں ظاہر کرتے ہیں۔

’’فرینک فورٹ بر مائن کے مقامی گروپ‘‘ کا شائع کیا ہوا ایک پمفلٹ جو اس حزب مخالف کے نقطہءنظر کی عکاسی کرتا ہے اور جس کا عنوان ہے ’’جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی (اسپارٹاکس لیگ) میں پھوٹ‘‘ اس حزب مخالف کے خیالات کے نچوڑ کو انتہائی نمایاں طور پر اور بہت ہی صفائی اور اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ چند حوالے قاری کو اس نچوڑ سے متعارف کرانے کیلئے کافی ہوں گے:

’’کمیونسٹ پارٹی انتہائی باعزم طبقاتی جدوجہد کی پارٹی ہے ...‘‘

’’... سیاسی طور پر یہ عبوری دور‘‘ (سرمایہ داری اور سوشلزم کے درمیان) ’’پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کا ہے ...‘‘

’’... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ڈکٹیٹرشپ کون بروئے کار لائے گا -- کمیونسٹ پارٹی یا پرولتاری طبقہ؟ .. اصولی طور پر کیا ہمیں کمیونسٹ پارٹی کی ڈکٹیٹرشپ کی کوشش کرنی چاہئے یا پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کیلئے؟ ..‘‘

(تمام Italics اصل کے مطابق ہیں۔)

پھر پمفلٹ کا مصنف جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو جرمن انڈ پنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ساتھ ایتلاف کے راستے تلاش کرنے اور جدوجہد کے ’’تمام سیاسی ذرائع کو‘‘ جن میں پارلیمانیت بھی شامل ہے ’’اصولی طور پر تسلیم کرنے

کے سوال کو' اٹھانے کیلئے' جس کا محض مقصد انڈ پنڈنٹوں کے ساتھ ایتلاف کی واقعی اور خاص کوششوں کو چھپانا ہے' عزم ٹھہراتا ہے۔ آگے چلکر پمفلٹ کہتا ہے:

''حزب مخالف نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی رائے ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی اور پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ کا سوال محض طریقہ کار کا سوال ہے۔ بہر صورت کمیونسٹ پارٹی کی حکمرانی پارٹی کی ہر حکمرانی کی آخری صورت ہے۔ اصولی طور پر ہمیں پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور پارٹی کے تمام اقدامات' اس کی تنظیموں' جدوجہد کے طریقوں' حکمت عملی اور طریقہ کار کا رخ اسی مقصد کی طرف ہونا چاہیئے۔ اس کے مطابق' دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کے سمجھوتے' جدوجہد کی پارلیمانی شکلوں کی طرف ساری واپسی جو تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہیں اور پینترے بازی اور صلح جوئی کی ہر پالیسی کو پورے عزم کے ساتھ مسترد کر دینا چاہیئے''۔ ''انقلابی جدوجہد کے مخصوص پرولتاری طریقوں پر زور دینا چاہیئے۔ وسیع ترین بنیادوں پر اور وسیع ترین گنجائش کے ساتھ تنظیم کی نئی صورتیں پیدا کرنا چاہیئے تاکہ کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں انتہائی وسیع پرولتاری حلقے اور پرت انقلابی جدوجہد میں شرکت کر سکیں۔ فیکٹری تنظیموں پر مبنی مزدوروں کی یونین کو تمام انقلابی عناصر مجتمع کرنے کی جگہ ہونی چاہیئے۔ اس کو ان تمام مزدوروں کو متحد کرنا چاہیئے جو اس نعرے کی پیروی کرتے ہیں کہ ''ٹریڈ یونینوں سے نکل آؤ!'' یہیں پر مجاہد پرولتاریہ اپنی وسیع جنگجو صفوں کو لڑائی کیلئے منظّم کرتی ہے۔ طبقاتی جدوجہد' سوویت نظام اور ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم کرنا ہی داخلے کیلئے کافی ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد مجاہد عوام کی ساری سیاسی تعلیم اور جدوجہد میں ان کی سیاسی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی کا فریضہ ہے جو مزدور یونین کے باہر رہتی ہے...''

''... نتیجے میں دو کمیونسٹ پارٹیاں اب ایک دوسرے کے خلاف کھڑی ہیں:

''ایک لیڈروں کی پارٹی ہے جو انقلابی جدوجہد کو منظّم کر کے اوپر سے اس کی رہنمائی کرنا چاہتی ہے' سمجھوتوں اور پارلیمانیت کو مانتی ہے تاکہ ایسی صورتحال پیدا کر

سکیں جس میں وہ ڈکٹیٹر شپ پر عمل کرنے والی مخطوط حکومت میں شامل ہو سکے۔

''دوسری کثیر تعداد عوام کی پارٹی ہے جو نیچے سے انقلابی سیلاب کی توقع رکھتی ہے' جو جانتی ہے اور اس جدوجہد میں واحد طریقہ استعمال کرتی ہے۔ایسا طریقہ جو صاف طور پر منزل کی طرف لے جاتا ہے' اور سارے پارلیمانی اور موقع پرست طریقوں کو مسترد کرتی ہے۔ یہ واحد طریقہ غیر مشروط طور پر بورژوازی کا تختہ الٹنا ہے تاکہ اس کے بعد سوشلزم کی تکمیل کیلئے پرولتاری طبقاتی ڈکٹیٹر شپ قائم کی جائے ...''

''... وہاں -- لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ' یہاں -- کثیر تعداد عوام کی ڈکٹیٹر شپ! یہی ہمارا نعرہ ہے''۔

یہ ہیں موٹی موٹی خصوصیات جو جرمن کمیونسٹ پارٹی میں حزب مخالف کے خیالات کی کردار نگاری کرتی ہیں۔

کوئی ایسا بالشویک جس نے شعوری طور پر بالشویزم کو ترقی دینے میں 1903ء سے حصہ لیا ہے یا اس ترقی کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے ان دلیلوں کو پڑھنے کے بعد فوراً کہے گا ''کیسی پرانی اور جانی بوجھی بکواس ہے! کیا ''بائیں بازو'' کا بچپن ہے!''

لیکن ہم ان دلیلوں کا جائزہ ذرا زیادہ غور سے لیں گے۔

''پارٹی کی ڈکٹیٹر شپ یا طبقے کی ڈکٹیٹر شپ؟ لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ (پارٹی) یا عوام کی ڈکٹیٹر شپ (پارٹی)؟'' کے سوال کو محض پیش کرنا انتہائی ناقابل یقین اور بہت ہی گڈمڈ سوچ بچار کا ثبوت ہے۔ یہ لوگ بالکل کوئی انوکھی بات گھڑنا چاہتے ہیں اور ہوشیار بننے کی کوشش میں اپنے کو مضحکہ انگیز بنا دیتے ہیں۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ عوام طبقات میں تقسیم ہیں' کہ طبقوں سے عوام کا مقابلہ محض اس وقت ممکن ہے جب عام طور پر وسیع اکثریت کا مقابلہ' جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں اپنی پوزیشن کے لحاظ سے تقسیم نہیں کی گئی ہے' ان پرتوں سے کیا جاتا ہے جو پیداوار کے سماجی سسٹم میں خاص پوزیشن اختیار کرتے ہیں' کہ قاعدے کے مطابق زیادہ تر صوتوں میں' کم از کم آجکل کے مہذب ملکوں میں' طبقات کی رہنمائی سیاسی پارٹیاں کرتی ہیں' کہ سیاسی پارٹیوں کو عام طور پر کم

وبیش ایسے ٹھوس گروہ چلاتے ہیں جو انتہائی مستند' با اثر اور تجربے کار لوگوں پر مشتمل ہوتے ہیں جن کو انتہائی ذمہ دار منصبوں کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اور جو لیڈر کہلاتے ہیں۔ یہ سب ابتدائی باتیں ہیں۔ یہ سب صاف اور سادہ ہے۔ اس کی جگہ پر گڑ بڑ بائیں کیوں لائی جائیں۔ ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ الجھ گئے ہیں جب انہوں نے اپنے کو بیڈھب صورتحال میں پایا' جب پارٹی کے قانونی سے اچانک غیر قانونی صورت میں تبدیل ہونے سے لیڈروں' پارٹیوں' اور طبقوں کے درمیان مروجہ' عام اور معمولی تعلقات میں گڑ بڑ ہوگئی۔ جرمنی میں' دوسرے یورپی ملکوں کی طرح لوگ قانونیت کے' باقاعدہ پارٹی کی کانگریسوں میں ''لیڈروں'' کے آزاد اور صحیح انتخاب کے عادی ہیں' پارلیمانی انتخابوں' عام جلسوں اور پریس کے ذریعہ' ٹریڈ یونینوں اور دوسری انجمنوں وغیرہ کے جذبات کے ذریعہ پارٹی کی طبقاتی تشکیل کو آزمانے کے موزوں طریقے کے بیحد عادی بن گئے ہیں۔ جب ان مروجہ کاروائیوں کے بجائے انقلاب کے طوفانی ارتقا اور خانہ جنگی میں اضافے کیوجہ سے تیزی کے ساتھ قانونیت سے غیر قانونیت کی طرف جانا' دونوں کو متحد کرنا اور ''لیڈوروں کے گروہوں'' کو منتخب کرنے یا ان کی تشکیل کرنے یا ان کو قائم رکھنے کے ''غیر مناسب'' اور ''غیر جمہوری'' طریقوں کا اختیار کرنا ضروری ہوگیا تو لوگ اپنے حواسکھکو بیٹھے اور کوئی بالکل خرافات بات سوچنے لگے۔ غالبًا ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر (جو بدقسمتی سے ایسے چھوٹے ملک میں پیدا ہوئے تھے جو اعلیٰ خصوصی مراعات اور اعلیٰ پائیداری والی قانونیت کی روایات اور حالات رکھتا تھا' جنہوں نے قانونیت سے غیر قانونیت میں تبدیلی کبھی نہیں دیکھی تھی) انتشار میں مبتلا ہو گئے' اپنے حواس کھو بیٹھے اور ان فضول اختراعات کی تخلیق میں معاون ہوئے۔

دوسری طرف' ''عوام'' اور ''لیڈروں'' کے الفاظ کا محض بے سوچا سمجھا اور بے رابطہ استعمال ہے جو ہمارے زمانے میں فیشن ایبل'' ہو گئے ہیں ان لوگوں نے بہت کچھ سنا ہے اور ''لیڈروں'' پر حملوں کے بارے میں اچھی طرح جان لیا ہے جن میں ان کو ''عوام'' کے مقابلے میں رکھا گیا ہے۔ پھر بھی وہ کوئی ایسی بات نہیں سوچ سکے جس

سے معاملہ ان کیلئے صاف ہو جاتا۔

''لیڈروں'' اور'' عوام'' کے درمیان فرق کو خاص صفائی اور شدت کے ساتھ تمام ملکوں میں سامراجی جنگ کے آخر اور اس کے بعد لایا گیا۔ اس کے بنیادی سبب کی مارکس اور اینگلس نے 1852-1892ء کے دوران برطانیہ کی مثالوں سے بہت بار وضاحت کی۔ برطانیہ کی اجارہ دارانہ پوزیشن نے'' عوام'' میں سے نیم پیٹی بورژوا اور موقع پرست'' مزدور اشرافیہ'' کی تخلیق کی۔ اس مزدور اشرافیہ کے لیڈر متواتر بورژوازی کی طرف جاتے رہے۔ اور براہ راست یا بالواسطہ اس کی کفالت میں رہے۔ مارکس نے اپنے لئے ان بدمعاشوں کی نفرت کی عزت حاصل کی کیونکہ انہوں نے کھلم کھلا ان کو غدار قرار دیا۔ جدید ترین (بیسویں صدی کی) سامراج نے چند ترقی یافتہ ملکوں کو غیر معمولی امتیازی پوزیشن دی جس کی بنیاد پر دوسری انٹرنیشنل میں ہر جگہ غدار قسم کے لیڈر پیدا ہو گئے --موقع پرست' سوشل شاونسٹ' جو اپنی حرفت کے' اپنی مزدور اشرافیہ کے پرت کے مفادات کے علمبردار ہیں۔'' عوام'' سے یعنی محنت کشوں کے وسیع ترین پرتوں' ان کی اکثریت' سب سے زیادہ کم اجرت پانے والے مزدوروں سے موقع پرست پارٹیوں کے کٹ جانے کی بنیاد پڑی۔ اس برائی سے جدوجہد کئے بغیر موقع پرست' سوشل غدار لیڈروں کو بے نقاب' بدنام اور راندہ کئے بغیر انقلابی پرولتاریہ کی جیت نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ پالیسی ہے جو تیسری انٹرنیشنل (23) نے چلائی۔

اس سلسلے میں عام طور پر عوام کی ڈکٹیٹر شپ کا مقابلہ لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ سے کرنے تک جانا مضحکہ انگیز بیہودگی اور حماقت ہے۔ خاص طور سے دلچسپ بات تو یہ ہے کہ پرانے لیڈروں کے بجائے' جو معمولی باتوں کے بارے میں عام طور پر مسلمہ خیالات رکھتے ہیں' نئے لیڈر ('' لیڈر مردہ باد'' کے نعرے کی آڑ میں) لائے جا رہے ہیں جو واہیات اور فضول بکواس کرتے ہیں۔ جرمنی میں لاؤفینبیرگ'' وولفگیئم' ہورنر' کارل شریڈر' فریڈرک وینڈیل اور کارل ریلیر * ایسے ہی لوگ ہیں۔ موخرالذکر کی سوال کو'' گہرا'' کرنے کی کوشش اور سیاسی پارٹیوں کے غیر ضروری اور'' بورژوا

ہونے'' کا اعلان اتنی بکواس کے ہر قلیسی ستون (25) ہیں کہ آدمی صرف ان پر ہاتھ ہی جھٹک سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی غلطی بہت بڑی بن سکتی ہے اگر اس غلطی پر ضد کی جائے' اگر اس کو گہرائی سے ثابت کیا جائے اور اسکو''آخر تک چلایا جائے''۔

پارٹی کے اصولوں اور پارٹی کے ڈسپلن سے انکار--حزب مخالف میں یہ نوبت پہنچ گئی ہے۔ یہ بورژوازی کے حق میں پرولتاریہ کی مکمل تباہی کے مترادف ہے۔ یہ مترادف ہے پیٹی بورژوا کے انتشار' عدم استحکام اور استقلال' اتحاد اور ٹھوس عمل کیلئے عدم صلاحیت کے جن کی اگر ہمت افزائی کی جائے تو ناگزیر طور پر ہر پرولتاری انقلاب تباہ ہو جائے گا۔ کمیونزم کے نقطہ نظر سے پارٹی کے اصولوں سے انکار کا مطلب یہ ہے

---

* کارل ریلیر کے مضمون''پارٹی کو توڑ دینا''(''کمیونسٹ مزدور اخبار''(24) ہیمبرگ' 7 فروری 1920ء' شمارہ 32) میں کہا گیا ہے:''مزدور طبقہ بورژوا جمہوریت کو تباہ کئے بغیر بورژوا ریاست کو تباہ نہیں کر سکتا اور وہ بورژوا جمہوریت کو پارٹیوں کے تباہ کئے بغیر تباہ نہیں کر سکتا۔''

لاطینی ملکوں کے بہت زیادہ سرپھرے سینڈیکیٹ والے اور انارکسٹ اس وقعہ سے ''اطمینان'' حاصل کر سکتے ہیں کہ وہ ٹھوس جرمن جو بظاہر اپنے کو مارکسٹ سمجھتے ہیں (مندرجہ بالا اخبار میں اپنے مضامین کے ذریعہ ک۔ ریلیر اور ک۔ ہورنر نے صاف طور پر دکھایا ہے کہ وہ اپنے کو ٹھوس مارکسسٹ سمجھتے ہیں۔ لیکن انتہائی مضحکہ انگیز طریقے سے ناقابل یقین بکواس کرتے ہیں اور یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ وہ مارکس ازم کی الف بے بھی نہیں جانتے) وہ انتہائی نامعقول بیان دیتے ہیں۔ صرف مارکس ازم کو مان لینے ہی سے کوئی غلطیوں سے بری نہیں ہو جاتا۔ روسی اس کو بخوبی جانتے ہیں کیونکہ ہمارے یہاں مارکس ازم اکثر''فیشن ایبل'' رہا ہے۔ کہ سامراج کی تباہی سے قبل والے دور میں (جرمنی میں) چھلانگ لگائی جائے کمیونزم کی نچلی یا وسطی منزل کی طرف

نہیں بلکہ اونچی منزل کی طرف - ہم روس میں (بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد تیسرے سال ۔سرمایہ داری سے سوشلزم کی طرف عبور کے یا کمیونزم کی بالکل نچلی منزل کی طرف پہلے قدم اٹھا رہے ہیں ۔ پرولتاریہ کی فتح کی بعد طبقات باقی ہیں اور ہر جگہ برسوں تک باقی رہیں گے ۔ممکن ہے کہ برطانیہ میں جہاں کسان نہیں ہیں (لیکن بہرحال چھوٹے چھوٹے مالک ہیں)اس کی مدت کم ہو۔طبقات کے خاتمے کا مطلب محض زمین داروں اور سرمایہ داروں کو نکال پھیکنا نہیں ہے ۔اس کو ہم نے مقابلتاً آسانی سے کرلیا۔اس کا مطلب چھوٹے اشیائے تجارت کی پیدوار کرنے والوں کا خاتمہ بھی ہے اور انکو نکالنا ممکن نہیں، ان کو کچلنا ممکن نہیں، ہمیں ان کے ساتھ رہنا سہنا چاہئے، ان کو صرف بہت ہی طویل، سست رفتار اور محتاط تنظیمی کام کے ذریعہ بدلا جاسکتا ہے (اور بدلنا چاہئے)اور پھر سے تربیت دی جاسکتی ہے ۔ وہ پرولتاریہ کو ہر طرف سے پیٹی بورژوا فضا سے گھیرے ہوئے ہیں جو پرولتاریہ کے اندر جذب ہو کر اس کو خراب کرتی ہے ۔وہ پرولتاریہ کو بار بار پیٹی بورژوا بے کرداری، تفریق، انفرادیت اور ولولہ انگیزی سے یاس تک پہنچنے کے جذبات میں مبتلا کرتے ہیں ۔ پرولتاریہ کی سیاسی پارٹی کے اندر انتہائی سخت مرکزیت اور ضابطے کی ضرورت ہے تاکہ اس کا مقابلہ کیا جا سکے، تاکہ پرولتاریہ کا تنظیمی رول (اور یہی اس کا خاص رول ہے)صحیح، کامیاب اور فاتحانہ طور پر ادا کیا جا سکے ۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ پرانے سماج کی طاقتوں اور روایات کے خلاف ایک سخت جدوجہد ہے--خون آشام اور بے خون بہائے، تشدد آمیز اور پرامن، فوجی اور معاشی، تعلیمی اور انتظامی جدوجہد۔لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی عادت کی طاقت سب سے زبردست طاقت ہے ۔ جدوجہد میں فولادی اور پختہ بنی ہوئی پارٹی کے بغیر، زیرِغور طبقے کے سارے ایماندار لوگوں کا اعتماد رکھنے والی پارٹی کے بغیر، اس پارٹی کے بغیر جو عوام کی مزاجی کیفیت کا مطالعہ کرے اور اس پر اثر انداز ہو، ایسی جدوجہد کامیابی سے چلانا ممکن نہیں ہے ۔ بڑی مرکوز بورژوازی پر فتح حاصل کر لینا ہزار بار آسان ہے بمقابلہ اس کے کہ لاکھوں کروڑوں چھوٹی ملکیت رکھنے والوں کو ''جیتا''

جائے۔ وہ اپنی معمولی' روزمرہ کی' نظر نہ آنے والی' ناقابل گرفت اور انتشار آمیز سرگرمیوں سے وہی نتائج پیدا کرتے ہیں جنکی بورژوازی کو ضرورت ہے' جو بورژوازی کو بحال کرتے ہیں۔ جو بھی پرولتاری پارٹی کے فولادی ضابطے کو ذرا بھی کمزور کرتا ہے۔ (خاص طور سے اس کی ڈکٹیٹرشپ کے زمانے میں) وہ پرولتاریہ کے خلاف واقعی بورژوازی کی مدد کرتا ہے۔

لیڈروں -- پارٹی -- طبقے -- عوم کے بارے میں سوال کے ساتھ ساتھ ''رجعت پرست'' ٹریڈ یونینوں کا سوال بھی اٹھانا چاہئے۔ لیکن پہلے میں اپنی پارٹی کے تجرے کی بنا پر چند آخری باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ہماری پارٹی میں ''لیڈروں کی ڈکٹیٹر شپ'' پر ہمیشہ حملے کئے گئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ پہلی بار اس طرح کا حملہ 1895ء میں کیا گیا جبکہ باقاعدہ طور پر پارٹی نہیں تھی لیکن پیٹرسبرگ میں مرکزی گروپ کی تشکیل ہو رہی تھی جس کو اضلاعی گروپوں کی قیادت سنبھالنی تھی (26)۔ ہماری پارٹی کی نویں کانگریس (اپریل 1920ء) میں ایک چھوٹا سا حزب مخالف تھا۔ اس نے بھی ''لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ'' ''اور اولیگارشی'' وغیرہ کی مخالفت کی (27) اس لئے جرمنوں کے درمیان ''بائیں بازو کت کیمونزم'' کی ''طفلانہ بیماری'' میں کوئی حیرت انگیز' نئ اور خوفناک بات نہیں ہے۔ یہ بیماری بے نظر گزر جائے گی اور اس کے بعد جسمانی نظام اور بھی مضبوط ہو جائے گا۔ دوسری طرف' قانونی اور غیر قانونی کام کے تیز رفتار تبادلے نے' جسکا تعلق خاص طور عملے ہی کو یعنی لیڈروں ہی کو خاص طور سے چھپانے' خاص طور سے راز میں رکھنے کی ضرورت سے تھا' ہمارے لئے کبھی کبھی بہت ہی خطرناک حالات پیدا کر دئے۔ سب سے بری بات یہ ہوئی کہ 1912ء میں بالشویکوں کی مرکزی کمیٹی میں مالینوفسکی جیسا جاسوس گھس آیا۔ اس نے دسیوں بہت اچھے اور انتہائی وفادار رفیقوں کے ساتھ دغا کی' ان کو عمر قید کی سخت سزا تک پہنچایا اور ان میں بہتوں کو موت کے گھات تک پہنچانے میں جلدی کرائی اگر وہ اور زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکا تو اس کی وجہ یہی تھی کہ ہمارے قانونی اور غیر قانونی کام کے درمیان صحیح

توازن رکھا گیا تھا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور دوما کے ممبر کی حیثیت سے مالینوفسکی کو ہمارا اعتماد حاصل کرنے کی غرض سے اس کیلئے مجبور ہونا پڑا کہ وہ ہمیں قانونی روزانہ اخبار قائم کرنے میں مدد دے جو زار شاہی میں بھی منشویکوں کی موقع پرستی کے خلاف جدوجہد کر سکے اور مناسب خفیہ صورت میں بالشویزم کے بنیادی اصولوں کو پھیلا سکے ۔ایک ہاتھ سے بالشویزم کے دسیوں بہترین کارکنوں کو عمر قید اور سزائے موت کیلئے بھیجتے ہوئے مالینوفسکی مجبور تھا کہ وہ دوسرے ہاتھ سے ہزاروں نئے بالشویکوں کی تربیت میں قانونی پریس کے ذریعہ مدد دے ۔وہ جرمن کامریڈ (اور انگریز' امریکی' فرانسیسی اور اطالوی بھی) جو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر انقلابی کام کرنے کے فریضے سے دوچار ہیں' اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں *۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے ملکوں میں' جن میں انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی ہیں' بورژوازی آج بھی کمیونسٹ پارٹیوں کے اندر جاسوس بھیج رہی ہے اور بھیجتی رہے گی ۔اس خطرے کے خلاف لڑنے کا ایک طریقہ قانونی اور غیر قانونی کام کا مہارت کے ساتھ تال میل ہے۔

---

* مالینوفسکی جرمنی میں جنگی قیدی تھا۔ روس کو واپسی پر' جبکہ بالشویک برسر اقتدار تھے' اس پر ہمارے مزدوروں نے مقدمہ چلایا اور اس کے گولی ماری۔منشویکوں نے ہماری اسی غلطی پر شدید نکتہ چینی کی کہ ایک جاسوس ہماری مرکزی کمیٹی کا ممبر تھا۔لیکن جب کیرنسکی کے زمانے میں ہم نے دوما کے صدر رودزیانکو کی گرفتاری اور اس پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ وہ جنگ سے پہلے بھی جانتا تھا کہ مالینوفسکی جاسوس ہے اور اس نے ترودوویکوں (28) اور دوما کے اندر مزدوروں کو اس کی اطلاع نہیں دی تو کیرنسکی کی حکومت میں نہ تو منشویکوں اور نہ سوشلسٹ انقلابیوں نے ہمارے مطالبے کی حمایت کی اور رودزیانکو آزاد رہا اور بے روک دنیکن کے ساتھ جاملا۔

(6)

کیا انقلابیوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں کام کرنا چاہیئے؟

جرمن ''بائیں بازو'' والے سمجھتے ہیں کہ ان کیلئے اس سوال کا جواب قطعی طور پر نفی میں ہے۔ ان کے خیال میں ''رجعت پرست'' اور ''انقلاب کی مخالف'' ٹریڈ یونینوں کے خلاف جوشیلی تقریریں اوران پر غصے میں برسنا ہی کافی ہے (جیسا کہ ک۔ ہورنر نے خاص کر بڑی ہی ''سنجیدگی'' سے اور خاص کر بڑے ہی احمقانہ طریقے سے کیا ہے) یہ ''ثابت'' کرنے کیلئے کہ انقلابیوں کواور کمیونسٹوں کو زرد' سوشل شاؤنسٹ' مالکوں سے سمجھوتہ کرنے والی' انقلاب مخالف اورلیگین کی ٹریڈ یونینوں میں کام کرنا غیرضروری ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

''بائیں بازو'' والے جرمن چاہے کتنے ہی زوروں میں اپنے اس طریقہ کار کی انقلابیت پر اعتقاد رکھتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر ان کا فیصلہ غلط ہے اور خالی لفاظی کے سوا اس سے کچھ حاصل نہیں۔

اس بات کو صاف کرنے کیلئے' میں خود اپنے تجربے سے شروع کرتا ہوں' موجودہ پمفلٹ کے عام منصوبے کی حد میں رہ کر' جس کا مقصد یہ ہے کہ بالشویزم کی تاریخ اور اس کے موجودہ طریقہ کار میں جو بات عام استعمال' عام جواز اور عام طور سے سب کیلئے لازم ہے' اسے مغربی یورپ پر صادق کرکے دکھایا جائے۔

لیڈروں -- پارٹی -- طبقے --عوام کا جو باہمی تعلق ہے' اور اسی کے ساتھ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ اوراس کی پارٹی کا ٹریڈ یونینوں سے جو تعلق ہے' روس میں ان کی

ٹھوس شکل یہ ہے: ڈکٹیٹر شپ پرولتاریہ کے ہاتھ میں منظّم ہے، پرولتاریہ سوویتوں میں منظّم ہے، اس کی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کرتی ہے، پارٹی کی پچھلی کانگریس کے حساب سے اس وقت (اپریل 1920ء میں) اس کے ممبروں کی تعداد 6 لاکھ گیارہ ہزار ہے۔ اکتوبر 1917ء کے انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں بڑی کمی پیشی ہوئی۔ پہلے کافی کم ممبر تھے۔ 1918ء اور 1919ء میں بھی کم ہی تھے۔ ہم اس سے ڈرتے ہیں کہ پارٹی کی ممبری حد سے زیادہ بڑھ جائے، کیونکہ اپنے کو فروغ دینے والے اور ڈھونگیے، جو صرف اس قابل ہیں کہ گولی سے اڑا دیے جائیں، حکمران پارٹی میں گھسنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ آخری بار جب ہم نے پارٹی کے دروازے صرف مزدوروں اور کسانوں کیلئے بالکل کھول دیئے، وہ زمانہ تھا (1919ء کی سردیوں کا) جب یودنیچ کی فوج پیٹروگراڈ سے چند کوس رہ گئی تھی اور دنیکن اوریل تک آ پہنچا تھا۔ (ماسکو سے تقریباً ساڑھے تین سو ورسٹ کے فاصلے پر) یعنی ایسے وقت جب سوویت ریپبلک کے سر پر جان لیوا خطرہ منڈلا رہا تھا اور حالات ایسے نازک تھے کہ غرض کے بندے، قسمت آزمائیاں کرنے والے، ڈھونگیے اور ناقابل اعتبار لوگ یہ امید نہیں لگا سکتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی میں گھس کر کوئی فائدہ حاصل کر لیں گے (بلکہ زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے، سزائیں ملیں)۔ کمیونسٹ پارٹی سالانہ اپنی کانگرسیں کرتی ہے (پچھلی کانگریس میں شرکت کیلئے ہزار ممبروں پر ایک ڈیلیگیٹ چنا گیا تھا) اور پارٹی کی رہنمائی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے جسمیں انیس ممبر ہوتے ہیں اور ان ممبروں کا چناؤ پارٹی کی کانگریس میں ہوتا ہے۔ روزمرہ کا کام ماسکو میں اس سے بھی کم تعداد کے ممبروں کی کمیٹیاں چلاتی ہیں، یعنی ایک ''اورگ بیورو'' (انتظامی بیورو) ہے اور دوسری ''پولیٹ بیورو'' (پولیٹکل بیورو)۔ ان کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی کے عام جلسوں میں چنا جاتا ہے اور ہر ایک کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبر رکھے جاتے ہیں۔ یہ قطعی ''اولیگارشی'' معلوم ہوتی ہے۔ سیاست یا تنظیم کے معاملات میں ایک بھی اہم سوال ایسا

نہیں ہوتا جسے ہماری ریپلک میں کوئی بھی ریاستی ادارہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایات لئے بغیر اپنے آپ سے طے کردے۔

پارٹی اپنے کام میں ٹریڈ یونینوں پر براہ راست انحصار کرتی ہے۔ اب ٹریڈ یونینوں کی ممبری پچھلی کانگریس (اپریل 1920ء) کے حساب سے چالیس لاکھ سے اوپر ہے' اور یہ ضابطے کی رو سے کسی پارٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ اصل میں' ٹریڈ یونینوں کی بہت بڑی اکثریت کے سب ہدایت کار ادارے اور سب سے پہلے مختلف پیشوں کی ٹریڈ یونینوں کے کل روس مرکز یا بیورو کا ہدایت کار ادارہ (جو ٹریڈ یونینوں کی کل روس مرکزی کونسل کہلاتا ہے) کمیونسٹوں پر مشتمل ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کی تمام ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح سے مجموعی طور پر ہمارے یہاں ایسا ڈھانچہ موجود ہے جو باضابطہ کمیونسٹ نہیں ہے۔ اس میں لوچ اور لچک رکھی گئی ہے' وہ نسبتاً وسیع اور بہت زبردست پرولتاری ڈھانچہ ہے' جس کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی طبقے اور عام لوگوں سے گہرا رشتہ رکھتی ہے اور اسی کے ذریعے پارٹی کی رہنمائی میں طبقاتی ڈکٹیٹرشپ چل رہی ہے۔ ٹریڈ یونینوں سے نزدیکی تعلق رکھے بغیر' ان کی دلی تائید اور سرفروشانہ خدمت کے بغیر' نہ صرف معاشی زندگی میں' بلکہ فوجی معاملات میں بھی ہمارے لئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ ڈھائی سال کا تو ذکر کیا' ڈھائی مہینے بھی ملک کی حکومت چلاسکیں اور ڈکٹیٹرشپ قائم رکھ سکیں۔ قدرتی بات ہے کہ عمل میں اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت ہی پیچیدہ اور مختلف قسموں کا کام کیا جائے جس کی شکلیں یہ ہیں کہ پروپیگنڈا اور ایجی ٹیشن چلتا رہے' وقت ضرورت اور اکثر و بیشتر کانفرنسیں ہوتی رہیں' ان میں ٹریڈ یونینوں کے نمایاں کارکن ہی نہیں بلکہ عام طور سے ان کے بااثر کارکن شریک ہوں۔ اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہے کہ منشویکوں کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی جائے' جن کو اب بھی کچھ لوگ' اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے' مانتے ہیں اور منشویک اپنے معتقدوں کو ہر قسم کی انقلاب مخالف چالیں سکھاتے ہیں' ایسی چالیں' جن میں نظریاتی طور پر جمہوریت کی حمایت (بورژوا) جمہوریت کی اور ٹریڈ یونینوں کی ''آزادی'' (اس کا مطلب ہے

پرولتاری اقتدار سے پاک آزادی!) کی تبلیغ سے لے کر پرولتاری ضابطے کو اندر سے توڑنا وغیرہ تک شامل ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ''عوام'' سے ٹریڈ یونینوں کے ذریعے رابطہ قائم رکھنا کافی نہیں ہے۔انقلاب کے دوارن عملی سرگرمیوں نے ہمارے یہاں بے پارٹی مزدوروں اور کسانوں کی کانفرنسوں کوجنم دیا'اور ہم پوری طرح ان کے حق میں ہیں'انہیں بڑھانا اور پھیلانا چاہتے ہیں' تاکہ عام لوگوں کا موڈ جان سکیں'ان کے قریب آ سکیں'ان کے مانگوں کو پورا کرسکیں اوران میں سب سے اچھے کارکنوں کوسرکاری عہدوں پر بٹھاسکیں وغیرہ۔حال میں ہی ایک سرکاری فیصلے کے ذریعے' جو سرکاری کنٹرول کی عوامی کیساریت کو بدل کر''مزدوروں اور کسانوں کی نگرانی محکمہ'' بنایا گیا ہے'اس قسم کی بے پارٹی کانفرنسوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مختلف طرح کی تحقیقات اور تفتیش وغیرہ کیلئے سرکاری کنٹرول کےممبر چنیں۔

اس کے علاوہ ظاہر ہے کہ پارٹی کا سارا کام سوویتوں کے ذریعے ہورہا ہے اورسوویتوں میں تمام کانگریسیں اس قسم کے جمہوری ادارے ہیں جن کا جواب بورژوا دنیا کی سب سے عمدہ جمہوری ریپبلکوں تک نے کبھی پیش پیش کیا اور ان کرنے والے' سب پیشوں کے لوگ ہیں۔ضلع کی سوویتوں کی کام کانگرسوں کے ذریعے ۔(جنکی کاروائیوں پرکمیونسٹ پارٹی خاص دھیان رکھتی ہے۔اوران کے علاوہ طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو دیہات کے علاقوں میں ہر طرح کے عہدوں پر لگاتار مقرر کر کے پرولتاری طبقہ کسانوں کے رہنما کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری انجام دیتا ہے' شہری پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ عمل میں آتی ہے' دیہات کے مالداروں' بورژوازی' استحصال کرنے والوں اور نفع خوروں وغیرہ کے خلاف باقاعدہ جدوجہد چلائی جارہی ہے۔

تو یہ ہیں پرولتاری سرکاری اقتدار کے کل پرزے' اگر انہیں ''اوپر سے'' دیکھا جائے' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے عملی حصول کے نقطہ نظر سے۔امید کی جاسکتی ہے کہ

پڑھنے والا سمجھ جائے گا کہ روسی بالشویک' جسے اس مشینری سے واقفیت ہے اور جس نے پچیس سال کے دوران اس کو چھوٹے چھوٹے' خلاف قانون اور خفیہ حلقوں سے ابھرتے ہوئے دیکھا ہے' وہ ''اوپر سے'' یا ''نیچے سے'' اور لیڈروں کی ڈکٹیٹرشپ یا عوام کی ڈکٹیٹرشپ وغیرہ کے بارے میں ساری خواہ مخواہ باتوں کو مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات کے سوا اور کچھ کیوں نہیں سمجھتا' اس کے نزدیک یہ بحثا بحثی ایسی ہے جیسے کہ یہ بحث کہ آدمی کی بائیں ٹانگ زیادہ کارآمد ہے یا دایاں بازو۔

بالکل اسی طرح ہم کو جرمن بائیں بازو والوں کا بڑا شاندار' نہایت عالمانہ اور خوفناک حد تک یہ انقلابی ارشاد مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات معلوم ہوتا ہے کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں نہ تو کام کرنا چاہئے' نہ وہ ان میں کام کر سکتے ہیں' اس کام سے منہ پھیر لینا بالکل جائز ہے' ان ٹریڈ یونینوں کو چھوڑ دینا لازم ہے اور اپنی ایک بالکل نئی' صاف ستھری' بڑے پیارے (غالباً زیادہ تر بالکل ہی نوجوان) کمیونسٹوں کی خود کی سوچی ہوئی ''مزدور یونین'' تیار کرنا قطعی ضروری ہے' وغیرہ وغیرہ۔

سرمایہ داری لازمی طور پر سوشلزم کیلئے وراثت چھوڑتی ہے۔ ایک طرف تو یہ وراثت مزدوروں کے درمیان پیشوں اور ہنروں کے پرانے امتیازات' صدیوں میں پیدا ہونے والے امتیازات ہوتے ہیں اور دوسری طرف ٹریڈ یونینیں ہوتی ہیں جو بہت ہی سست رفتار سے' سالہا سال کے دوران' ایسی وسیع تر صنعتی یونینوں میں تبدیل ہو کر ترقی کر سکتی ہیں اور کریں گی جن میں حرفتی یونینوں جیسی کم بات ہو گی (وہ صرف حرفتوں' کاروباروں اور پیشوں کو نہیں بلکہ ساری صنعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لینگی) اور بعد کو ان صنعتی یونینوں کے ذریعہ آگے قدم بڑھانا چاہئے لوگوں میں محنت کی تقسیم مٹا دینے کی جانب' انہیں تعلیم دینے' ان کی تربیت کرنے کی طرف' ایسے لوگ تیار کرنے کی طرف جو ہر ایک پہلو سے ترقی یافتہ ہوں' سب پہلوؤں سے ترقی یافتہ ہوں' ایسے لوگ جنہیں ہر کام کرنا آتا ہو۔ کمیونزم اس منزل کی جانب بڑھ رہا ہے اور اسے بڑھنا

چاہئے' وہ اس منزل پر پہنچ جائے گا' لیکن اس میں بہت سال لگیں گے۔ ایک پوری طرح ترقی یافتہ' پوری طرح پائدار اور خوب نکھرے ہوئے' بھرپور اور پختہ کمیونزم کے مستقبل کے نتائج کو آج ہی عمل میں لانے کی کوشش ایسی بات ہے جیسے چار برس کے بچے کو اونچے درجے کا علم حساب بڑھانے کی کوشش۔

ہم سوشلزم کی تعمیر شروع کر سکتے ہیں (اور کرنی بھی چاہئے) مگر یہ تعمیر خیالی پروازوں کے سروسامان سے اور ہمارے تیار کئے ہوئے خاص الخاص انسانی مادے سے نہیں ہوگی' بلکہ اس میں وہی انسانی مسالہ لگے گا جو سرمایہ داری ہمارے پاس چھوڑ گئی ہے۔ بے شک اس کام میں ''مشکلات'' بہت ہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی اور تدبیر ایسی نہیں جس کے متعلق گفتگو بھی کی جا سکے۔

سرمایہ دارانہ ارتقا کے ابتدائی زمانے میں ٹریڈ یونینیں مزدور طبقے کیلئے زبردست ترقی کا نشان تھیں کیوں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ انتشار اور بے بسی کی حالت سے نکل کر مزدوروں نے طبقاتی تنظیم کی ابتدا کی طرف رجوع کیا۔ جب پرولتاریہ کی طبقاتی تنظیم کی سب سے اعلا شکل ابھرنی شروع ہوئی' یعنی پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی ظہور میں آئی (یہ نام تب تک اسے زیب نہیں دیتا جب تک وہ لیڈروں کو طبقے اور عوام سے اس طرح جوڑنا نہ سیکھ لے کہ وہ جدا نہ ہو سکیں) اس وقت ٹریڈ یونینیں لازمی طور پر کچھ ایسے پہلو ظاہر کرنے لگیں جو رجعت پرست تھے' ان میں کچھ پیشہ ورانہ تنگ نظری' کچھ غیر سیاسی رہنے کا رجحان' کچھ گھٹن کے آثار وغیرہ نمودار ہونے لگے۔ لیکن پرولتاریہ کی ترقی دنیا میں کہیں بھی اس کے سوا کسی اور راہ سے نہیں ہوئی تھی اور نہ ہو سکتی تھی کہ اس کی ٹریڈ یونینیں ہوں' ٹریڈ یونینوں اور مزدور طبقے کی پارٹی کے درمیان عملی تعاون ہو۔ پرولتاریہ نے بڑھ کر سیاسی طاقت چھین لی' یہ ایک طبقے کی حیثیت سے آگے کی طرف پرولتاریہ کیلئے زبردست قدم ہے اور پارٹی کو پہلے سے کہیں زیادہ' صرف پرانے طریقے سے نہیں بلکہ نئے طریقے سے ٹریڈ یونینوں کی تعلیم و تربیت کرنی چاہئے' ان کی رہنمائی کرنی چاہئے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ٹریڈ یونینیں ''کمیونزم کی

ضروری تعلیم گاہ'' ہیں اور ابھی ایک زمانے تک رہیں گی' وہ تیاری کا ایسا اسکول ہیں جو پرولتاریہ اپنی ڈکٹیٹر شپ چلانے کی تربیت دیتا ہے' مزدوروں کی ایسی ناگزیر انجمنیں ہیں جو ملک کی پوری معاشی زندگی کے انتظامات کو رفتہ رفتہ مزدور طبقے کے ہاتھوں میں منتقل کر دیں گی (الگ الگ پیشوں کے ہاتھ میں نہیں) اور بعد میں تمام محنت کرنے والوں کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور پہنچ جائے گی۔

ٹریڈ یونینوں کے اندر''رجعت پرستی'' کا کچھ نہ کچھ عنصر' مذکورہ معنی میں' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے ہوتے باقی رہ جانا ناگزیر بات ہے۔ اس نکتے کو نہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ داری سے اشتراکیت میں تبدیلی کے بنیادی حالات کو نہیں سمجھا گیا۔ اس ''رجعت پرستی'' سے ڈرنا' اس سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرنا' اس پر سے پھلانگ جانا بڑی حماقت ہوگی کیونکہ یہ پرولتاری ہراول دستے کا اس ذمہ داری سے جان چرانا ہوگا جو مزدور طبقے اور کسانوں میں سب سے پچھڑے ہوئے لوگوں اور بالکل عام لوگوں کو تعلیم دینے' سدھارنے' شعور پیدا کرنے اور انہیں نئی زندگی کی طرف کھینچ لینے کی ذمہ داری ہے۔ دوسری طرف یہ اور بھی سخت غلطی ہوگی کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی حاصلات کو اس وقت تک التوا میں رکھا جائے جب تک کہ ایک ایک مزدور میں بھی پیشہ وارانہ تنگ نظری یا اپنے اپنے ہنر اور اپنے کھاتے کی یونین والا چھوٹا رجحان باقی نہ رہ جائے۔ سیاستدان کا فن (اور کمیونسٹ کی صحیح فرض شناسی) اس میں ہے کہ ان حالات اور اس وقت کا بالکل ٹھیک اندازہ لگایا جائے جب پرولتاریہ کا ہراول بڑھ کر کامیابی کے ساتھ طاقت ہاتھ میں لے سکے' جب وہ اس قابل ہو کہ اقتدار چھیننے کے دنوں میں اور اس کے بعد مزدور طبقے کی اور ان محنت کرنے والوں کو بھی کافی بڑی تعداد سے اچھی خاصی حمایت حاصل کر سکے جو پرولتاری نہیں ہوتے ہیں' اور بعد میں جب وہ اس قابل ہو کہ محنت کرنے والوں کی بڑی تعداد کو سکھا کر' سدھا کر اور انہیں اپنی طرف کھینچ کر اپنی حکمرانی کو قائم بھی رکھ سکے' پائدار بھی بنا سکے اور پھیلا بھی سکے۔

اس سے آگے۔ ان ملکوں میں جو روس سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں' ٹریڈ یونینوں کے

اندر ایک خاص رجعت پرستی ہمارے ملک سے کافی زیادہ زوروں میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور یہ ہونا ہی تھا۔ ہمارے یہاں کے منشویکوں کو ٹریڈ یونینوں کی پشت پناہی حاصل ہوگئی (اور اب تک بعض بعض ٹریڈ یونینوں میں حاصل ہے) خاص اس وجہ سے کہ مزدوروں میں اپنے اپنے پیشے کی تنگ نظری، حرفتی خودی اور موقع پرستی موجود تھی۔ مغرب کے منشویکوں کے قدم ٹریڈ یونینوں میں اور بھی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہمارے یہاں کے مقابلے میں پیشہ وارانہ گروہ بندی، تنگ نظری، خودغرضی، بے حسی، مطلب پرستی کی شکار، ٹٹ پونجیا، سامراجی ذہنیت رکھنے والی اور سامراج کی ٹکڑ گدا، سامراج کی بگاڑی ہوئی ''مزدور اشرافیہ'' کہیں زیادہ جاندار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مغربی یورپ میں گومپرس، مسٹر ژووَ، ہنڈرسن، میرہیم، لیگین اینڈ کمپنی جیسے لوگوں سے مقابلے میں لڑنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے جتنا ہمارے ملک میں ان منشویکوں سے ٹکر لینا جو قطعی ایک جیسا سماجی اور سیاسی ٹائپ رکھتے ہیں۔ اس جدوجہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہئے اور اسے ہر حال میں، ہماری طرح، اس نوبت تک پہنچا دینا چاہئے کہ موقع پرستی اور سوشل شاونزم کے وہ رہنما، جن کی اصلاح ممکن نہیں ہے، بالکل بے آبرو ہو جائیں اور ٹریڈ یونینوں سے نکال باہر کئے جائیں۔ سیاسی طاقت ااس وقت تک چھینی ہی نہیں جاسکتی (اور اسے چھیننے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہئے) جب تک کہ یہ جدوجہد ایک خاص منزل تک نہ پہنچ چکی ہو۔ یہ ''خاص منزل'' مختلف ملکوں اور مختلف حالات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگی، اس کا بالکل صحیح اندازہ ہر ایک ملک میں وہی لوگ کر سکتے ہیں جو وہاں پرولتاریہ کے خوب غور وفکر کرنے والے، تجربہ کار اور باخبر سیاسی رہنما ہوں۔ (روس میں اس جدوجہد کی کامیابی کی ایک کسوٹی وہ الیکشن تھا جو 1917ء کے نومبر میں آئین ساز اسمبلی کیلئے کیا گیا تھا (29)، 25 اکتوبر 1917ء کے پرولتاری انقلاب کے چند روز بعد- اس چناؤ میں منشویکوں کو شکست فاش ہوئی۔ انہیں صرف 7 لاکھ ووٹ ملے اور اگر قفقاز پار کے ووٹ بھی ملائے جائیں تو کل چودہ لاکھ، اور ان کے مقابلے میں بالشویکوں نے نوے لاکھ ووٹ پائے۔ میرا مضمون

ملاحظہ ہو''آئین ساز اسمبلی کے الیکشن اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ'' جو''کمیونسٹ انٹرنیشنل'' رسالے (30) کے ساتویں اور آٹھویں شماروں میں شائع ہو چکا ہے۔)

لیکن ہم اس ''مزدور اشرافیہ'' کے خلاف جدوجہد عام مزدوروں کی طرف سے کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنی طرف کھینچ لیں۔ ہم موقع پرستی اور سوشل شاونزم کے خلاف بھی جدوجہد کرتے ہیں تاکہ مزدور طبقے کو اپنی طرف توڑ لیں۔ یہ ایسا ابتدائی اصول ہے اور اتنی صاف حقیقت ہے کہ اسے بھولنا حماقت ہوگی۔ اور ٹھیک یہی حماقت جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کرتے ہیں جب ٹریڈ یونینوں کے سب سے اوپر کے لیڈروں کے رجعت پرستانہ اور انقلاب مخالف مزاج کو دیکھ کر وہ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ان ٹریڈ یونینوں کو ہی چھوڑ دو!! ان میں کام کرنے کو لات مارو!! اپنی نئی اور مصنوعی قسم کی مزدور جماعتیں بناؤ!! یہ ایسی ناقابل معافی حماقت ہے کہ اسے کمیونسٹوں کی طرف سے بورژوازی کی سب سے بڑی خدمت کے برابر سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے منشویک' ٹریڈ یونینوں کے تمام موقع پرست' سوشل شاونسٹ اور کاؤتسکی والے لیڈروں کی طرح لے دے کر بس ''مزدور تحریک کے اندر بورژوازی کے ایجنٹ'' ہیں (جیسا کہ ہم منشویکوں کے خلاف ہمیشہ کہتے آئے ہیں)۔ یا پھر یہ لوگ امریکہ کے دانیل ڈی لیون کے ماننے والوں کے اس لاجواب اور بالکل سچے قول کے مطابق ''سرمایہ دار طبقے کے مزدور جی حضورئے ہیں'' (Labor Lieutenants of the Capitalist Class) رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کے اندر کام نہ کرنے کے معنی ہیں کہ ناپختہ کار یا پسماندہ مزدوروں کو رجعت پرست لیڈروں' بورژوازی کے ایجنٹوں' مزدور اشرافیہ یا ''بورژوا رنگ کے مزدوروں'' کے حوالے کر دیا جائے' ان کے اثر میں چھوڑ دیا جائے (ملاحظہ ہو اینگلس کا خط مارکس کے نام 1858ء کا لکھا ہوا' برطانوی مزدوروں کے متعلق (31))

یہ واہیات ''نظریہ'' کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شامل نہیں ہونا چاہئے' خود یہی بہت صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ

''عوام'' پر اثر ڈالنے کے سوال کو کس قدر ڈھیلے ڈھالے طریقے سے دیکھتے ہیں اور ''عوام'' کے بارے میں بلند بانگ نعروں کا کس قدر غلط استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ ''عوام'' کے کام آنا چاہتے ہیں' اگر آپ ''عوام'' کی ہمدردی اور حمایت چاہتے ہیں تو پھر مشکلات سے ڈرنا نہیں چاہئے' زحمتوں سے نہیں گھبرانا چاہئے' ''لیڈروں'' کے بغلی گھونسوں اور تذلیلوں اور پیچھے پڑنے سے نہیں ڈرنا چاہئے (جو موقع پرست اور سوشل شاونسٹ ہونے کی بدولت اکثر حالتوں میں یا تو براہ راست' ورنہ بالواسطہ بورژوازی اور پولیس والوں سے ملے رہتے ہیں) بلکہ لازمی طور پر جہاں بھی عوام موجود ہوں' وہاں کام کرنا چاہئے۔ آپ کو ہر ایک قربانی کیلئے تیار رہنا چاہئے' بڑی سے بڑی رکاوٹوں پر قابو پانے کے قابل ہونا چاہئے تاکہ باقاعدہ' جم کر اور صبر و ضبط کے ساتھ خاص کر ان اداروں میں' ان انجمنوں اور سوسائیٹیوں میں' چاہے وہ بڑی ہی رجعت پرست ہوں ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈا کریں جہاں پرولتاری یا نیم پرولتاری لوگ ہوں۔ خاص کر ٹریڈ یونینیں اور مزدوروں کی کوآپریٹیو انجمنیں (کوآپیٹیو انجمنیں کم از کم بعض اوقات) ایسی جگہیں ہیں جہاں عوام موجود ہیں۔ سویڈن کے اخبار Folkets Dagblad Politiken (32) کے 10 مارچ 1920ء کے شمارے میں جو اعداد و شمار نکلے ہیں' ان کے مطابق برطانیہ میں ٹریڈ یونینوں کی ممبری 1917ء کے آخر میں 55 لاکھ تھی اور 1918ء کے آخر میں بڑھ کر 66 لاکھ ہوگئی' یعنی 19 فیصدی بڑھی۔ اور 1919ء ختم ہوتے ہوتے ممبروں کی تعداد 75 لاکھ ہوگئی ہے۔ فرانس اور جرمنی میں ٹریڈ یونینوں کے ممبروں کی تعداد میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن ان ملکوں میں بھی ممبروں کی تعداد تیزی سے بڑھنے کے بارے میں ایسے حقائق موجود ہیں جو قطعی ناقابل تردید ہیں اور ہر شخص ان کو جانتا ہے۔

یہ واقعات بہت ہی روشن طریقے سے وہ حقیقت جتاتے ہیں جس کی تصدیق دوسری ہزاروں علامتوں سے بھی ہو رہی ہے یعنی یہ کہ طبقاتی شعور اور صف بندی کرنے کی امنگ خاص کر پرولتاری عوام میں بڑھتی جا رہی ہے' ''عام لوگوں کی صفوں میں''

اور پچھڑے ہوئے لوگوں میں بڑھتی جا رہی ہے۔ برطانیہ' فرانس اور جرمنی کے کروڑوں مزدور پہلی بار بالکل بے تنظیمی کے اندھیرے سے نکل کر تنظیم کی سب سے ابتدائی' سب سے نیچے کی' بہت سادہ اور ان کے لئے جو ابھی تک بورژوا ڈیموکریٹک وہموں میں ڈوبے ہوئے ہیں' ایسی شکل اختیار کر رہے ہیں جس میں نہایت آسانی سے شامل ہوا جا سکتا ہے' یعنی ٹریڈ یونین میں--اور انقلابی' مگر ناسمجھ بائیں بازو کے کمیونسٹ پاس کھڑے ہوئے پکار رہے ہیں ''عوام' عوام''! لیکن ٹریڈ یونینوں میں کام کرنے سے انہیں انکار ہے!! انکار کا بہانہ یہ ہے کہ یہ ٹریڈ یونینیں ''رجعت پرست'' ہیں!! اب وہ ان کی جگہ بالکل نئی نویلی' صاف ستھری ایسی پاک صاف ''مزدور یونین'' بنانے چلے ہیں جس پر بورژوا ڈیموکریٹک وہموں کا داغ نہ لگا ہو' جو پیشہ وارانہ اور الگ الگ کھاتے کی تنگ نظری کی قصوروار نہ ہو' اور جو بقول ان کے بہت وسیع تنظیم ہوگی (ہوگی!) اور اس کا ممبر بننے کی صرف (صرف!) ایک شرط رکھی جائے گی کہ ''سوویت نظام اور ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم کیا جائے'' (مذکورہ بالا حوالہ پڑھیئے)!!

اس سے بڑھ کر بے وقوفی اور انقلاب کو اس سے بڑھ کر نقصان پہنچانے والی بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا جو یہ ''بائیں بازو'' والے انقلابی کر رہے ہیں۔ ہاں' اگر آج ہم روس میں' روسی بورژوازی اور اتحاد ثلاثہ (33) کی طاقتوں کے مقابلے میں ڈھائی سال تک بے مثال فتوحات پانے کے بعد بھی ٹریڈ یونین کی ممبری کیلئے یہ شرط لگائیں کہ آدمی ''ڈکٹیٹر شپ پر ایمان لائے'' تو یہ ہماری بے وقوفی ہوگی' اس طرح ہم عوام میں اپنے اثر کو نقصان اور منشویکوں کو طاقت پہنچائیں گے۔ کیونکہ کمیونسٹوں کی تمام تر ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پچھڑے ہوئے لوگوں کو قائل کر سکیں' ان کے درمیان کام کریں اور من گھڑت یا بچکانہ ''بائیں بازو'' والے نعرے لگا کر اپنے اور انکے درمیان دیوار کھڑی نہ کر لیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گومپرس' ہنڈرسن' ژوؤ اور لیگین صاحبان ان ''بائیں بازو'' کے انقلابیوں کے بڑے شکر گزار ہوں گے جنہوں نے ''با اصول'' جرمن مخالفیں

کی طرح (خدا بچائے اس ''اصول پرستی'' سے!) یا پھر امریکہ میں ''دنیا کے صنعتی مزدور'' (34) کے بعض انقلابیوں کی طرح اس کا پرچار شروع کر دیا کہ رجعت پرست ٹریڈ یونینوں کو چھوڑا جائے اور ان میں کام کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ صاحبان جو موقع پرستی کے ''لیڈر'' ہیں' بورژوا سیاست دانی کی ساری چالیں چلیں گے' بورژوا حکومتوں' پادریوں' پولیس والوں اور عدالتوں کا سہارا لیں گے تاکہ کمیونسٹوں کو ٹریڈ یونینوں میں گھسنے سے روکا جائے' ہر ترکیب سے ان کو باہر رکھا جائے' اور ٹریڈ یونینوں میں ان کے کام کو جتنا ہو سکے ناپسندیدہ بنا دیا جائے' ان کی تذلیل کی جائے' تنگ کیا جائے اور ان کا پیچھا کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان تمام حرکتوں کا مقابلہ کر سکیں' ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار رہوں اور پھر اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کی چال' ہوشیاری اور غیر قانونی داؤ پیچ سے کام لے کر' ہونٹ سی کر' سچائی چھپا کر بھی اس پر اڑے رہیں تاکہ کسی طرح ٹریڈ یونین کے اندر گھس جائیں' وہیں جمے رہیں اور چاہے جو ہو' اپنا کمیونسٹ پروپیگنڈا کرتے رہیں۔ زارشاہی کے زمانے میں ہم کو کسی قسم کی بھی ''قانونی سہولتیں'' 1905ء تک حاصل نہیں تھیں لیکن پھر بھی جب زوباتوف نام کے خفیہ پولیس والے نے ''سیاہ صد'' (35) مزدوروں کے جلسے اور محنت کش لوگوں کی سوسائٹیاں بنانی شروع کیں تاکہ انقلابیوں کو پھانسا جائے اور ان سے مقابلہ کیا جائے تو ہم نے اپنی پارٹی کے ممبروں کو ان جلسوں اور سوسائٹیوں میں بھرتی کرا دیا (مجھے خود ان میں سے ایک شخص کامریڈ بابوشکن یاد ہے' یہ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک نمایاں مزدور تھا جسے زارشاہی افسروں نے 1906 میں گولی ماردی)۔ ان لوگوں نے عوام سے رابطہ رکھا' اپنا ایجی ٹیشن جاری رکھنے کی ترکیبیں نکال لیں اور مزدوروں کو زوباتوف کے آدمیوں کے اثر سے نکال لینے میں کامیاب ہو گئے *۔ البتہ یہ ہے کہ مغربی یورپ میں جہاں قانونی جواز رکھنے والے' آئینی' بورژوا ڈیموکریٹک تعصّبات خاص کر گہری جڑیں رکھتے ہیں' زیادہ جمے ہوئے ہیں' وہاں یہ کام زیادہ مشکل ہے۔ تاہم یہ کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے اور ایک ضابطے اور قاعدے کے ساتھ کیا

جانا چاہئے۔

تیسری انٹرنیشنل کی انتظامیہ کمیٹی کو، میری ذاتی رائے میں، رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کی پالیسی کی قطعی مذمت کرنا چاہئے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اگلی کانگریس سے کہنا چاہئے کہ وہ اس پالیسی کی عام طور سے مذمت کرے (وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ یہ انکار کیوں ناسمجھی کی حرکت ہے اور پرولتاری انقلاب کے کام کو اس سے کتنا انتہا درجے کا نقصان ہے) اور خاص کر ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں کے طریقہء کار کی مذمت کرے، جنہوں نے براہ راست یا بالواسطہ، کھلے عام یا ڈھکے چھپے، پوری طرح یا جزوی طور پر (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اس غلط پالیسی کی تائید کی۔ تیسری انٹرنیشنل کو دوسری انٹرنیشنل کی چالوں سے خود کو بے تعلق کر لینا چاہئے، نازک سوالوں کو ٹال جانے یا ان سے کترا جانے کی نہیں بلکہ انہیں دوٹوک طریقے سے سامنے کی پالیسی اختیار کرنی چاہئے۔ جو سچائی تھی وہ پوری کی پوری ان لوگوں کے سامنے رکھ دی گئی جو ''انڈپنڈنٹ'' تھے (یعنی جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی)، اب اسی طرح ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں سے بھی بات صاف صاف کہہ دینی چاہئے۔

---

* گومپرس، ہنڈرسن، ژووٗ اور لیگین قسم کے لوگ بالکل ہمارے یہاں کے زوباتوف ہیں، فرق اتنا ہے کہ ان لوگوں کا لباس یورپی ہے، مہارت کی پالش ہے، سلیقہ اور تمیز ہے اور اپنی گندی پالیسی کو بنا سجا کر باریکی سے چلانے کا ڈیموکریٹک ہنر آتا ہے۔

(7)

کیا ہمیں بورژوا پارلیمنٹوں میں شریک ہونا چاہئے؟

''بائیں بازو'' کے جرمن کمیونسٹ انتہائی حقارت اور انتہائی لاپروائی سے اس سوال کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔ ان کی دلیلیں؟ ہم اوپر کے حوالے میں ان کو دیکھ چکے ہیں:

’’... پارلیمانیت کی جدوجہد کی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ صورتوں کی طرف ہرطرح کی واپسی کوقطعی طور پرمسترد کردینا چاہئے ...‘‘

پارلیمانیت کی طرف ’’واپسی‘‘! یہ مضحکہ خیز بناوٹ کے ساتھ کہا گیا ہےاورصاف طور سے غلط ہے۔ ممکن ہے کہ جرمنی میں سوویت ریپبلک کا اس وقت وجود ہو؟ بہرحال ایسانہیں ہے! پھر’’واپسی‘‘ کی بات کیسے کی جاسکتی ہے؟ کیا یہ خالی خولی بات نہیں ہے؟

پارلیمانیت کی ’’تاریخی لحاظ سے فرسودگی‘‘ - یہ پروپیگنڈے کے لحاظ سے صحیح ہے۔لیکن ہرایک جانتا ہے کہ اس میں اورعملی طور سے اس پر قابو پانے میں بڑا فاصلہ ہے۔سرمایہ دارانہ نظام کودسیوں سال پہلے بالکل بجاطور پر’’تاریخی لحاظ سے فرسودہ‘‘ کہنا ممکن تھالیکن اس سے سرمایہ دارنظام کی بنیاد پرانتہائی طویل اورمتواتر جدوجہد کی ضرورت نہیں ختم ہو جاتی۔عالمی تاریخ کے نقطہ نظر سے پارلیمانیت’’تاریخی لحاظ سے فرسودہ‘‘ ہے یعنی بورژواپالیمانیت کا دورختم ہو چکاہےاور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا دور شروع ہوا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے۔لیکن عالمی تاریخ کا پیمانہ دہائی برسوں میں ہوتا ہے۔ دس بیس سال پہلے یا بعد‘ یہ عالمی تاریخ کے پیمانے کے نقطہ نظر سے کوئی فرق نہیں رکھتے‘ یہ عالمی تاریخی نقطہ نظر سے بہت معمولی بات ہے جس کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جا سکتا ۔لیکن اسی سبب سے ہی عملی سیاست کے سوال کوعالمی تاریخی پیمانے سے ناپنا بالکل صریحی غلطی ہوگی۔

کیا پارلیمانیت’’سیاسی لحاظ سےفرسودہ‘‘ ہے؟ یہ دوسری بات ہے۔اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ’’بائیں بازو‘‘ کی پوزیشن مضبوط ہوتی۔لیکن اس کو بہت ہی سنجیدہ تجزئے کے ذریعہ ثابت کرنے کی ضرورت ہےاور’’بائیں بازو والوں‘‘ کو یہ تک پتہ نہیں ہے کہ اس کوکیا کس طرح جائے۔’’پارلیمانیت کے بارے میں مقالے‘‘ میں جوتجزیہ ہے وہ بھی‘ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں‘ بہت ہی بیکار ہے۔ یہ مقالہ’’کمیونسٹ انٹرنیشنل کے عارضی ایمسٹرڈم بیورو کے بلیٹین‘‘ نمبر1 (Bulletin of the Provisional Bureau in Amsterdem of the Communist International,,

(February 1920) میں شائع ہوا ہے اور صاف طور پر ہالینڈ کے بائیں بازو یا بائیں بازو کے ہالینڈ والوں کی خواہشوں کا اظہار کرتا ہے۔

اول تو، روزالکسمبرگ اور کارل لیبکنیخت جیسے ممتاز سیاسی لیڈروں کی رائے کے برعکس، جرمن ''بائیں بازو والے'' جیسا کہ ہم جانتے ہیں، پارلیمانیت کو جنوری 1919ء میں بھی ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' سمجھتے تھے۔ہم جانتے ہیں کہ ''بائیں بازو والے'' غلطی پر تھے۔ یہ واحد واقعہ فوراً اور جڑ سے اس دعوے کو ختم کر دیتا ہے کہ پارلیمانیت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہے۔''بائیں بازو والوں'' پر یہ بات ثابت کرنے کی ذمہ داری آتی ہے کہ ان کی اس وقت کی مسلمہ غلطی اب غلطی کیوں نہیں رہی ہے؟ وہ ذرہ برابر بھی ثبوت نہیں دیتے ہیں اور نہ دے سکتے ہیں۔کسی سیاسی پارٹی کا اپنی غلطیوں کی طرف رویہ اس بات کا اندازہ لگانے کا ایک انتہائی اہم اور معتبر معیار ہے کہ پارٹی کتنی سنجیدہ ہے اور وہ اپنے طبقے اور محنت کش عوام کیلئے اپنی ذمہ داری کو عملی طور پر کیسے پورا کرتی ہے۔غلطی کو علانیہ تسلیم کرنا، اس کے اسباب معلوم کرنا، اس صورتحال کا تجزیہ کرنا جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے اور غلطی کو ٹھیک کرنے کے طریقوں پر توجہ کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا -- یہ ہے سنجیدہ پارٹی کی علامت، یہ ہے اس کی اپنی ذمہ داری کی تکمیل، یہ ہے طبقے کی اور پھر عوام کی تربیت و تعلیم -- اپنی اس ذمہ داری کو نہ پورا کر کے، اپنی بین غلطی کو سمجھنے کیلئے غیر معمولی توجہ، ہوشمندی اور احتیاط سے کام نہ لے کر جرمنی میں (اور ہالینڈ میں بھی) ''بائیں بازو والے'' اس سے بالکل یہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ کسی طبقے کی پارٹی نہیں ہیں، عوام کی پارٹی نہیں ہیں بلکہ دانش ور لوگوں اور چند ایسے مزدوروں کا گروہ ہیں جو دانش وری کے انتہائی برے پہلوؤں کی نقل کر رہے ہیں۔

دوسرے، فرینک فورٹ کے ''بائیں بازو والوں'' کے گروہ کے اسی پمفلٹ میں، جس سے ہم نے اوپر تفصیلی حوالے دئے ہیں، ہم پڑھتے ہیں:

''... لکھو کہا مزدور جو مرکز'' (کیتھولک ''سینٹر'' پارٹی) '' کی پیروی کرتے ہیں انقلاب دشمن ہیں۔دیہی پرولتاریہ انقلاب دشمن فوج کیلئے کثیر تعداد دستے فراہم کرتا

ہے‘‘(مندرجہ بالا پمفلٹ کا تیسرا صفحہ)۔

یہ ہر طرح ظاہر ہے کہ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ کہا گیا ہے۔ لیکن بنیادی بات جو یہاں دی گئی ہے مسلمہ ہے اور اس کیلئے ’’بائیں بازو والوں‘‘ کا اعتراف ان کی غلطی کا خاص طور سے واضح ثبوت ہے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ’’پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ‘‘ ہو چکی ہے اگر ’’لکھوکہا‘‘ پرولتاریہ اور ان کے ’’دستے‘‘ نہ صرف عام طور پر پارلیمانیت کے حق میں ہیں بلکہ براہ راست ’’انقلاب دشمن‘‘ ہیں!؟ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ جرمنی میں ’’بائیں بازو والوں‘‘ نے اپنی خواہشات کو، اپنے نظریاتی سیاسی رویے کو معروضی حقیقت سمجھ لیا۔ انقلابیوں کیلئے یہ انتہائی خطرناک غلطی ہے۔ روس میں جہاں خاص طور سے ایک طویل مدت تک اور مخصوص نوع بنوع صورتوں میں، زارشاہی کے وحشیانہ جوئے نے طرح طرح کے انقلابیوں کو پیدا کیا، ایسے انقلابی جو لاجواب ایثار، ولولے، بہادری اور قوت ارادی کے مالک تھے، روس میں ہم نے انقلابیوں کی اس غلطی کا خاص طور سے قریبی مشاہدہ کیا، خاص طور سے غور کے ساتھ مطالعہ کیا، خاص طور سے اچھی طرح اس کو جانتے ہیں اور اسی لئے ہم کو یہ دوسروں میں زیادہ صاف نظر آتی ہے۔ کمیونسٹوں کیلئے جرمنی میں پارلیمانیت درحقیقت ’’سیاسی لحاظ سے فرسودہ‘‘ ہو چکی ہے، لیکن معاملہ بالکل یہ ہے کہ ہمارے لئے جو کچھ فرسودہ ہے اس کو ہمیں کسی طبقے کے لئے، عوام کیلئے فرسودہ نہ سمجھنا چاہئے۔ ہم یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ ’’بائیں بازو والے‘‘ بحث نہیں کر سکتے، اپنے کو طبقے کی پارٹی کی طرح، عوام کی پارٹی کی طرح نہیں چلا سکتے۔ آپ کو عوام کی سطح تک، طبقے کے پسماندہ پرتوں تک نہیں گرنا چاہئے۔ یہ مسلمہ ہے۔ آپ کو یہ تلخ سچائی ان سے کہہ دینا چاہئے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصّبات کو تعصّبات کہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہوشمندی کے ساتھ آپ پورے طبقے (نہ صرف اس کے کمیونسٹ ہراول کے) اور سارے محنت کش عوام (نہ

صرف اس کے اگوا کار لوگوں) کے طبقاتی شعور اور تیاری کی واقعی حالت کی نگرانی کریں۔

اگر صرف ''لکھوکہا'' اور ''دستے'' نہیں بلکہ صنعتی مزدوروں کی کافی بڑی اقلیت کیتھولک پادریوں کی (اور زرعی مزدور زمینداروں اور امیر کسانوں (Grossbaurn) کی پیروی کرتی ہے تو اس سے بلاشبہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے' کہ پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹ فارم کی جدوجہد میں شرکت انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے لازمی ہے خصوصاً اس کے اپنے طبقے کی پسماندہ پرتوں کی تربیت کیلئے' ٹھیک اس مقصد کیلئے کہ غیر ترقی یافتہ' کچلے اور جاہل دیہی عوام کو بیدار کیا جائے اور روشن خیال بنایا جائے۔ جب تک آپ میں بورژوا پارلیمنٹ اور ہر دوسرے قسم کے رجعت پرست اداروں کو ختم کرنے کی طاقت نہیں ہے' آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ ان کے اندر محض اس وجہ سے کام کریں کہ وہاں ابھی مزدور ہیں جن کو پادریوں اور دیہاتی پسماندگی نے بیوقوف بنا دیا ہے' ورنہ آپ محض بکواسی بننے کا خطرہ مول لینگے۔

تیسرے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ ہم بالشویکوں کے بارے میں بہت سی اچھی باتیں کہتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ کہنے کا دل چاہتا ہے کہ وہ ہماری تعریف کم کرتے اور بالشویکوں کے طریقہ کار کو زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے' اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرتے! ہم نے روسی بورژوا پارلیمنٹ' آئین ساز اسمبلی کے انتخابات میں ستمبر -- نومبر 1917ء میں حصہ لیا۔ ہمارا طریقہ کار ٹھیک تھا یا نہیں؟ اگر نہیں' تو اس کو صاف طور سے کہنے اور ثابت کرنے کی ضرورت ہے' یہ بین الاقوامی کمیونزم کے صحیح طریقہ کار کو مرتب کرنے کیلئے ضروری ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو اس سے کچھ نتائج بھی اخذ کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ روس کے حالات کا مقابلہ مغربی یورپ سے کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن خاص طور سے اس سوال کے بارے میں کہ ''پارلیمانیت کے سیاسی لحاظ سے فرسودہ'' ہونے کا نظریہ کیا ہے' ہمارے تجربے پر ضرور ٹھیک سے توجہ دینا چاہیے کیونکہ

جب تک ٹھوس تجربے کو پیش نظر نہ رکھا جائے ایسے نظریات بہت آسانی سے خالی بکواس بن جاتے ہیں۔ کیا ہم روسی بالشویکوں کو ستمبر 1917ء میں بمقابلہ دوسرے مغربی کمیونسٹوں کے یہ سمجھنے کا زیادہ حق نہیں تھا کہ روس میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہے؟ ہاں تھا' کیونکہ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا بورژوا پارلیمنٹوں کا وجود بہت زمانے سے ہے یا کم زمانے سے بلکہ یہ کہ محنت کش عوام سوویت نظام کو (نظریاتی' سیاسی اور عملی طور پر) قبول کرنے اور بورژوا جمہوری پارلیمنٹ کو ختم کرنے (یا ختم ہونے دینے) پر کس حد تک تیار ہیں۔ یہ بالکل مسلمہ اور پوری طرح پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا تاریخی واقعہ ہے کہ ستمبر--نومبر 1917ء میں شہری مزدور طبقہ اور روس کے سپاہی اور کسان' کچھ مخصوص حالات کیوجہ سے' سوویت نظام کو قبول کرنے اور انتہائی جمہوری بورژوا پارلیمنٹ کو ختم کرنے کیلئے غیر معمولی طور پر تیار تھے۔ بہرحال بالشویکوں نے آئین ساز اسمبلی کا بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں انتخابات میں حصہ لیا۔ ان انتخابات نے بہت ہی قیمتی (اور پرولتاریہ کے لئے بہت حد تک کارآمد) سیاسی نتائج دئے اور میں یہ امید کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ اس کو میں نے متذکرہ بالا مضمون میں ثابت کر دیا ہے جس میں روس میں آئین ساز اسمبلی کے انتخاب کے بارے میں تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔

اس سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ قطعی مسلمہ ہے۔ یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سوویت ریپلک کی فتح سے چند ہفتے پہلے' بلکہ اسکی اس فتح کے بعد بھی' بورژوا جمہوری پارلیمنٹ میں شرکت نہ صرف انقلابی پرولتاریہ کو نقصان نہیں پہنچاتی ہے بلکہ اس کو پسماندہ عوام پر یہ ثابت کرنے کا امکان فراہم کرتی ہے کہ ایسی پارلیمنٹوں کا خاتمہ کیوں کر دینا چاہئے' وہ ان کے خاتمے کو کامیاب بنانے میں مدد دیتی ہے' بورژوا پارلیمانیت کو ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ بنانے'' میں معاون ہوتی ہے۔ اس تجربے کو نظرانداز کرنے اور ساتھ ہی کمیونسٹ انٹرنیشنل سے الحاق کا دعوی کرنے کا مطلب جس کو اپنا طریقہ کار بین الاقوامی طور پر مرتب کرنا چاہئے (محدود یا یک رخا قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی طریقہ کار) سخت

غلطی ہے اور درحقیقت بین الاقوامیت کو عمل میں ترک کرنا اور زبانی ماننا ہے۔

اب ہم پارلیمنٹوں میں شرکت کرنے کے خلاف ''ہالینڈ والی بائیں بازو'' کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔ یہ متذکرہ بالا ''ہالینڈ والے'' مقالوں میں سب سے اہم (انگریزی سے ترجمہ) چوتھا مقالہ ہے:

''جب پیداوار کا سرمایہ دار نظام ٹوٹ جاتا ہے اور سماج انقلاب کی حالت میں ہوتا ہے تو خود عوام کی سرگرمی کے مقابلہ میں پارلیمانی کارکردگی کی اہمیت رفتہ رفتہ ختم ہوتی جاتی ہے۔ جب ان حالات میں پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا مرکز اور آلہ بن جاتی ہے، جبکہ دوسری طرف مزدور طبقہ اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کرتا ہے، تو ممکن ہے کہ پارلیمانی کارکردگی میں سب اور ہر طرح کی شرکت سے پرہیز ضروری ہو جائے۔''

پہلا جملہ صاف طور پر غلط ہے کیونکہ عوام کی سرگرمی -- مثلاً زبردست ہڑتال -- ہمیشہ پارلیمانی کارکردگی سے زیادہ اہم ہوتی ہے، نہ کہ صرف انقلاب کے دوران یا انقلابی صورتحال میں - یہ صاف طور پر کمزور اور تاریخی وسیاسی لحاظ سے غلط دلیل خاص وضاحت کے ساتھ صرف یہ دکھاتی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے قانونی اور غیر قانونی جدوجہد کو متحد کرنے کے عام یورپی تجربے (1848ء اور 1870ء کے انقلابوں سے پہلے کے فرانسیسی تجربے، 90-1878ء کے جرمن تجربے وغیرہ) اور متذکرہ بالا روسی تجربے دونوں کو نظرانداز کرتے ہیں۔ یہ سوال عام اور خاص لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب یہ اتحاد انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے زیادہ سے زیادہ لازمی ہوتا جاتا ہے (اور کچھ حد تک ہو گیا ہے) کیونکہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان خانہ جنگی پختہ اور قریب ہوتی جا رہی ہے، کیونکہ ریپبلکن اور عام طور پر بورژوا حکومتیں ہر طرح کی قانون شکنی کی حد تک جا کر کمیونسٹوں پر وحشیانہ مظالم کرتی ہیں (اس کی ایک مثال امریکہ ہے) وغیرہ وغیرہ۔ یہ اہم سوال ہالینڈ والوں اور عام طور پر بائیں بازو

والوں کے بالکل سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

دوسرا جملہ اول تو تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ہم بالشویکوں نے انتہائی انقلاب دشمن پارلیمنٹوں میں شرکت کی اور تجربے نے دکھایا کہ ایسی شرکت نہ صرف کارآمد تھی بلکہ انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کیلئے ضروری تھی روس میں پہلے بورژوا انقلاب (1905ء) کے فوراً بعد دوسرے بورژوا انقلاب (فروری 1917ء) اور پھر سوشلسٹ انقلاب (اکتوبر 1917ء) کی تیاری کیلئے۔دوسرے یہ جملہ بالکل غیر منطقی ہے۔اگر کوئی پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا آلہ اور ''مرکز'' بن جاتی ہے (حقیقت میں وہ کبھی ''مرکز'' نہیں رہی ہے اور نہیں ہوسکتی ہے لیکن یہ تو برسبیل تذکرہ ہے) جبکہ مزدور اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کررہے ہوں تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مزدوروں کو تیاری کرنا چاہئے (نظریاتی، سیاسی اور ٹکنیکی لحاظ سے تیاری کرنا چاہئے) پارلیمنٹ کے خلاف سوویتوں کی جدوجہد کیلئے، سوویتوں کے ذریعہ پارلیمنٹ کو برخاست کرنے کیلئے۔لیکن اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا کہ اس برخاستگی میں انقلاب دشمن پارلیمنٹ کے اندر سوویت حزب مخالف کی موجودگی سے رکاوٹ پڑتی ہے یا آسانی نہیں ہوتی۔ دنیکن اور کولچاک کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد میں ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ان کے کیمپ میں کسی سوویت یا پرولتاری حزب مخالف کا وجود ہماری فتوحات کیلئے کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو۔ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ 5 جنوری 1918ء کو آئین ساز اسمبلی کی برخاستگی میں اس بات سے رکاوٹ نہیں بلکہ آسانی ہوئی کہ اس انقلاب دشمن آئین ساز اسمبلی میں جو برخاست کی جانے والی تھی ایک با استقلال بالشویکوں اور بے استقلال بائیں بازو والے سوشلسٹ انقلابیوں کا سوویت حزب مخالف تھا۔مقالے کو پیش کرنے والے بالکل الجھ گئے ہیں اور انہوں نے اگر سب کا نہیں تو متعدد انقلابوں کا تجربہ بھلا دیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ انقلابوں کے دوران رجعت پرست پارلیمنٹ کے باہر عوام کی سرگرمی کو اس پارلیمنٹ کے اندر انقلاب سے ہمدردانہ جذبات رکھنے والے (یا اس سے بہتر یہ کہ براہ راست انقلاب کی حمایت کرنے والے) حزب مخالف کے ساتھ متحد کرنا

خاص طور سے کتنا کارآمد ہوتا ہے۔ ہالینڈ والے اور عام طور سے ''بائیں بازو والے'' اس سلسلے میں انقلاب کے ایسے نظریہ دانوں کی طرح دلیلیں پیش کرتے ہیں جنہوں نے کبھی اصلی انقلاب میں حصہ نہیں لیا ہے یا کبھی انقلابوں کی تاریخ کے بارے میں پوری طرح نہیں سوچا ہے یا بھولے پن سے کسی رجعت پرست ادارے کے داخلی ''انکار'' کو متعدد معروضی عناصر کی متحدہ طاقت کی بنا پر اس کی واقعی بربادی سمجھ لیا ہے۔ کسی نئے سیاسی (اور صرف سیاسی ہی نہیں) خیال کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کا انتہائی قابل بھروسہ طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت کرنے کے نام سے اسی کو حماقت کی حد تک گرا دیا جائے۔ کیونکہ کوئی حقیقت اگر اس کو ''حد سے تجاوز'' کر دیا جائے (جیسا کہ سینیر دتسگین نے کہا ہے)' اگر اس میں مبالغہ کیا جائے یا اگر اس کو حقیقی استعمال کی حد کے باہر کیا جائے تو وہ حماقت تک گر سکتی ہے اور وہ ناگزیر طور پر' ان حالات کے تحت' حماقت بن سکتی ہے۔ ہالینڈ اور جرمنی کے بائیں بازو والے اسی قسم کی بدسلوکی بورژوا جمہوری پارلیمنٹوں سے برتر سوویت شکل کی حکومت کی نئی حقیقت کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس پرانے نقطہ نظر کی بات کرے اور عام طور پر کہے کہ بورژوا پارلیمنٹوں میں شرکت سے انکار کرنا کسی حالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ میں یہاں وہ ڈھلے ڈھلائے حالات پیش کرنے کی کوشش نہیں کرونگا جن میں بائیکاٹ مفید ہوگا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس مضمون کا فریضہ کہیں زیادہ معمولی ہے یعنی بین الاقوامی کمیونسٹ طریقہ کار کے بعض فوری اہم سوالوں کے تعلق سے روسی تجربے کا مطالعہ کرنا۔ روسی تجربے نے بالشویکوں کے بائیکاٹ کے استعمال کی ایک کامیاب اور صحیح مثال (1905ء) اور دوسری جو غلط تھی (1906ء) ہمیں فراہم کی ہے۔ پہلی صورت کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رجعت پرست حکومت کو ایک رجعت پرست پارلیمنٹ منعقد کرنے سے روکنے میں ہم ایسی صورتحال میں کامیاب ہوئے جبکہ غیر پارلیمانی انقلابی عوامی عمل (خصوصاً ہڑتالیں) غیر معمولی تیز رفتاری سے بڑھ رہا تھا' جبکہ پرولتاریہ اور کسانوں کا کوئی بھی پرت رجعت پرست

حکومت کو ذرا بھی مدد نہیں دے سکتا تھا' جبکہ انقلابی پرولتاریہ پسماندہ عوام پر ہڑتالی جدوجہد اور زرعی تحریک کے ذریعہ اثر انداز ہو رہا تھا۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ یہ تجربہ آج کے یورپ کے حالات پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ مندرجہ بالا دلیلوں کی بنا پر یہ بھی صاف ہے کہ ہالینڈ والے اور دوسرے ''بائیں بازو والے'' پارلیمنٹوں میں عدم شرکت کی جو وکالت کرتے ہیں' خواہ وہ مشروط ہو' بنیادی طور پر غلط اور انقلابی پرولتاریہ کے مقصد کیلئے مضرت رساں ہے۔

مغربی یورپ اور امریکہ میں پارلیمنٹ مزدور طبقے کے اگوا کار انقلابیوں کیلئے خاص طور سے قابل نفرت ہوگئی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بالکل سمجھ میں آتا ہے کیونکہ جنگ کے دوران اور اس کے بعد پارلیمنٹ میں سوشلسٹ اور سوشل ڈیموکریٹ ممبران کی زبردست اکثریت نے جو رویہ اختیار کیا اس سے زیادہ مکروہ' ذلیل اور غدارانہ اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ بہرحال' یہ طے کرتے وقت کہ اس عام طور پر مسلمہ برائی کے خلاف کیسے لڑا جائے' اس کیفیت سے ہار مان لینا نہ صرف نامعقول بلکہ قطعی مجرمانہ ہوگا۔ مغرب یورپ کے بہت سے ملکوں میں انقلابی کیفیت' ہم کہہ سکتے ہیں' فی الوقت ایک ''انوکھی'' یا ''کمیاب'' چیز ہے جس کا مدتوں سے بیکار اور بے چینی سے انتظار تھا۔ غالباً لوگ اسی لئے اس کیفیت کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ واقعی عوام میں بلا انقلابی کیفیت کے اور بغیر ان حالات کے جو اس کیفیت میں افزائش کی سہولتیں پیدا کرتے ہیں انقلابی طریقہ کار کبھی عمل کی صورت نہیں اختیار کریگا۔ لیکن ہم نے روس میں طویل' تکلیف دہ اور خوں آشام تجربے سے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ محض انقلابی کیفیت پر ہی انقلابی طریقہ کو نہیں بنانا چاہئے۔ طریقہ کار کو کسی ریاست (اور اس کے اطراف کی ریاستوں اور عالمی پیمانے پر تمام ریاستوں) کی ساری طبقاتی طاقتوں کا سنجیدہ اور سخت معروضی حساب لگا کر اور اسی طرح انقلابی تحریک کے تجربے کا حساب لگا کر بنانا چاہئے۔ پارلیمانی موقع پرستی کو محض گالیاں دیکر' پارلیمنٹوں میں شرکت سے محض انکار کر کے اپنی ''انقلابیت'' کا اظہار کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن محض اس کے آسان

ہونے سے یہ انتہائی مشکل فریضہ نہیں حل ہو جاتا۔ یورپ کے پارلیمنٹوں میں واقعی انقلابی پارلیمانی گروپ بنانا بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے۔لیکن یہ تو اس عام حقیقت کا محض ایک خاص اظہار ہے کہ روس میں 1917ء کی ٹھوس، تاریخی طور پر غیر معمولی انوکھی صورتحال میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا آسان تھا، جبکہ اس کو جاری رکھنا اور انجام تک پہنچانا یورپی ملکوں کے مقابلے میں روس کیلئے زیادہ مشکل ہوگا۔ میں نے 1918ء کی ابتداء میں ہی اس صورتحال کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس کے بعد دو سال کے تجربے نے اس خیال کے ٹھیک ہونے کی پوری طرح تصدیق کر دی۔ ایسے مخصوص حالات جیسے (1) سوویت انقلاب کو (اس کی وجہ سے) سامراجی جنگ کے خاتمے سے مربوط کرنے کا امکان جس نے مزدوروں اور کسانوں کو ناقابل یقین حد تک ہلکان کر دیا ہے، (2) سامراجی درندوں کے عالمی طاقت رکھنے والے دو گروہوں کے درمیان، جو اپنے سوویت دشمن کے خلاف متحد نہیں ہو سکے، تباہ کن جنگ سے عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کا امکان، (3) نسبتاً طویل خانہ جنگی کو برداشت کرنے امکان جس کی وجہ کچھ حد تک ملک کی زبردست وسعت اور ذرائع رسل ورسائل کی کمی ہے، (4) کسانوں میں ایسی گہری بورژوا جمہوری انقلابی تحریک کی موجودگی کہ پرولتاریہ کی پارٹی نے کسانوں کی پارٹی (سوشلسٹ انقلابی پارٹی جو اکثریت میں بالشویزم کے سخت خلاف تھی) کے انقلابی مطالبات کو لیا اور پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار کے حصول کیوجہ سے فوراً ان کو عملی جامہ پہنایا (36) --اس طرح کے مخصوص حالات اس وقت مغربی یورپ میں نہیں ہیں اور ایسے یا ان سے ملتے جلتے حالات کا اعادہ بہت آسان نہیں ہے۔اسی لئے، ضمناً، متعدد دوسرے اسباب کے علاوہ ، ہمارے مقابلے میں مغربی یورپ میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا زیادہ مشکل ہے۔ رجعت پرست پارلیمنٹوں کو انقلابی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کے مشکل کام پر سے ''چھلانگ'' لگا کر اس مشکل سے ''کترانے'' کی کوشش بالکل بچپن ہے۔آپ نیا سماج قائم کرنا چاہتے ہیں؟ اور رجعت پرست پارلیمنٹ میں بایقین، پرخلوص اور باہمت

کمیونسٹوں پر مشتمل اچھا پارلیمانی گروہ بنانے کی مشکل سے ڈرتے ہیں! کیا یہ بچپن نہیں ہے؟ اگر کارل لیبکنیخت جرمنی میں اور ہیوگ لینڈ سویڈن میں نیچے سے کثیر تعداد عوام کی حمایت کے بغیر ہی رجعت پرست پارلیمنٹوں کو حقیقی انقلابی طور سے استعمال کرنے کی مثال قائم کر سکے تو تیزی کے ساتھ بڑھتی ہوئی انقلابی پارٹی' عوام کی جنگ کے بعد کی ناامیدیوں اور تلخیوں کے درمیان' بری سے بری پارلیمنٹوں میں کمیونسٹ گروپ کیسے نہیں بنا سکتی؟! مغربی یورپ میں کثیر تعداد پسماندہ مزدور اور اس سے زیادہ چھوٹے کسان بمقابلہ روس کے کہیں زیادہ بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصّبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے بورژوا پارلیمنٹ جیسے اداروں میں صرف اندر سے ہی کمیونسٹ ہر مشکل میں اٹل رہ کر ان تعصّبات کو بے نقاب اور دور کرنے' ان پر قابو پانے کیلئے طویل اور متواتر جدوجہد کر سکتے ہیں (اور کرنا چاہئے)۔

جرمنی کے ''بائیں بازو والے'' اپنی پارٹی کے خراب ''لیڈروں'' کی شکایت کرتے ہیں اور ناامید ہو کر مضحکہ آمیز حد تک ''لیڈروں'' سے ''انکار'' کرتے ہیں۔ لیکن ایسے حالات میں' جن میں اکثر ''لیڈروں کو پوشیدہ ہونا پڑتا ہے' اچھے' معتبر' مودہ کار اور مستند ''لیڈروں'' کا تیار ہونا خاص طور سے مشکل بات ہے اور اس مشکل کو کامیابی کے ساتھ دور کرنا قانونی اور غیر قانونی کام کو متحد کئے بغیر ''لیڈروں'' کو دوسرے طریقوں کے علاوہ پارلیمانی میدان میں آزمائے بغیر ناممکن ہے۔ نکتہ چینی -- انتہائی تیز' بے رحمانہ اور اٹل نکتہ چینی پارلیمانیت یا پارلیمانی سرگرمی کے خلاف نہ کرنا چاہئے بلکہ ان لیڈروں کے خلاف ہونا چاہئے جو پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹ فارم کو انقلابی اور کمیونسٹ طور سے استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ان لیڈروں کے خلاف اور زیادہ نکتہ چینی ہونا چاہئے جو اس کو کرنا نہیں چاہتے۔ صرف ایسی نکتہ چینی معہ نالائق لیڈروں کو نکال باہر کرنے اور انکی جگہ پر لائق لیڈروں کو لانے کے' ایسا کارآمد اور مفید کام ہوگی جو بیک وقت ''لیڈروں'' کو مزدور طبقے اور محنت کش عوام کے قابل بننے کی تربیت دے گا اور عوام اس کی تربیت دیگا کہ وہ سیاسی حالت اور ان

پیچیدہ فریضوں کو سمجھ سکیں جو اس حالت سے پیدا ہوتے ہیں *۔

* مجھے اٹلی میں ''بائیں بازو'' کے کمیونزم سے واقفیت حاصل کرنے کا بہت کم امکان ملا ہے۔ کامریڈ بوردیگا اور انکا ''بائیکاٹ کرنے والے کمیونسٹوں'' کا گروہ (Comunista astensionista) پارلیمنٹ میں عدم شرکت کی وکالت کرنے میں بلاشبہ غلطی پر ہیں۔لیکن کامریڈ بوردیگا کی ایک بات مجھے ٹھیک معلوم ہوتی ہے، جتنا کہ ان کے رسالے ''سوویت'' کے دو شماروں (Il Soviet (37) نمبر 3 و 4' 18 جنوری و یکم فروری 1920 ء) سے 'کامریڈ سیراتی کے عمدہ رسالے ''کمیونزم'' کے چار کتابچوں (38 (Comunismo) شمارہ 1-4 ' یکم اکتوبر -- 30 نومبر 1919 ء) سے اور اطالوی بورژوا اخباروں کے الگ الگ شماروں سے جو میں نے دیکھے۔ (جاری صفحہ نمبر 53)

(8)
کوئی سمجھوتے نہیں؟

فرینک فورٹ کے حوالے میں ہم نے دیکھا ہے کہ ''بائیں بازو والے'' کس قطعیت کے ساتھ اس نعرے کو پیش کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے جو بلاشبہ اپنے کو مارکسی سمجھتے ہیں اور مارکسی بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن مارکس ازم کے بنیادی حقائق کو بھول گئے ہیں۔ 33 بلانکسیٹ کمیونا روں (40) کے مینی فسٹو کے خلاف 1874 ء میں اینگلس نے یہ لکھا ہے جو مارکس کی طرح ایسے نایاب مصنفوں میں سے تھے جنکی ہر زبردست تصنیف کا ہر جملہ لاجواب اور گہرے خیالات رکھتا ہے:

ہیں اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔کامریڈ بوردیگا اوران کا گروپ توراتی اوراس کے ہم خیالوں پر حملہ کرنے میں بجا ہیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم

کرنے والی پارٹی میں ہیں اور پھر بھی پارلیمنٹ کے ممبران کی حیثیت سے اپنی مضرت رساں اور موقع پرست پالیسی پہلے کی طرح جاری رکھتے ہیں۔ واقعی اسکو برداشت کرنے میں کامریڈ سیراتی اور پوری اطالوی سوشلسٹ پارٹی غلط کر رہے ہیں جو اتنی ہی مضرت رساں ہوسکتی ہے اور اتنے ہی خطرے پیدا کرسکتی ہے جتنا کہ اس نے ہنگری میں کیا ہے جہاں ہنگریائی توراتیوں نے پارٹی اور سوویت حکومت (39) دونوں میں اندر سے توڑ پھوڑ کی۔ پارلیمنٹ کے موقع پرست ممبروں کی طرف ایسا غلط' بے اصول اور بے کردار رویہ' ایک طرف ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کو جنم دیتا ہے اور دوسری طرف کافی حد تک اس کے وجود کو بجا قرار دیتا ہے۔ کامریڈ سیراتی جب ممبر پارلیمنٹ توراتی کو ''بے اصول'' ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں (Comunismo نمبر 3) تو وہ صاف غلطی کرتے ہیں۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی ہی بے اصول ہے کیونکہ وہ توراتی اینڈ کمپنی جیسے موقع پرست ممبران پارلیمنٹ کو برداشت کرتی ہے۔

''... ہم کمیونسٹ ہیں'' (بلانکسیٹ کمونا روں نے اپنے مینی فسٹو میں لکھا) ''کیونکہ ہم درمیانی اسٹیشنوں پر رکے بغیر اپنی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتے ہیں' بغیر کسی طرح کے سمجھوتوں کے جو محض یوم فتح کو ملتوی کرتے ہیں اور غلامی کے دور کو طول دیتے ہیں۔''

جرمن کمیونسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کہ وہ ان تمام درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں کے پار' جو ان کی تخلیق نہیں ہیں بلکہ تاریخی ارتقا نے پیدا کئے ہیں' اپنے مختتم مقصد کو صاف طور سے دیکھتے ہیں اور مستقل طور سے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں یعنی طبقات کا خاتمہ کرنا اور ایسے سماج کی تخلیق جسمیں زمین اور تمام ذرائع پیداوار کی ذاتی ملکیت نہ رہے گی۔ 33 بلانکیسٹ اس لئے کمیونسٹ ہیں کیونکہ وہ تصور کرتے ہیں کہ اگر وہ درمیانی اسٹیشنوں اور سمجھوتوں پر سے چھلانگ لگا کر گزرنا چاہتے تو معاملہ طے ہو جاتا ہے اور اگر وہ چند دن میں ''شروع ہوتا ہے'' جسکا ان کو قطعی یقین ہے اور اقتدار ان کے ہاتھ میں آجاتا ہے تو پرسوں ہی ''کمیونزم رائج کر دیا جائے گا''۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر اس کو ابھی کرنا ممکن نہیں ہے تو وہ کمیونسٹ نہیں ہیں۔

''یہ کیا طفلانہ معصومیت ہے کہ اپنی ذاتی بے صبری کو نظریاتی دلیل کی حیثیت سے پیش کیا جائے!'' (فریڈرک اینگلس - ''بلانکیسٹ کمیونار وں کا پروگرام''، جرمن سوشل ڈیموکرٹک اخبار Volksstaat (41)' 1874ء شمارہ 73''' 75-1871ء کے مضامین'' کے مجموعے میں۔ روسی ترجمہ' پیٹروگراڈ' 1919ء صفحات 53-52)۔

اسی مضمون میں اینگلس نے والیان کیلئے بڑی عزت کا اظہار کیا ہے اور والیان (جو گید کی طرح اگست 1914ء تک' سوشلزم سے انکی غداری سے پہلے' بین الاقوامی سوشلزم کے بڑے لیڈروں میں سے تھا) کی ''مسلمہ خدمات'' کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اینگلس نے بین غلطی کو تفصیلی تجزیے کے بغیر نہیں چھوڑا۔ واقعی' بہت کمسن اور نا تجربے کار انقلابیوں کو اور پیٹی بورژوا انقلابیوں حتی کہ معزز عمر اور بہت تجربہ رکھنے والوں کو بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ''سمجھوتوں کی اجازت دینا'' بہت ہی ''خطرناک'' نا قابل فہم اور غلط ہے۔ بہت سے سوفسطائی (جو غیر معمولی یا حد سے زیادہ ''تجربہ کار'' سیاست داں ہوتے ہوئے) ٹھیک اسی طرح دلائل پیش کرتے ہیں جیسے موقع پرستی کے برطانوی لیڈر جنکا ذکر کامریڈ لینسبیری نے کیا ہے: ''اگر بالشویکوں کو کسی سمجھوتے کی اجازت ہے تو ہم کو ہر قسم کے سمجھوتے کی اجازت کیوں نہیں؟'' لیکن بہت سی ہڑتالوں کا تربیت یافتہ پرولتاریہ (طبقاتی جدوجہد کا صرف تنہا یہ مظہر لیتے ہوئے) اس بہت گہری (فلفسیانہ' تاریخی' سیاسی' نفسیاتی) حقیقت پر عام طور سے خوب عبور رکھتا ہے جو اینگلس نے پیش کی ہے۔ ہر پرولتاری ہڑتال سے گذرا ہے' نفرت انگیز ظلم و استحصال کرنے والوں کے ساتھ ''سمجھوتوں'' سے گذرا ہے جبکہ مزدوروں کو یا تو کچھ حاصل کئے بغیر یا ان کے مطالبات کے جزوی طور پر مانے جانے کے بعد کام پر واپس جانا پڑا ہے۔ ہر پرولتاری' عوامی جدوجہد کی حالت اور طبقاتی تضادات میں جنکے درمیان وہ رہتا ہے سخت شدت پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ فرق دیکھتا ہے جو معروضی حالات سے مجبور ہو کر کئے ہوئے سمجھوتے (مثلاً ہڑتالی فنڈ کی کمی' باہر سے مدد نہ ملنا' ناممکن حد تک بھوک اور تھکن)' مزدوروں کی انقلابی وفاداری اور جدوجہد جاری رکھنے کی تیاری کو حقیر نہ قرار

دینے والے سمجھوتے اور غداروں کے سمجھوتے کے درمیان ہے جو اپنے خودغرضانہ مفادات (ہڑتال توڑنے والے بھی ''سمجھوتے'' کرتے ہیں!)' اپنی بزدلی' سرمایہ داروں کی خدمتگذاری کرنے کی خواہش' سرمایہ داروں کی دھمکیوں' کبھی ترغیب' کبھی بخشش اور کبھی خوشامد کے سامنے جھکنے کو معروضی حالات سے منسوب کرتے ہیں (برطانوی مزدورتحریک کی تاریخ اس طرح کے بہت سے سمجھوتوں کی مثالیں پیش کرتی ہے جو برطانوی ٹریڈ یونین لیڈروں نے کیئے ہیں' لیکن کسی نہ کسی شکل میں تمام ملکوں کے تقریباً سارے مزدوروں نے اس طرح کے مظہر کا مشاہدہ کیا ہے)۔

ظاہر ہے کہ غیر معمولی مشکلات اور پیچیدگی کے معاملات بھی ہوتے ہیں جب کہ کسی نہ کسی ''سمجھوتے'' کی اصلی نوعیت کے صحیح اندازے کیلیئے زیادہ سے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے' اسی طرح جیسے قتل کے کیسوں میں جبکہ یہ طے کرنا آسان نہیں ہوتا کہ آیا قتل بجا اور ضروری تھا (مثلاً بچاؤ کیلیئے) یا ناقابل معافی لاپروائی کی وجہ سے ہوا یا کسی شاطر کی مکارانہ چال کا نتیجہ تھا۔ ظاہر ہے کہ سیاست میں جہاں طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات --قومی اور بین الاقوامی-- کبھی کبھی انتہائی پیچیدہ ہوتے ہیں' بہت سے ایسے معاملات اٹھیں گے جو ہڑتال میں جائز ''سمجھوتے'' یا کسی ہڑتال توڑنے والے' غدار لیڈر کے غدارانہ ''سمجھوتے'' وغیرہ کے سوال سے زیادہ مشکل ہوں گے۔ کوئی ایسا نسخہ یا عام اصول تیار کر لینا' (''کوئی سمجھوتہ نہیں''!) جو تمام معاملات کیلیئے موزوں ہو' حماقت ہوگی۔ آدمی کے شانوں پر ایسا سر ہونا چاہئے کہ وہ ہر معاملے کے بارے میں انفرادی طور سے غور کر سکے۔ درحقیقت پارٹی تنظیم اور اپنے نام کے مستحق پارٹی لیڈروں کا کام یہی ہے کہ وہ معین طبقے * کے تمام سوچنے سمجھنے والے نمائندوں کے طویل' ثابت قدم' نوع بنوع اور ہمہ رخی کام کے ذریعہ ضروری معاملات اور تجربہ حاصل کریں' اور معلومات اور تجربے کے علاوہ پیچیدہ سیاسی سوالوں کا جلد اور صحیح طور پر حل کرنے کیلیئے ضروری سیاسی شعور بھی۔

---

* ہر طبقے کے اندر، انتہائی روشن خیال ملکوں کے حالات میں بھی، انتہائی ترقی یافتہ طبقے کے اندر بھی، جبکہ حالات اس کی تمام روحانی طاقتوں کو غیر معمولی بلندی تک اٹھا دیتے ہیں، طبقے کے ایسے نمائندے ہمیشہ رہے ہیں اور ناگزیر طور پر اس وقت تک رہیں گے (جب تک طبقات کا وجود ہے، جب تک ناطبقاتی سماج خود اپنی بنیادوں پر پوری طرح مضبوط اور مستحکم نہیں ہوتا) جو نہ تو سوچتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام عوام پر جبر وتشدد کرنے والا سرمایہ دار نظام نہ رہتا اگر ایسا نہ ہوتا۔

بھولے اور بالکل ناتجربے کار لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عام طور پر سمجھوتے کے جواز کو تسلیم کر لینا کافی ہے اور اس موقع پرستی، جس سے ہم اٹل جدوجہد کر رہے ہیں اور ہمیں کرنا چاہئے، اور انقلابی مارکس ازم یا کمیونزم کے درمیان ہر طرح کی حد ختم ہو جائے گی۔ لیکن ایسے لوگ، اگر ابھی تک یہ نہیں جانتے کہ قدرت اور سماج میں ساری حدود متحرک اور کچھ درجے تک مشروط ہیں تو طویل تعلیم، تربیت، حصول علم، سیاسی اور روزمرہ کے تجربے کے سوا کوئی اور ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ سیاست کے عملی سوالوں میں جو کسی ایک یا مخصوص تاریخی لمحے میں نمودار ہوتے ہیں ان سوالوں کو علیحدہ کر لینا اہم ہے جن سے سب سے زیادہ ناقابل قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کا اظہار ہوتا ہے جو انقلابی طبقے کیلئے مہلک موقع پرستی کا مجسمہ ہیں اور ان کی وضاحت اور ان کے خلاف جدوجہد کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔ 18-1914ء کی سامراجی جنگ کے دوران جو یکساں لٹیرے اور درندے ملکوں کے دو گروہوں کے درمیان تھی، سوشل شاونزم ایسی خاص اور بنیادی قسم کی موقع پرستی تھی یعنی ''دفاع وطن'' کی حمایت جو عملی طور پر ایسی جنگ میں ''اپنی'' بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی حمایت کے برابر تھی۔ جنگ کے بعد لیٹری، مجلس اقوام'' (42) کی حمایت، انقلابی پولتاریہ اور ''سوویت'' تحریک کے خلاف اپنے ملک کی بورژوازی سے براہ راست یا بالواسطہ اتحاد کی حمایت، ''سوویت اقتدار'' کے خلاف بورژوا جمہوریت اور بورژوا پارلمانیت کی حمایت -- یہ تھے ان ناقابل قبول اور غدارانہ سمجھوتوں کے خاص مظاہر جو مجموعی طور پر انقلابی پرولتاریہ اور اس کے کاز کیلئے

مہلک موقع پرستی پیدا کرتے تھے۔

''... پورے عزم کے ساتھ دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کے سمجھوتے سے ... پینترے بازی اور صلح جوئی کی ہر پالیسی کو مسترد کر دینا چاہیۓ''۔

فرینک فورٹ کے پمفلٹ میں جرمن بائیں بازو والوں نے لکھا ہے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ ایسے خیالات کے باوجود یہ بائیں بازو والے' بالشویزم کی قطعی مذمت نہیں کرتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ جرمن بائیں بازو والے نہ جانتے ہوں کہ بالشویزم کی ساری تاریخ' اکتوبر انقلاب سے پہلے اور بعد کو بھی' پینترے بازی' صلح جوئی اور دوسری پارٹیوں کے ساتھ سمجھوتوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان میں بورژوا پارٹیاں بھی ہیں!

بین الاقوامی بورژوازی کا تختہ الٹنے کیلئے لڑائی لڑنا' ایسی لڑائی جو سوگنا زیادہ مشکل' طویل اور پیچیدہ ہے بمقابلہ ان سخت اور عام لڑائیوں کے جو ریاستوں کے درمیان ہوتی ہیں' اور پینترے بازی یا دشمنوں کے مفادات کے درمیان تصادم سے (خواہ وہ وقتی ہی کیوں نہ ہو) فائدہ اٹھانے سے یا امکانی اتحادیوں کے ساتھ (خواہ وہ وقتی' غیر معتبر' مذبذب یا مشروط ہی کیوں نہ ہوں) صلح جوئی اور سمجھوتوں سے قبل ہی سے انکار کرنا' کیا یہ انتہائی حماقت کی بات نہیں ہے؟ کیا یہ اس کے مانند نہیں ہے کہ کسی ایسے پہاڑ کی سخت جڑھائی درپیش ہو جو ابھی تک نامعلوم اور پہنچ سے باہر تھا اور پہلے ہی سے کبھی کبھی ٹیڑھے میڑھے چلنے' کبھی کبھی پیچھے لوٹنے سے انکار کر دیا جائے! نتیجہ سمت چلنے اور مختلف سمت اختیار کرنے سے انکار کر دای جائے اور ایسے لوگ جو اس حد تک کم شعور رکھنے والے اور ناتجربہ کار ہیں (یہ اچھا ہوا گر اس کی توجیہ ان کی کمسنی سے کی جائے' خدا نے نوجوانوں کو بنایا ہی اس طرح ہے کہ وہ کچھ وقت تک ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہیں) ان کو حمایت ملی ہے (خواہ براہ راست ہو یا بالواسطہ' کھلی ہو یا چھپی ہوئی' کلی ہو یا جزوی) ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں سے!!

پرولتاریہ کے پہلے سوشلسٹ انقلاب کے بعد' ایک ملک میں بورژوازی کا تختہ

الٹنے کے بعد' اس ملک کا پرولتاریہ بہت دنوں تک بمقابلہ بورژوازی کے کمزور رہتا ہے' محض بورژوازی کے زبردست بین الاقوامی رابطے کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اس ملک کے' جہاں بورژوازی کا تختہ الٹا ہے' چھوٹے تجارتی سامان بنانے والے خود بخود اور متواتر سرمایہ داری اور بورژوازی کی بحالی اور نوجیون کرتے ہیں۔ زیادہ طاقتور دشمن کو صرف انتہائی کوشش سے اور دشمنوں کے درمیان ہر ''دراڑ'' کو' خواہ وہ انتہائی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو' مختلف ملکوں کی بورژوازی کے درمیان یا الگ الگ ملکوں کے اندر بورژوازی کے مختلف گروپوں یا قسموں کے درمیان مفادات کے ہر تصادم کو لازمی' دقیق' پرفکر' محتاط اور ماہرانہ طور سے استعمال کر کے جیتا جا سکتا ہے اور اسی طرح ہر ایسے امکان کو حاصل کر کے بھی' خواہ وہ انتہائی کم کیوں نہ ہو' جس سے کثیر تعداد لوگوں کا اتحاد مل سکے چاہے وہ وقتی' مذبذب' غیر مستحکم' غیر معتبر اور مشروط ہی کیوں نہ ہو۔ جو اس کو نہیں سمجھا ہے وہ مارکس ازم کو اور عام طور پر سائنسی اور جدید سوشلزم کو ذرا برابر نہیں سمجھا ہے۔ جس نے عملی طور پر' کافی مدت کے دوران اور کافی نوع بنوع سیاسی حالات کے تحت' اس حقیقت کو کام میں لانے کی صلاحیت نہیں ثابت کی ہے اس نے استحصال کرنے والوں سے ساری محنت کش انسانیت کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں انقلابی طبقے کو مدد دینا ابھی نہیں سیکھا ہے۔ اور یہ بات پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار جیتنے کے پہلے اور بعد دونوں ادوار سے تعلق رکھتی ہے۔

ہمارا نظریہ کوئی کٹر عقیدہ نہیں ہے بلکہ عمل کیلئے رہنما ہے -- مارکس اور اینگلس نے کہا ہے اور کارل کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ جیسے ''پیٹینٹ'' مارکسسٹوں کی سب سے بڑی غلطی' سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے اس کو نہیں سمجھا اور پرولتاریہ کے انقلاب کے انتہائی اہم لمحات میں اس کو استعمال نہیں کر سکے۔ ''سیاسی سرگرمی نیوسکی پروسپکٹ کا فٹ پاتھ (پیٹروگراڈ کی سب سے بڑی اور بالکل سیدھی سڑک کا صاف' چوڑا اور ہموار فٹ پاتھ) نہیں ہے'' -- مارکس سے قبل کے دور کے عظیم روسی سوشلسٹ ن-گ- چرنی شیفسکی نے بھی کہا ہے۔ چرنی شیفسکی کے بعد سے روسی انقلابیوں کو اس

حقیقت کے نظرانداز یا فراموش کرنے کی قیمت بے شمار قربانیوں سے ادا کرنی پڑی ہے۔اس کی امکان بھر کوشش کرنا چاہیئے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں بائیں بازو کے کمیونسٹ اور مزدور طبقے کے مخلص انقلابی اس حقیقت کو پانے کیلئے اتنی بڑی قیمت نہ ادا کریں جتنی کہ پسماندہ روسیوں نے کی ہے۔

روسی انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے زارشاہی کے زوال تک متعدد بار بورژوا اعتدال پرستوں کی خدمات کو استعمال کیا یعنی ان کے ساتھ بہت سے عملی سمجھوتے کئے اور 1901-1902 ء میں' بالشویزم' کے ظہور میں آنے سے پہلے''اسکرا'' کے پرانے ایڈیٹوریل بورڈ نے (اس ایڈیٹوریل بورڈ میں پلیخانوف' ایکسیلروڈ' زاسولچ' مارتوف' پوتریسوف اور میں تھا) بورژوا اعتدال پرستی کے لیڈر راسترودے کے ساتھ رسمی سیاسی اتحاد کر لیا (یہ سچ ہے کہ بہت دنوں کیلئے نہیں)' اور ساتھ ہی وہ بورژوا اعتدال پرستی اور مزدور طبقے کی تحریک میں اس کے اثر کی چھوٹی سی نشانی کے خلاف بھی متواتر اور شدید نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کر سکا۔ بالشویکوں نے بھی ہمیشہ اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ 1905 ء سے انہوں نے اعتدال پرست بورژوازی اور زارشاہی کے خلاف کسانوں کے ساتھ مزدور طبقے کے اتحاد کی باقاعدگی سے وکالت کی' ساتھ کی حمایت سے کبھی انکار نہیں کیا (مثلاً الیکشن کے دوسرے راؤنڈ میں یا دوسری ووٹنگ میں) اور بورژوا انقلابی کسان پارٹی''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے خلاف انتہائی اٹل نظریاتی اور سیاسی جدوجہد بھی نہیں بند کی اور ان کو ایسے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی حیثیت سے بے نقاب کیا جو اپنے سوشلسٹ ہونے کے بارے میں دروغ گوئی کرتے تھے۔ 1907 ء کے دوما کے انتخابات کے دوران بالشویکوں نے 'قلیل مدت کیلئے''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے ساتھ رسمی سیاسی بلاک بنایا۔ 12-1903 ء کے دوران کئی سال تک ہم منشویکوں سے واحد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں رسمی طور پر رہے مگر پرولتاریہ میں بورژوا اثر پھیلانے والے اور موقع پرستوں کی حیثیت سے ان کے خلاف نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کبھی نہیں بند کی۔ جنگ کے دوران ہم نے''کاؤتسکی والوں'' بائیں

بازو کے منشویکوں (مارتوف) اور ''سوشلسٹ انقلابیوں'' کے ایک حصے (چیرنوف اور ناتانسون) سے کچھ سمجھوتے کئے' زمروالڈ اور کین تال (43) میں ان کے ساتھ بیٹھے اور مشترکہ مینی فسٹو شایع کئے لیکن ہم نے ''کاؤتسکی'' والوں مارتوف اور چیرنوف (1919ء) میں ناتانسون کا انتقال ہوگیا' وہ ہم سے بہت قریب تھا اور یہ ''انقلابی کمیونسٹ'' نردونک (44) ہم سے تقریباً یکجہتی رکھتا تھا) کے خلاف نظریاتی سیاسی جدوجہد نہ کبھی بند کی نہ اس کو کمزور کیا۔ٹھیک اکتوبر انقلاب کے وقت ہم نے رسمی نہیں بلکہ انتہائی اہم (اور بہت کامیاب) سیاسی بلاک پیٹی بورژوا کسانوں کے ساتھ بنایا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے زرعی پروگرام کو کلی طور پر بلا واحد ترمیم کے اپنایا یعنی ہم نے بے شک سمجھوتہ کیا تاکہ کسانوں کے سامنے یہ ثابت کرسکیں کہ ہم ان کو دبانا نہیں بلکہ ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں ۔ساتھ ہی ہم نے ''بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں'' (45) سے ایک رسمی سیاسی بلاک بنانے اور حکومت میں شرکت کرنے کی تجویز کی (اور جلد ہی اس کو عملی جامہ پہنایا) ۔لیکن انہوں نے بریست کے معاہدے کے بعد ہمارے ساتھ اس بلاک کو ختم کردیا اور پھر جولائی 1918ء میں ہمارے خلاف بغاوت کی حد تک پہنچ گئے اور بعد میں ہمارے خلاف مسلح جدوجہد تک کی ۔

اسی لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جرمنی کے بائیں بازو والوں کے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی پر حملے' کیونکہ وہ ''انڈپنڈنٹوں'' (جرمن ایڈ پنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی' کاؤتسکی والوں) کے ساتھ بلاک بنانے کا خیال رکھتی ہے' ہمیں قطعی سنجیدہ نہیں معلوم ہوتے اور صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ '' بائیں بازو والے''، غلطی پر ہیں ۔ ہمارے یہاں روس میں دائیں بازو والے منشویک (کیرنسکی کی حکومت کے شرکا) بھی تھے جو جرمن شیدمانوں سے مطابقت رکھتے تھے اور بائیں بازو والے منشویک (مارتوف) جو دائیں بازو والے منشویکوں کے مخالف تھے اور جرمن کاؤتسکی والوں سے مطابقت رکھتے تھے ۔کثیر تعداد مزدوروں کا منشویکوں سے بالشویکوں کی طرف رفتہ رفتہ آنا ہم نے 1917ء میں صاف طور سے دیکھا۔ جون

1917ء میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگریس میں ہماری طرف صرف 13 فیصدی تھے۔ سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں کی اکثریت تھی۔ سوویتوں کی دوسری کانگریس میں (25 اکتوبر 1917ء -- پرانا کیلنڈر) ہم 51 فیصدی ووٹ رکھتے تھے۔ جرمنی میں مزدوروں کی دائیں سے بائیں کی طرف اسی طرح کی اور بالکل یکساں کشش نے فوراً ہی کمیونسٹوں کو کیوں طاقتور نہیں بنایا بلکہ پہلے بیچ والی ''انڈپنڈنٹ'' پارٹی کو، حالانکہ یہ پارٹی نہ تو کبھی اپنا آزاد سیاسی نظریہ اور نہ کوئی آزاد سیاست رکھتی تھی اور صرف شیئد مانوں اور کمیونسٹوں کے درمیان ڈانواں ڈول تھی؟

ظاہر ہے کہ اس کا ایک سبب جرمن کمیونسٹوں کا غلط طریقہ کار تھا جنکو چاہئے کہ انتہائی بے خوفی اور ایمانداری سے اس غلطی کو تسلیم کریں اور اس کی تصحیح کریں۔ غلطی یہ تھی کہ انہوں نے رجعت پرست بورژوا پارلیمنٹ اور رجعت پرست ٹریڈ یونینوں میں شرکت سے انکار کیا، غلطی مشتمل تھی اس ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری کے بہت سے مظاہر پر جواب سطح پر آ گئی اور اس کا علاج زیادہ اچھی طرح، زیادہ تیزی کے ساتھ اور پارٹی کی ساخت کیلئے زیادہ کارآمد طور پر کیا جا سکے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ جرمن ''انڈپنڈنٹس سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' اندر سے ہمگون نہیں ہے۔ پرانے موقع پرست لیڈروں (کاؤتسکی، ہلفرڈنگ اور بظاہر بڑی حد تک کریسپین اور لیڈ بیور وغیرہ) کے ساتھ ساتھ جنہوں نے سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی اہمیت کو سمجھنے کے بارے میں اپنی عدم صلاحیت، پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی رہنمائی کرنے کی عدم صلاحیت کو ثابت کر دیا ہے، اس پارٹی میں ایک بایاں بازو، پرولتاری بازو ابھرا ہے اور تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس پارٹی کے (جس میں میرے خیال میں ساڑھے سات لاکھ تک ممبر ہیں) سینکڑوں ہزاروں ممبر پرولتاری ہیں جو شیئد مان کو چھوڑ کر تیزی کے ساتھ کمیونزم کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ پرولتاری بازو ''انڈپنڈنٹوں'' کی لائپزگ (1919ء) کانگریس میں ہی تیسری انٹرنیشنل سے فوری اور غیر مشروط الحاق کی تجویز پیش کر چکا ہے۔ پارٹی کے اس بازو کے ساتھ ''سمجھوتہ''

کرنے سے ڈرنا بالکل مضحکہ انگیز ہے۔اس کے برعکس کیمونسٹوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کے ساتھ سمجھوتے کی مناسب شکل تلاش کریں اور اسکو حاصل کریں' ایسے سمجھوتے کی شکل جو ایک طرف اس بازو سے ضروری مکمل اتحاد کو آسان بنائے اور اس میں جلدی کرے اور دوسری طرف انڈ پنڈنٹوں کے موقع پرست دائیں بازو کے خلاف کیمونسٹوں کی نظریاتی سیاسی جدوجہد میں کوئی خلل نہ ڈالے۔

غالباً سمجھوتے کی موزوں صورت نکالنا آسان کام نہ ہوگا لیکن صرف کوئی دھوکہ باز ہی جرمن مزدوروں اور کیمونسٹوں سے فتح کے ''آسان'' راستے کا وعدہ کرسکتا ہے۔

سرمایہ داری سرمایہ داری نہ رہتی اگر''خالص'' پرولتاریہ ایسے نوع بنوع عبوری اقسام کے کثیر تعداد لوگوں سے نہ گھرا ہوتا جو پرولتاریہ سے نیم پرولتاریہ (جو اپنی محنت کی طاقت کو بیچکر کچھ حد تک روزی کماتے ہیں) کی طرف' نیم پرولتاریہ سے چھوٹے کسان کی طرف (اور چھوٹے دستکاروں' کاریگروں اور عام طور پر چھوٹی املاک والوں کی طرف)' چھوٹے کسان سے اوسط درجے کے کسان وغیرہ کی طرف جاتے ہیں' اگر پرولتاریہ خود زیادہ ترقی یافتہ اور کم ترقی یافتہ پرتوں میں تقسیم نہ ہوتا' اگر علاقائی باشندگی' حرفت اور کبھی کبھی مذہب وغیرہ کے لحاظ سے تقسیم نہ ہوتا۔ان سب باتوں سے ضرورت پیدا ہوتی ہے' مسلمہ ضرورت پیدا ہوتی ہے پرولتاریہ کے ہراول دستے کیلئے' اس کے باشعور حصے کیلئے' کیمونسٹ پارٹی کیلئے کہ وہ پینترے بازی کرے' پرولتاریہ کے مختلف گروپوں' مزدوروں اور چھوٹی املاک والے مالکوں کی مختلف پارٹیوں سے صلح جوئی اور سمجھوتے کرے۔ساری بات یہ ہے کہ اس طریقہء کار کو پرولتاریہ کے شعور' انقلابیت' جدوجہد کرنے اور فتح حاصل کرنے کیلئے کرنے کی صلاحیت کی عام سطح کو بلند کرنے (نیچا کرنے کیلئے نہیں) کیلئے استعمال کیا جائے۔ برسبیل تذکرہ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ منشویکوں پر بالشویکوں کی فتح کا نہ صرف 1917ء کے اکتوبر انقلاب تک بلکہ اس کے بعد بھی یہ تقاضہ تھا کہ پینترے بازی' صلح جوئی اور سمجھوتوں کی ان چالوں کو استعمال کیا جائے جو' ظاہر ہے' منشویکوں کے مقابلے

میں بالشویکوں کو زیادہ تیز رفتار، مستحکم اور مضبوط بنائیں۔ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ (جن میں منشویک بھی ہیں) لازمی طور پر بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان، بورژوا ڈیموکریسی اور سوویت نظام کے درمیان، اصلاح پرستی اور انقلابیت کے درمیان، مزدوروں سے محبت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے خوف وغیرہ کے درمیان ڈگمگاتے رہتے ہیں۔ کمیونسٹوں کا صحیح طریقہء کار یہ ہونا چاہئے کہ ان ڈگمگاہٹوں سے فائدہ اٹھایا جائے نہ کہ ان کو نظرانداز کیا جائے۔ فائدہ اٹھانے کیلئے ان عناصر کو تب اور اس حد تک چھوٹ دینی پڑتی ہے جو پرولتاریہ کی طرف جب اور جس حد تک رخ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان عناصر کے خلاف جدوجہد کی جائے جو بورژوازی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صحیح طریقہء کار اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں منشویکوں کا زیادہ سے زیادہ زوال ہوا اور ہو رہا ہے، جس نے کٹر موقع پرست لیڈروں کو کاٹ کر الگ کر دیا اور ہمارے کیمپ میں بہتر مزدور، پیٹی بورژوا ڈیموکریسی کے بہتر عناصر لایا۔ یہ طویل عمل ہے اور جلد بازی کا یہ فیصلہ کہ ''کوئی سمجھوتہ نہیں، کوئی پینترے بازی نہیں'' صرف انقلابی پرولتاریہ کے اثر کو مضبوط بنانے اور اس کی طاقتوں میں اضافہ کرنے کیلئے مضرت رساں ہوگا۔

آخر میں، جرمنی میں ''بائیں بازو والوں'' کی بے شک غلطی معاہدہ ورسائی (46) کو ماننے سے صاف انکار ہے۔ اس نقطہ نظر کی جتنی زیادہ ''سنجیدگی'' اور ''غرور'' سے، جتنا زیادہ ''فیصلہ کن'' اور قطعی طور سے مثلاً ک۔ ہورنر تشکیل کرتے ہیں، اتنی ہی کم اسمیں سمجھداری پائی جاتی ہے۔ بین الاقوامی پرولتاری انقلاب کے موجودہ حالات میں ''قومی بالشویزم'' (لاؤفنبیرک اور دوسروں) کی بین لغویات کی مذمت کرنا ہی کافی نہیں ہے جو اتحاد ثلاثہ کے خلاف جنگ کرنے کیلئے جرمن بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ماننے سے انکار کرنا قطعی غلط طریقہء کار ہوگا کہ سوویت جرمنی کو (اگر جرمن سوویت ریپبلک جلد نمودار ہوئی) کچھ مدت کیلئے معاہدہ ورسائی کو تسلیم کرنا اور اس کے سامنے جھکنا ہی پڑیگا۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا

کہ انڈ پنڈ نٹ ان حالات میں معاہدہ ورسائی پر دستخط کا مطالبہ کرنے میں صحیح تھے جب شیئڈ مان جیسے لوگ برسرحکومت تھے' جب ابھی ہنگری میں سوویت حکومت کا تختہ نہیں الٹا گیا تھا اور جب اس کا امکان تھا کہ وی آنا میں سوویت انقلاب سوویت ہنگری کی حمایت کریگا۔ اس وقت''انڈ پنڈنٹوں'' کی چالیں اور پینترے بازی بہت بری تھیں کیونکہ انہوں نے شیئڈ مان غداروں کی جواب دہی کم وبیش اپنے سر لے لی اور شیئڈ مان والوں سے شدید (اور ٹھنڈے دل سے) طبقاتی جنگ کے نقطہءنظر سے ہٹ کر''بے طبقاتی''یا''ماورائے طبقاتی''نقطہ نظر تک لنڈھک گئے۔

تو اب صورتحال صاف طور پر یہ ہے کہ جرمنی کے کمیونسٹوں کو یہ وعدہ کر کے کہ کمیونزم کی فتح کی صورت میں معاہدہ ورسائی کو لازمی اور اٹل طور پر مسترد کر دیا جائے گا' اپنے ہاتھ نہ باندھ لینا چاہئے۔ یہ حماقت ہوگی۔ ان کو یہ کہنا چاہئے: شیئڈ مان اور کاؤتسکی والوں نے سوویت روس سے' سوویت ہنگری سے اتحاد کے معاملے میں رکاوٹ ڈال کر (جزوی طور پر بالکل تباہ کر کے) متعدد غدارانہ کام کئے ہیں۔ ہم کمیونسٹ ایسے اتحاد کو آسان بنانے اور اس کی تیاری کیلئے ہر ذریعہ استعمال کریں گے' علاوہ بریں معاہدہ ورسائی کو مسترد کرنا اور وہ بھی فوراً' ہم پر بالکل فرض نہیں ہے۔ کامیابی کے ساتھ اس کو مسترد کرنے کا انحصار نہ صرف جرمنی میں بلکہ سوویت تحریک کی بین الاقوامی کامیابیوں پر ہے۔ اس تحریک میں شیئڈ مان اور کاؤتسکی والوں نے گڑ بڑ کیا اور ہم نے اس کی مدد کی۔ یہی معاملے کا سارا نچوڑ ہے' یہی اختلاف کی جڑ ہے۔ اور اگر ہمارے طبقاتی دشمن' استحصال کرنے والے اور ان کے پٹھو' شیئڈ مانوں اور کاؤتسکی والوں نے جرمن اور بین الاقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنانے' جرمن اور بین الاقوامی سوویت انقلاب کو مضبوط بنانے کے بہت سے امکانات کو ہاتھ سے جانے دیا تو وہ موردالزام ہیں۔ جرمنی میں سوویت انقلاب بین الاقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنائے گا جو معاہدہ ورسائی کے خلاف اور عام طور پر بین الاقوامی سامراج کے خلاف سب سے مضبوط گڑھ (اور واحد معتبر' ناقابل تسخیر اور عالمی طاقت رکھنے والا

گڑھ) ہے۔ سامراج سے کچلے ہوئے دوسرے ملکوں کو سامراج کے جوئے سے نجات دلانے کے سوالات کے ہوتے ہوئے معاہدہ ورسائی سے نجات کو قطعی، اٹل اور فوری ترجیح دینا انقلابی بین الاقوامیت نہیں پٹی بورژوا قوم پرستی ہے (جو کاؤتسکی، ہلفر ڈنگ، اوٹو باؤیر اینڈ کمپنی والوں کو ہی زیب دیتی ہے)۔ یورپ کے کسی بھی بڑے ملک میں، جن میں جرمنی بھی شامل ہے، بورژوازی کا تختہ الٹنا بین الاقوامی انقلاب کیلئے اتنا مفید ہے کہ اس کیلئے، اگر ضرورت ہو، تو معاہدہ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برقرار رکھا جا سکتا ہے اور رکھنا چاہئے۔ اگر روس تنہا انقلاب کے فائدے کیلئے معاہدہ بریست کو چند مہینوں تک برداشت کر سکا تو اس میں کوئی ناممکن بات نہیں ہے کہ سوویت جرمنی سوویت روس کے اتحاد سے انقلاب کے فائدے کیلئے معاہدہ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برداشت کرے۔

فرانس اور برطانیہ وغیرہ کے سامراجی جرمن کمیونسٹوں کو بھڑکا اور پھنسا رہے ہیں: ''کہو، کہ تم معاہدہ ورسائی پر دستخط نہیں کرو گے''۔ اور بائیں بازو کے کمیونسٹ بچوں کی طرح اس جال میں پھنس جاتے ہیں جو ان کے لئے بچھایا گیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس مکار اور فی الوقت زیادہ طاقتور دشمن کے خلاف چال چلیں، بجائے اس کے کہ اس سے کہیں ''اب تو ہم معاہدہ ورسائی پر دستخط کرینگے''۔ پہلے سے اپنے ہاتھ بندھوا لینا، دشمن سے صاف کہہ دینا جو اس وقت ہم سے بہتر مسلح ہے، کہ ہم اس سے لڑیں گے اور کب لڑیں گے، انقلابیت نہیں حماقت ہے۔ ایسے وقت جنگ چھیڑنا جب وہ صاف طور پر ہمارے لئے نہیں بلکہ دشمن کے فائدے کیلئے ہو، جرم ہے اور انقلابی طبقے کے ایسے سیاست داں کہیں بھی کارآمد نہیں ہیں جو ''پینترے بازی، صلح جوئی اور سمجھوتے'' نہ کر سکتے ہوں تاکہ جانی بوجھی غیر مناسب جنگ سے بچا جا سکے۔

''بائیں بازو'' کا کمیونزم برطانیہ میں

برطانیہ میں ابھی کمیونسٹ پارٹی تو نہیں ہے لیکن مزدوروں کے درمیان ایک تازہ، وسیع، طاقتور اور تیزی سے بڑھتی ہوئی کمیونسٹ تحریک ہے جو بجا طور پر خوشکن امیدوں کی حامل ہے۔ کچھ ایسی سیاسی پارٹیاں اور تنظیمیں ہیں (''برطانوی سوشلسٹ پارٹی'' (47) ''سوشلسٹ لیبر پارٹی''، ''جنوبی ویلس کی سوشلسٹ سوسائٹی''، ''ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن'' (48)) جو کمیونسٹ پارٹی بنانا چاہتی ہیں اور اس کے بارے میں آپس میں بات چیت کر رہی ہیں۔ اخبار ''ورکرس ڈریڈناوٹ'' (49) (جلد 6، شمارہ 48، 21 فروری 1920ء) میں جو متذکرہ بالا تنظیموں میں سے آخرالذکر کا ہفتہ وار ترجمان ہے اس کی ایڈیٹر کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ''کمیونسٹ پارٹی کی طرف''۔ اس مضمون میں اس بات چیت کے بارے میں بتایا گیا ہے جو چاروں متذکرہ تنظیموں کے درمیان متحدہ کمیونسٹ پارٹی بنانے کے بارے میں تیسری انٹرنیشنل سے الحاق، پارلیمانیت کے بجائے سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو تسلیم کرنے کی بنیاد پر ہو رہی ہے۔ متحدہ کمیونسٹ پارٹی فوراً بنانے میں سب سے بڑی رکاوٹ پارلیمنٹ میں شرکت اور اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ آیا نئی کمیونسٹ پارٹی کو پرانی، ٹریڈ یونین والی، موقع پرست اور سوشل شاونسٹ لیبر پارٹی سے الحاق کرنا چاہئے جو زیادہ تر ٹریڈ یونینوں پر مشتمل ہے۔ ''ورکرس سوشلسٹ فیڈریشن'' اور اسی طرح ''سوشلسٹ لیبر پارٹی'' * نے پارلیمانی انتخابوں اور پارلیمنٹ میں حصہ لینے کی اور لیبر پارٹی سے الحاق کی بھی مخالفت کی ہے۔ ان سب باتوں میں وہ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے سارے یا زیادہ تر ممبروں سے اختلاف رکھتے ہیں جو ان کی نگاہ میں برطانیہ میں ''کمیونسٹ پارٹیوں کا دایاں بازو'' ہے (صفحہ 5، سیلویا پانکھرسٹ کا متذکرہ بالا مضمون)۔

اس طرح بنیادی تقسیم وہی ہے جو جرمنی میں ہے، اس صورت کے زبردست فرق کے باوجود جس میں اختلاف (جرمنی میں یہ صورت برطانیہ کے مقابلے میں

''روسی'' سے زیادہ قریب ہے) اور دوسری چیزوں کا اظہار ہوتا ہے۔اب ہمیں ''بائیں بازو والوں'' کی دلیلوں کو دیکھنا چاہیئے۔

---

* میرے خیال میں یہ پارٹی لیبر پارٹی سے الحاق کے خلاف ہے لیکن پارلیمنٹ میں شرکت کی مخالفت اس کے تمام ممبر نہیں کرتے۔

پارلیمنٹ میں شرکت کے سوال کے بارے میں کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ نے اسی شمارہ میں شائع شدہ گلاخر (W. Gallacher) کے ایک مضمون کا حوالہ دیا ہے جنہوں نے گلاسگو کی ''اسکاٹ لینڈ کی مزدوروں کی کونسل'' کی طرف سے لکھا ہے:

''یہ کونسل'' انہوں نے لکھا ہے ''قطعی پارلیمنٹ کے خلاف ہے اور اس کے پیچھے مختلف سیاسی تنظیموں کے بائیں بازو ہیں۔ہم اسکاٹ لینڈ میں انقلابی تحریک کے نمائندے اس کیلئے کوشاں ہیں کہ صنعتوں میں (پیداوار کی مختلف شاخوں میں) انقلابی تنظیمیں اور کمیونسٹ پارٹی قائم کریں جس کی بنیاد سارے ملک میں سماجی کمیٹیوں پر ہو۔ بہت دنوں سے ہم پارلیمانیت کے سرکاری حامیوں سے جھگڑتے رہے۔ ہم نے ان کے خلاف علانیہ اعلان جنگ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہ ہم پر علانیہ حملہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

''لیکن یہ صورت حال زیادہ دن تک نہیں رہ سکتی۔سارے محاذ پر ہماری فتح ہو رہی ہے۔

''اسکاٹ لینڈ میں انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی کے عام ممبروں میں پارلیمنٹ کے خیال کی ناپسندیدگی برابر بڑھتی جا رہی ہے اور سوویتوں (انگریزی تحریر میں روسی لفظ کا استعمال) یا مزدوروں کی کونسلوں کی تقریباً ہر شاخ حمایت کر رہی ہے۔ یہ واقعی ان حضرات کیلئے بڑی اہم بات ہے جو سیاست کو پیشہ سمجھتے ہیں اور اپنے ممبروں کو پارلیمانیت کے آغوش میں واپس لانے کیلئے ہر امکانی طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔ انقلابی رفیقوں کو اس گروہ کی کوئی حمایت نہ کرنا چاہیئے (سب الفاظ مصنف کے خط کشیدہ

ہیں)۔ یہاں ہماری جدوجہد سخت ہوگی۔اس کی ایک سب سے بری صورت ان لوگوں کی غداری ہوگی جن کیلئے ذاتی اغراض بمقابلہ انقلاب کے زیادہ ترغیبی طاقت رکھتے ہیں۔ پارلیمانیت کی کسی طرح حمایت صرف اس بات میں مدد کرتی ہے کہ اقتدار ہمارے برطانوی شیڈ مانوں اور نوسکیوں کے ہاتھ میں آ جائے۔ ہنڈرسن' کلائنس (C l y n e s)اینڈ کمپنی انتہائی رجعت پرست ہیں۔سرکاری انڈ پنڈنٹ لیبر پارٹی' بورژوا اعتدال پرستوں کے کنٹرول میں زیادہ سے زیادہ ہوتی جارہی ہے جنہوں نے میکڈانلڈ' اسنوڈین اینڈ کمپنی کے کیمپ میں اپنا ''روحانی گھر'' پالیا ہے۔ سرکاری انڈ پنڈنٹ لیبر پارٹی تیسری انٹرنیشنل کے سخت خلاف ہے اور کثیر تعداد لوگ اس کے حق میں ہیں۔ پارلیمانی موقع پرستوں کی کسی بھی حمایت کا مطلب متذکرہ بالا حضرات کے ہاتھوں میں کھیلنا ہے۔ یہاں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہاں ضرورت ایک صحت مند انقلابی صنعتی تنظیم کی ہے اور ایک کمیونسٹ پارٹی کی جو صاف' ٹھیک ٹھیک معین اور سائنسی بنیادوں پر کام کر رہی۔اگر ہمارے رفیق ان دونوں کو بنانے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں تو ہم ان کی مدد خوشی سے قبول کریں گے اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو خدا کے واسطے گڑ بڑ نہ کریں اگر وہ ان رجعت پرستوں کی حمایت کر کے انقلاب سے غداری نہیں کرنا چاہتے جو اتنے اشتیاق کے ساتھ پارلیمانی ''اعزاز'' (؟ --سوالیہ نشان مصنف کا ہے) کیلئے بے تاب ہیں اور ہو یہ ثابت کرنے کے مشتاق ہیں کہ وہ اسی موثر طریقے سے حکمرانی کر سکتے ہیں جیسے طبقاتی سیاست کے ''مالک'' خود کرتے ہیں۔''

میری رائے میں ایڈیٹر کے نام یہ خط ان نوجوان کمیونسٹوں یا عام مزدوروں کی مزاجی کیفیت اور نقطہ نظر کا بخوبی اظہار کرتا ہے جو ابھی ابھی کمیونزم کی طرف جانے لگے ہیں۔ یہ مزاجی کیفیت بڑی حد تک خوشکن اور بیش قیمت ہے۔اس کی قدر کرنے اور حمایت کرنے کی صلاحیت ہونی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر برطانیہ میں اور ہر کسی ملک میں پرولتاری انقلاب کی فتح کی کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ایسے لوگوں کا' جو عوام کی اس مزاجی

کیفیت کی عکاسی کر سکتے ہیں اور ایسی مزاجی کیفیت (جو اکثر معطل' بے خبر اور خوابیدہ ہوتی ہے) عوام میں پیدا کر سکتے ہیں' بچاؤ کرنا چاہئے اور توجہ کے ساتھ ان کو ہر طرح کی مدد دینی چاہئے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ان سے براہ راست اور صاف کہنا چاہئے کہ عظیم انقلابی جدوجہد میں عوام کی رہنمائی کیلئے محض مزاجی کیفیت کافی نہیں ہے اور ایسی ویسی غلطیاں' جو انقلاب سے نہایت وفادار لوگ کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں' انقلاب کے کاز کیلئے مضرت رساں ہیں۔ایڈیٹر کے نام کامریڈ گلاخر کا خط بلاشبہ ان سب غلطیوں کی جڑ کو دکھاتا ہے جو جرمنی میں ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کر رہے ہیں اور جو روس کے ''بائیں بازو'' کے بالشویکوں نے 18-1908ء میں کی تھیں۔

خط لکھنے والا بورژوا ''سیاست دانوں'' کے خلاف شریفانہ اور پرولتاری نفرت (جو بہرحال نہ صرف پرولتاریوں کی بلکہ سب محنت کشوں کی' جرمن اصطلاح کے مطابق ''چھوٹے لوگوں'' کی سمجھ میں بھی آتی ہے اور عزیز ہے) سے لبریز ہے۔ کچلے ہوئے اور استحصال کے شکار لوگوں کے نمائندے میں یہ نفرت واقعی ''ہر طرح کی دانائی کی ابتدا'' ہے' کسی بھی سوشلسٹ اور کمیونسٹ تحریک اور اس کی کامیابی کی بنیاد ہے۔ لیکن خط لکھنے والے نے بظاہر یہ بات پیش نظر نہیں رکھی کہ سیاست وہ سائنس اور آرٹ ہے جو آسمان سے نہیں نازل ہوتا اور مفت نہیں نصیب ہوتا اور اگر پرولتاریہ بورژوازی پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو خود اپنے' پرولتاری' ''طبقاتی سیاست داں'' تیار کرنا چاہئے اور ایسے جو بورژوا سیاست دانوں سے برے نہ ہوں۔

خط لکھنے والا یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ پارلیمنٹ نہیں بلکہ صرف مزدوروں کی سوویتیں پرولتاریہ کے مقاصد حاصل کرنے کا آلہ ہوسکتی ہیں اور واقعی جو لوگ اس کو ابھی تک نہیں سمجھے ہیں وہ سخت رجعت پرست ہیں چاہے وہ انتہائی صاحب علم' انتہائی تجربے کار سیاست داں' انتہائی پرخلوص سوشلسٹ' بہت پڑھے لکھے مارکسسٹ' انتہائی ایماندار شہری اور صاحب خاندان کیوں نہ ہوں۔لیکن خط لکھنے والے نے یہ پوچھا تک نہیں' اس کو اس بارے میں سوال کرنے کی ضرورت کا خیال بھی نہیں آیا کہ کیا پارلیمنٹ

پر سوویتوں کی فتح حاصل کی جاسکتی ہے''سوویت'' سیاست دانوں کو پارلیمنٹ میں بھیجے بغیر؟ اندر سے پارلیمانیت میں انتشار پیدا کئے بغیر؟ پارلیمنٹ کو برطرف کرنے کیلئے سوویتوں کے آئندہ فریضے کی کامیابی کیلئے پارلیمنٹ کے اندر ہی تیاری کئے بغیر؟ پھر بھی خط لکھنے والے نے بالکل صحیح خیال کا اظہار کیا ہے کہ برطانیہ میں کمیونسٹ پارٹی کو سائنسی بنیادوں پر کام کرنا چاہئے۔ سائنس کا تقاضہ ہے' اول' تو دوسرے ملکوں کے تجربے کو پیش نظر رکھنا' خصوصاً' اگر دوسرے ملکوں کو' جو سرمایہ دار بھی ہیں' اسی طرح کا تجربہ ہورہا ہے یا تھوڑے دن ہوئے ہو چکا ہے' دوسرے' تمام ان طاقتوں' گروہوں' پارٹیوں' طبقوں اور کثیر تعداد لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو اس ملک کے اندر سرگرم عمل ہوں اور یہ بھی کہ پالیسی کا تعین محض ایک گروہ یا پارٹی کی خواہشوں اور خیالات' شعور کے درجے اور جدوجہد کیلئے تیاری کی بنا پر نہ ہونا چاہئے۔

یہ سچ ہے کہ ہنڈرسن' کلائنس' میکڈانلڈ اور اسنوڈین جیسے لوگ انتہائی رجعت پرست ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں (لیکن بورژوازی کے ساتھ ایتلاف کو ترجیح دیتے ہوئے)' کہ وہ پرانے بورژوا ڈھرے کے مطابق ''حکمرانی'' کرنا چاہتے ہیں' کہ جب وہ برسراقتدار ہوں گے تو وہ شیڈمان اور نوسکے جیسے لوگوں کے طور طریقے اختیار کریں گے۔ یہ سب سچ ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ان کی حمایت کرنا انقلاب سے غداری ہے' اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ انقلاب کے مفاد میں مزدور طبقے کے انقلابی ان حضرات کی کچھ حد تک پارلیمانی حمایت کریں۔ اس خیال کی وضاحت کیلئے دو موجودہ برطانوی سیاسی دستاویزوں کو لونگا: (1) 18 مارچ 1920ء کی وزیر اعظم لائڈ جارج کی تقریر (19 مارچ 1920ء کے اخبار The Manchester Guardinn (50) کے بیان کے مطابق) اور (2) ''بائیں بازو'' کی کمیونسٹ' کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ کی دلیلیں متذکرہ بالا مضمون میں۔

اپنی تقریر میں لائڈ جارج نے ایسکویتھ (جس کو خاص طور سے جلسے میں مدعو کیا گیا

تھا لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا) اوران لبرلوں (Liberals) سے بحث کی تھی جو کنسرویٹیو پارٹی سے ایتلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ لیبر پارٹی سے قربت کے خواہاں ہیں۔(ایڈیٹر کے نام کامریڈ گلاخر کے متذکرہ بالا خط میں بھی ہم نے اس واقعہ کی طرف اشارہ دیکھا کہ لبرل لوگ انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں جا رہے ہیں)۔لائڈ جارج نے یہ ثابت کیا کہ لبرلوں کا کنسرویٹیوؤں کے ساتھ ایتلاف ضروری ہے اور وہ بھی مضبوط، ورنہ لیبر پارٹی کے جیت جانے کا امکان ہے جس کو لائڈ جارج سوشلسٹ'' پکارنا بہتر سمجھتے ہیں'' اور جو ذرائع پیداوار کی ''اجتماعی ملکیت'' کے لئے کوشاں ہے ''فرانس میں اس کو کمیونزم کہتے تھے''-- برطانوی بورژوازی کے لیڈر نے اپنے سامعین لبرل پارلیمانی پارٹی کے ممبران سے عام فہم طریقے سے وضاحت کی جو غالبًا اس کو ابھی تک نہیں جانتے تھے۔''جرمنی میں اس کو سوشلزم کا نام دیا گیا، روس میں اس کو بالشویزم کہتے ہیں''۔ لائڈ جارج نے وضاحت کی کہ لبرلوں کیلئے یہ ناقابل قبول ہے کیونکہ لبرل اصولی طور پر نجی ملکیت کے حق میں ہیں۔''تمدن خطرے میں ہے'' مقرر نے اعلان کیا اور اسی لئے لبرلوں اور کنسرویٹیوؤں کو متحد ہو جانا چاہئے ...

''... اگر آپ زرعی علاقوں کو جائیں'' لائڈ جارج نے کہا ''میں مانتا ہوں کہ آپ وہاں پہلے کی طرح اب بھی پارٹی کی پرانی تفریقات پائیں گے۔ وہاں خطرہ دور ہے۔ وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن جب معاملہ دیہاتی علاقوں تک پہنچ جائے گا تو وہاں بھی اتنا ہی بڑا خطرہ ہوگا جتنا وہ بعض صنعتی علاقوں میں ہے۔ ہمارے ملک میں 80 فیصدی لوگ صنعت وتجارت میں لگے ہیں اور مشکل سے 20 فیصدی زراعت میں۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جس کو میں متواتر پیش نظر رکھتا ہوں جب میں اس خطرے کا خیال کرتا ہوں جو مستقبل میں ہمارے لئے ہے۔ فرانس میں کاشتکاروں کی آبادی ہے اور آپ کو معینہ خیالات کی ٹھوس بنیاد ملتی ہے جو بہت تیزی سے نہیں بڑھتی ہے اور جس کو انقلابی تحریک آسانی سے نہیں اکساتی ہے۔ ہمارے ملک میں معاملے کی صورت مختلف ہے۔ ہمارے ملک میں دنیا کے کسی دوسری ملک کے بمقابلہ الٹ پلٹ کرنا آسان ہے

اور اگر اس نے ڈگمگانا شروع کیا تو متذکرہ سبب کی بنا پر دوسرے ملکوں کے بمقابلہ یہاں تباہی زیادہ سخت ہوگی۔''

اس سے قاری دیکھ سکتا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نہ صرف بہت عقلمند ہیں بلکہ انہوں نے مارکسسٹوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور لائڈ جارچ سے سیکھنا ہمارے لئے بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

بحث کا یہ قصہ بھی کافی دلچپ ہے جو لائڈ جارج کی تقریر کے بعد ہوا:

''مسٹر وولیس (Wallace)' ممبر پارلیمنٹ: میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعظم اپنی پالیسی کے کیا نتائج صنعتی علاقوں میں صنعتی مزدوروں کے لحاظ سے دیکھتے ہیں جن میں سے بہت زیادہ اس وقت لبرل ہیں اور جن سے ہم کو بہت زیادہ حمایت ملتی ہے۔ کیا اس کا امکانی نتیجہ یہ نہ ہوگا کہ لیبر پارٹی کی طاقت ان مزدوروں کیطرف سے بہت زیادہ بڑھ جائے گی جو اس وقت ہمارے پرخلوص حامی ہیں؟

''وزیراعظم: میرا خیال بالکل مختلف ہے۔ یہ واقعہ کہ لبرل آپسمیں لڑ رہے ہیں بلاشبہ لبرلوں کی بہت بڑی تعداد کو ناامیدی کی وجہ سے لیبر پارٹی کی طرف دھکیلتا ہے جس میں اب لبرلوں کی کافی تعداد ہے جو بڑی خوبیوں کے لوگ ہیں اور جو اب حکومت کو بدنام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اسکا نتیجہ بلاشبہ یہ ہے کہ لیبر پارٹی کے حق میں پبلک کے خیالات کافی مضبوط ہورہے ہیں۔ پبلک کی رائے ان لبرلوں کی طرف نہیں مڑ رہی ہے جو لیبر پارٹی کے باہر ہیں بلکہ لیبر پارٹی کی طرف جارہی ہے۔ ضمنی الیکشن نے اس کو دکھایا ہے۔''

''کامریڈ انکپین (برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے جنرل سیکریٹری) لیبر پارٹی کو ''مزدور طبقے کی تحریک کی خاص تنظیم'' کہتے ہیں۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے ایک اور ممبر نے تیسری انٹرنیشنل کی کانفرنس میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے نظرئے کا اظہار اور زیادہ زوروں میں کیا۔ انہوں نے کہا: ''ہم لیبر پارٹی کو منظّم مزدور طبقے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔''

لیبر پارٹی کے بارے میں اس خیال میں ہم نہیں شریک ہیں ۔ لیبر پارٹی میں تعداد بہت کثیر ہے' اگرچہ اس کے ممبر کافی حد تک نکھٹو اور بے اعتنا ہیں اور ان مزدوروں اور مزدونیوں پر مشتمل ہیں جو ٹریڈ یونین میں اس لئے شامل ہو گئے ہیں کہ ان کے ورکشاپ کے ساتھی ٹریڈ یونین والے ہیں اور اس لئے بھی کہ وہ الاؤنس حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ لیبر پارٹی میں کثیر تعداد ممبروں کیوجہ یہ واقعہ بھی ہے کہ وہ ایسے مکتب فکر کی قائم کی ہوئی ہے جس کی حدوں سے برطانوی مزدور طبقہ ابھی آگے نہیں بڑھا ہے اگرچہ لوگوں کے ذہن میں زبردست تبدیلیاں پک رہی ہیں جو جلد ہی اس صورتحال کو بدل دیں گی ... ''

'' ... برطانیہ کی لیبر پارٹی' دوسرے ملکوں کی سماجی محبّ وطن تنظیموں کی طرح سماج کے قدرتی ارتقا کے دوران لازمی طور پر برسراقتدار آئے گی ۔ کمیونسٹوں کا کام ایسی طاقتوں کا بنانا ہے جو سماجی محبّ وطنوں کا تختہ الٹ دیں اور ہمیں اپنے ملک میں اس کام میں نہ تو تاخیر کرنی چاہیئے اور نہ ہچکچانا چاہیئے ۔

ہمیں اپنی توانائی لیبر پارٹی کی طاقت میں اضافہ کر کے نہ ضائع کرنا چاہیئے ۔ اس کا تو برسراقتدار آنا لازمی ہے ۔ ہمیں اپنی طاقتیں کمیونسٹ تحریک کے قیام پر مرکوز کرنی چاہئیں جو اس پر فتح حاصل کرے گی ۔ لیبر پارٹی جلد حکومت سنبھالے گی ۔ انقلابی حزب مخالف کو اس پر چھاپہ مارنے کیلئے تیار رہنا چاہیئے ... ''

اس طرح لبرل بورژوازی صدیوں کے تاریخی تجربے سے روشن ''دو پارٹیوں'' (استحصال کرنے والوں کی) والے نظام سے' جو استحصال کرنے والوں کیلئے غیرمعمولی طور پر موزوں ہے' انکار کرتی ہے اور اپنی طاقتوں کو متحد کرنا ضروری سمجھتی ہے تاکہ لیبر پارٹی کے خلاف جدوجہد کی جائے ۔ لبرلوں کا کچھ حصہ' ڈوبتے ہوئے جہاز کے چوہوں کی طرح لیبر پارٹی کی طرف بھاگا آ رہا ہے ۔ بائیں بازو کے کمیونسٹ لیبر پارٹی کا برسراقتدار آنا ناگزیر سمجھتے ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس وقت وہ مزدوروں کی اکثریت رکھتی ہے ۔ وہ اس سے ایسا عجیب نتیجہ اخذ کرتے ہیں جسکو سیلویا پانکھرسٹ نے

اس طرح پیش کیا ہے:

''کمیونسٹ پارٹی کو سمجھوتے نہ کرنا چاہئے .... اور اس کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح پرستی سے بے داغ رکھنا چاہئے۔ اس کا مشن آگے بڑھنا ہے' ٹھہرنا اور راستے سے ہٹنا نہیں ہے' کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ہے۔''

اس کے برعکس' اس واقعہ سے کہ برطانوی مزدوروں کی اکثریت برطانوی کیرینسکیوں اور شیدمانوں کے پیچھے چل رہی ہے اور ابھی اس کو ان لوگوں پر مشتمل حکومت کا تجربہ نہیں ہوا ہے' ایسا تجربہ جو روس اور جرمنی میں کثیر تعداد مزدوروں کے کمیونزم کی طرف جانے کیلئے ضروری تھا' یہ نتیجہ بلاشبہ برآمد ہوتا ہے کہ برطانوی کمیونسٹوں کو پارلیمانیت میں شرکت کرنا چاہئے' پارلیمنٹ کے اندر سے کثیر تعداد مزدوروں کو عملی طور پر ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی حکومت کے نتائج دیکھنے میں مدد دینی چاہئے' ہنڈرسنوں ااور اسنوڈینوں کو لائڈ جارج اور چرچل کے اتحاد کو شکست دینے میں مدد دینی چاہئے۔ اس سے مختلف اقدام کا مطلب انقلاب کے کام کو مشکل بنانا ہے کیونکہ مزدور طبقے کی اکثریت کے خیالات میں تبدیلی کے بغیر انقلاب ممکن نہیں ہے اور یہ تبدیلی عوام کا سیاسی تجربہ پیدا کرتا ہے محض پروپیگنڈا کبھی نہیں پیدا کرتا۔ ''بغیر سمجھوتوں کے آگے بڑھو' راستے سے نہ ہٹو'' -- یہ نعرہ صاف طور پر غلط ہے اگر اس کو مزدوروں کی بے طاقت اقلیت عمداً یہ جانتے ہوئے دیتی ہے (یا جس کو بہرنوع یہ جاننا چاہئے) کہ لائڈ جارج اور چرچل پر ہنڈرسن اور اسنوڈین کی فتح کی حالت میں اکثریت مختصر عرصے کے دوران ہی اپنے لیڈروں سے مایوس ہو جائے گی اور کمیونزم کی حمایت کرنے لگے گی (یا بہرنوع وہ کمیونسٹوں کی طرف غیر جانبداری یا زیادہ تر خیر سگالانہ غیر جانبداری کا رویہ اختیار کرے گی)۔ یہ بالکل اس طرح ہے جیسے دس ہزار سپاہی لڑائی میں پچاس ہزار دشمنوں کے خلاف کود پڑیں جبکہ ان کیلئے ''ٹھہرنا'' ''راستے سے ہٹنا'' حتیٰ کہ ''سمجھوتہ کر لینا'' بھی ٹھیک ہوتا تا کہ ایک لاکھ کی کمک آنے کا وقت مل سکے جو فوراً میدان جنگ میں نہیں اتر سکتی۔ یہ دانشورانہ بچپن ہے' انقلابی

طبقے کا سنجیدہ طریقہ کار نہیں ء ہے۔

انقلاب کا بنیادی قانون جس کی سارے انقلابوں نے اور خصوصاً بیسویں صدی میں روس کے تین انقلابوں (51) نے تصدیق کی ہے' یہ ہے: انقلاب کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ استحصال اور ظلم وتشدد کے شکار عوام کو یہ شعور ہو جائے کہ وہ پرانے طریقے سے زندگی نہیں بسر کر سکتے اور وہ تبدیلی کا مطالبہ کریں۔ انقلاب کیلئے یہ ضروری ہے کہ استحصال کرنے والے پرانے طریقے سے زندگی نہ گزار سکیں اور حکم نہ چلا سکیں۔ صرف اس وقت جبکہ '' نیچے لوگ '' پرانے کو نہ چاہیں اور '' اونچے لوگ '' پرانے کو نہ چلا سکیں' صرف اسی وقت انقلاب فتحیاب ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار دوسرے الفاظ میں یوں کیا جا سکتا ہے: انقلاب بلا کل قومی بحران کے (جو استحصال کے شکار اور استحصال کرنے والواں پر بھی اثر انداز ہو) ناممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انقلاب کے لئے ضرورت ہے' اول' مزدوروں کی اکثریت (یا بہرصورت زیادہ تر شعور' بافکر اور سیاسی طور پر سرگرم عمل مزدور) پوری طرح انقلاب کی ضرورت کو سمجھے اور اسکے لئے جان تک دینے کو تیار ہو۔ دوسرے یہ کہ حکمران طبقوں کو حکومت میں ایسے بحران سے گذرنا پڑے جو انتہائی پسماندہ عوام کو بھی سیاست میں گھسیٹ لے (ہر حقیقی انقلاب کی علامت یہ ہے کہ سیاسی جدوجہد کی صلاحیت رکھنے والے ایسے محنت کش اور مظلوم عوام کے نمائندوں کی تعداد میں دس گنا حتی کہ سو گنا اضافہ ہو جو ابھی تک بے اعتنا تھے)' حکومت کو کمزور کر دے اور انقلابیوں کیلئے یہ بات ممکن کر دے کہ اس کا تختہ وہ جلد از جلد الٹ دیں۔

برطانیہ میں' جیسا کہ لائڈ جارج کی تقریر سے بھی دیکھا جا سکتا ہے' کامیاب پرولتاری انقلاب کیلئے دونوں حالات واضح طور پر ابھر رہے ہیں۔ اس وقت بائیں بازو کے کمیونسٹوں کی غلطیاں خاص طور سے خطرناک ہیں کیونکہ بعض انقلابی ان میں سے ہر حالت کی طرف کافی فکر' کافی توجہ' کافی سمجھداری اور کافی سوجھ بوجھ والا رویہ اختیار نہیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم محض انقلابی گروپ نہیں بلکہ انقلابی طبقے کی پارٹی

ہیں' 'اگر ہم اپنے پیچھے عوام کو چلانا چاہتے ہیں (اور اس کے بغیر ہم محض باتونی ہونے کا خطرہ مول لیتے ہیں) تو ہمیں چاہئے کہ اول' ہنڈرسن یا اسنوڈین کو لائڈ جارج اور چرچل کو شکست دینے میں مدد دیں (حتیٰ کہ یہ ٹھیک ہوگا کہ اول الذکر کو مجبور کردیں کہ وہ موخزالذکر کو شکست دے کیونکہ اول الذکر اپنی فتح سے ڈرتے ہیں!) دوسرے' مزدور طبقے کی اکثریت کو خود اپنے تجربے سے یہ یقین کرنے میں مدد دیں کہ ہماری بات سچ ہے یعنی یہ کہ ہنڈرسن اور اسنوڈین بالکل ناکارہ ہیں' ان کی فطرت پیٹی بورژوا اور غدارانہ ہے اور ان کا دیوالیہ پن ناگزیر ہے۔ تیسرے' ہمیں اس لمحے کو قریب لانا چاہئے جب ہنڈرسن والوں سے مزدوروں کی اکثریت کی ناامیدی کی بنیاد پر' کامیابی کے ٹھوس امکان کے ساتھ یہ ممکن ہوگا کہ ہنڈرسنوں کی حکومت کا تختہ فوراً الٹ دیا جائے جو کہیں زیادہ بدحواسی سے کروٹیں بدلے گی جبکہ انتہائی سمجھدار اور ٹھوس' پیٹی بورژوا نہیں بلکہ بڑی بورژوازی والا لائڈ جارج بھی کل چرچل سے'' تصادم'' اور آج ایسکویتھ سے'' تصادم'' کیوجہ سے قطعی بدحواسی کا اظہار کرتا ہے اور اپنے کو' اور ساری بورژوازی کو بھی' زیادہ سے زیادہ کمزور بناتا ہے۔

میں زیادہ ٹھوس طریقے سے یہ کہونگا۔ میری رائے میں برطانوی کمیونسٹوں کو اپنی چاروں پارٹیوں کو (جو سب کمزور ہیں اور بعض تو بہت ہی کمزور ہیں) تیسری انٹرنیشنل کے اصولوں اور پارلیمنٹ میں لازمی شرکت کی بنیاد پر واحد کمیونسٹ پارٹی میں متحد کرلینا چاہئے۔ کمیونسٹ پارٹی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کے سامنے یہ انتخابی سمجھوتہ پیش کرتی ہے: آؤ لائڈ جارج اور کنسرویٹیوں کے خلاف ملکر چلیں' پارلیمنٹ کی نشستیں ان ووٹوں کے حساب سے تقسیم کرلیں جو مزدو لیبر پارٹی یا کمیونسٹوں کیلئے دیں (الیکشن میں نہیں' بلکہ خاص ووٹنگ میں) اور ہم ایجی ٹیشن' پروپیگنڈا اور سیاسی سرگرمیوں کیلئے پوری آزادی کو برقرار رکھیں۔ آخری شرط کے بغیر دراصل بلاک میں نہ شامل ہونا چاہئے کیونکہ یہ غداری ہوگی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو بے نقاب کرنے کی آزادی کا' برطانوی کمیونسٹوں کو بالکل اسی طرح مطالبہ کرنا چاہئے اور اس کو حاصل کرنا چاہئے

جیسے اس کا مطالبہ روسی بالشویکوں نے (پندرہ سال' 17 1903 ء تک) روسی ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں یعنی منشویکوں کے سلسلے میں کیا تھا اور اس کو حاصل کیا تھا۔

اگر ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کو ان شرائط پر بلاک منظور ہو تو ہماری جیت ہے کیونکہ پارلیمنٹ کی نشستوں کی تعداد یوں بھی ہمارے لئے اہم نہیں ہے' ہم اس کیلئے نہیں دوڑیں گے۔ ہم اس بات میں جھک جائیں گے (اور ہنڈرسن والے اور ان کے نئے دوست یا ان کے نئے مالک - لبرل لوگ جو انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی میں شامل ہوئے ہیں اس کیلئے سب سے زیادہ دوڑتے ہیں)'۔ یہ ہماری جیت ہوگی کیونکہ ہم ایسے لمحے میں عوام میں اپنا ایجی ٹیشن کریں گے جب کہ لائڈ جارج نے خود ان کو ''اکسایا'' ہو اور ہم نہ صرف لیبر پارٹی کو جلد اپنی حکومت قائم کرنے میں مدد دینگے بلکہ عوام کو جلد ہمارا کمیونسٹ پروپیگنڈا سمجھنے میں بھی جو ہم ہنڈرسن والوں کے خلاف بلا کسی کانٹ چھانٹ' بلاکسی رورعایت کے کریں گے۔

اگر ہنڈرسن اور اسنوڈین ان شرائط پر ہمارے ساتھ بلاک بنانے کو مسترد کر دیتے ہیں تو ہماری اور بڑی جیت ہوگی کیونکہ ہم فوراً عوام کو دیکھا دینگے (دیکھئے کہ خالص منشویک اور بالکل موقع پرست انڈپنڈنٹ لیبر پاٹی میں بھی عوام سوویتوں کے حق میں ہیں) کہ ہنڈرسن والے سرمایہ داروں سے اپنی قربت کو مزدوروں کے اتحاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ عوام کے سامنے ہماری فوراً جیت ہوگی جو خصوصاً لائڈ جارج کی شاندار' بہت ہی سچی اور بہت ہی کارآمد (کمیونزم کیلئے) وضاحت کے بعد لائڈ جارج کے قدامت پرستوں کے ساتھ اتحاد کے خلاف تمام مزدوروں کے متحد ہونے کے حق میں ہو جائیں گے۔ ہماری فوراً جیت ہوگی کیونکہ ہم عوام کو دکھا دیں گے کہ ہنڈرسن اور اسنوڈین والے لائڈ جارج پر فتح حاصل کرنے سے ڈرتے ہیں' تنہا اقتدار ہاتھ میں لینے سے ڈرتے ہیں اور خفیہ طور پر لائڈ جارج کی حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو علانیہ لیبر پارٹی کے خلاف قدامت پرستوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے یہاں روس میں 27 فروری 1917 ء (پرانا کینڈر) کے

انقلاب کے بعد منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں (یعنی روسی ہنڈرسوں اور اسنوڈینوں) کے خلاف بالشویکوں کے پروپیگنڈے نے ٹھیک اسی طرح کی صورتحال سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ہم نے منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں سے کہا: سارے اقتدار کو بغیر بورژوازی کے سنبھالو کیونکہ سوویتوں میں تمہاری اکثریت ہے (جون 1917ء میں سوویتوں کی پہلی کانگریس میں بالشویکوں کے ووٹ صرف 13 فیصدی تھے)۔ لیکن ہنڈرسن اور اسنوڈین بغیر بورژوازی کے اقتدار سنبھالتے ہوئے ڈرے اور جب بورژوازی نے یہ اچھی طرح جانتے ہوئے آئین ساز اسمبلی کے الیکشن میں تاخیر کی کہ اس میں سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں * کو (ان دونوں نے ملکر ایک قریبی سیاسی بلاک بنایا جو عملی طور پر صرف پیٹی بورژوا جمہوریت کا نمائندہ تھا) اکثریت حاصل ہوگی تو سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں میں اتنا دم نہیں تھا کہ ان تاخیروں کے خلاف آخر تک لڑ سکیں۔

اگر ہنڈرسن اور اسنوڈین والے کمیونسٹوں کے ساتھ بلاک کو مسترد کرتے ہیں تو کمیونسٹوں کو فوراً عوام کی ہمدردی حاصل کرنے اور ہنڈرسن اور اسنوڈین والوں کو بدنام کرنے میں کامیابی ہوگی اور اگر ہم اس کی وجہ سے پارلیمنٹ کی کچھ نشستیں کھو بیٹھیں تو یہ ہمارے لئے بالکل اہم نہ ہوگا۔ ہم اپنے امیدوار صرف بہت ہی کم تعداد میں لیکن بالکل معتبر حلقوں میں کھڑے کرتے یعنی جہاں ہماری امیدواری لیبر پارٹی کے ممبروں کے خلاف لبرلوں کو کوئی نشست نہ دیتی۔ ہم انتخابی ایجی ٹیشن کرتے، کمیونزم کے حق میں اشتہار تقسیم کرتے اور ان تمام حلقوں میں، جہاں ہمارے امیدوار نہ ہوتے، یہ تجویز پیش کرتے کہ بورژوا لوگوں کے خلاف لیبر پارٹی کو ووٹ دیں۔ کامریڈ سیلویا پانکھرسٹ اور گلاخر اگر اسمیں کمیونزم کے ساتھ غداری یا سماجی غداروں کے خلاف جدوجہد سے انکار دیکھتے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں۔ اس کے برعکس، اس سے کمیونسٹ انقلاب کے کاز کو بلاشبہ فتح ہوتی۔

* نومبر 1917ء میں روس میں آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے نتائج جو تین

کروڑ ساٹھ لاکھ ووٹروں کی رائے پر مبنی تھے مندرجہ ذیل تھے: 25 فیصدی ووٹ بالشویکوں کیلئے' جاگیرداروں اور بورژوازی کی مختلف پارٹیوں کیلئے 13 فیصدی' پٹی بورژوا ڈیموکریسی یعنی سوشلسٹ انقلابیوں اور منشویکوں اور ان کی طرح کے چند گروپوں کیلئے 62 فیصدی۔

فی الحال برطانوی کمیونسٹوں کو عوام کے پاس جانے اور ان کو اپنی بات سنانے میں اکثر مشکل ہوتی ہے۔ اگر میں کمیونسٹ کی حیثیت سے یہ اعلان کروں کہ میں لائڈ جارج کے خلاف ہنڈرسن کو ووٹ دینے کی تجویز کرتا ہوں تو غالبًا لوگ میری بات سنیں گے۔ اور میں مقبول عام طریقے سے نہ صرف اس کی وضاحت کرسکوں گا کہ سوویتیں پارلیمنٹ سے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ چرچل کی ڈکٹیٹر شپ (بورژوا ''ڈیموکریسی'' کے سائن بورڈ سے ڈھکی ہوئی) سے کیوں بہتر ہیں بلکہ اسی طرح اس کی بھی کہ میں اپنے ووٹ کے ذریعہ ہنڈرسن کی حمایت ٹھیک ایسے کرنا چاہتا ہوں جیسے کوئی رسی پھانسی پر لٹکے ہوئے آدمی کی کرتی ہے'-- کہ ہنڈرسن کی قریب الوقوع حکومت کا قیام اسی طرح میرے سچ کو ثابت کردیگا' اسی طرح عوام کو میری طرف کھینچے گا' اسی طرح ہنڈرسنوں اور اسنوڈینوں کی سیاسی موت قریب لائے گا جیسے کہ روس اور جرمنی میں ان کے ہم خیالوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔

اگر مجھ پر یہ اعتراض کیا جائے جہ یہ طریقہء کار بہت زیادہ ''چالاکی'' کا یا پیچیدہ ہے' اس کو عوام نہ سمجھیں گے' وہ ہماری طاقتوں کو منقسم اور منتشر کریگا اور ان کو سوویت انقلاب پر مرکوز کرنے سے روکے گا وغیرہ' تو میں ''بائیں بازو'' کے معترضین کہ یہ جواب دونگا کہ اپنی نظریہ پرستی عوام پر مت تھوپو! غالبًا روس کے عوام برطانیہ کے لوگوں سے زیادہ نہیں بلکہ کم ہی مہذب ہیں اور پھر بھی عوام نے بالشویکوں کی بات سمجھی' بالشویکوں کو اس صورتحال نے روکا نہیں بلکہ ان کی مدد کی' کہ انہوں نے ستمبر 1917ء میں سوویت انقلاب سے قبل بورژوا پارلیمنٹ (آئین ساز اسمبلی) کیلئے اپنے امیدوار کھڑے کئے اور سوویت انقلاب کے ایک دن بعد نومبر 1917ء میں اسی آئین ساز

اسمبلی کا انتخاب کیا جس کو انہوں نے 5 جنوری 1918ء کو منتشر کر دیا تھا۔

میں یہاں برطانوی کمیونسٹوں کے درمیان دوسرے اختلاف کو نہیں لے سکتا جو یہ ہے کہ آیا لیبر پارٹی کے ساتھ متحد ہونا چاہئے یا نہیں۔ اس سوال سے متعلق میرے پاس بہت کم مواد ہے جو برطانوی ''لیبر پارٹی'' کے غیر معمولی طور پر انوکھے ہونے کی وجہ سے خاص طور سے پیچیدہ ہے، یہ پارٹی اپنی ساخت کے لحاظ سے براعظم یورپ کی عام سیاسی پارٹیوں سے ذرا بھی مشابہہ نہیں ہے۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ اول، اس سوال میں بھی وہ لوگ غلطی کریںگے جو انقلابی پرولتاریہ کے طریقہء کار کو ایسے اصولوں سے اخذ کرنا چاہتے ہیں جیسے ''کمیونسٹ پارٹی کو اپنا نظریہ خالص اور اپنی آزادی کو اصلاح پرستی سے بے داغ رکھنا چاہیے، اس کا مشن آگے بڑھنا ہے، ٹھہرنا اور راستے سے ہٹنا نہیں ہے، کمیونسٹ انقلاب کے راستے پر سیدھے جانا ہے''۔ کیونکہ ایسے اصول محض فرانسیسی بلانکیسٹ کیوناروں کی غلطی کا اعادہ ہیں جنھوں نے 1874ء میں ہر طرح کے سمجھوتوں اور ہر طرح کی درمیانی منزلوں کی ''تردید'' کی تھی۔ دوسرے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ کی طرح یہاں بھی فریضہ یہ ہے کہ کمیونزم کے عام اور بنیادی اصولوں کو طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات کے اس انوکھے پن کا جائزہ لینے کے لیے استعمال کیا جائے، کمیونزم کی طرف معروضی ترقی کے اس انوکھے پن کے لیے جو ہر ایک ملک میں مختلف ہے اور جس کو معلوم کرنے، تلاش کرنے اور بھانپنے کی ضرورت ہے۔

لیکن اس کے بارے میں محض برطانوی کمیونزم کے تعلق سے بحث نہ ہونی چاہیے بلکہ ان عام نتائج سے جن کا تعلق تمام سرمایہ دار ملکوں میں کمیونزم کی ترقی سے ہے۔ اب ہم اس موضوع کی طرف آ رہے ہیں۔

(10)
بعض نتائج

1905ء کے روسی بورژوا انقلاب نے تاریخ عالم میں ایک بہت ہی انوکھے موڑ کا انکشاف کیا۔ ایک انتہائی پسماندہ سرمایہ دار ملک میں دنیا میں پہلی بار ہڑتالی تحریک نے بے نظیر وسعت اور طاقت اختیار کر لی۔ 1905ء کے صرف پہلے مہینے میں ہڑتالیوں کی تعداد پہلے پچھلے دس سال (1904ء-1895ء) کی سالانہ اوسط کے مقابلے میں دس گنی تھی۔ جنوری سے اکتوبر 1905ء تک ہڑتالیں متواتر بڑھتی اور وسعت اختیار کرتی گئیں۔ پسماندہ روس نے، متعدد بالکل انوکھے تاریخی حالات کے زیر اثر، پہلی بار دنیا کو انقلاب کے وقت (یہ تمام عظیم انقلابوں میں ہوا) کچلے ہوئے عوام کے خودمختارانہ اقدامات میں نہ صرف ناہموار اضافے کا مظاہرہ کیا بلکہ یہ بھی کہ پرولتاریہ کی اہمیت بمقابلہ آبادی میں اس کی نسبت کے بے حد زیادہ ہے، معاشی اور سیاسی ہڑتالوں میں اتحاد ہے جبکہ موخرالذکر مسلح بغاوت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور سوویتوں کا وجود ہوتا ہے جو سرمایہ داری کے ظلم کے شکار طبقوں کی عوامی جدوجہد اور عوامی تنظیم کی نئی صورت ہیں۔

فروری اور اکتوبر 1917ء کے انقلابوں نے سوویتوں کو قومی پیمانے پر ہمہ رخی ترقی دی اور پرولتاری سوشلسٹ انقلاب میں ان کو فتح تک پہنچایا۔ اور دو سال سے بھی کم میں سوویتوں کے بین الاقوامی کردار، عالمی مزدور تحریک میں جدوجہد اور تنظیم کی اس صورت کے رواج اور سوویتوں کے بورژوا پارلیمانیت اور عام طور پر بورژوا جمہوریت کے گورکن، وارث اور جانشین ہونے کے تاریخی مشن کا اظہار ہو گیا۔

بس اتنا ہی نہیں۔ اس وقت مزدور تحریک کی تاریخ دکھاتی ہے کہ تمام ملکوں میں اس کو ابھرتے، مضبوط ہوتے اور فتح کی طرف جاتے ہوئے کمیونزم کی اس جدوجہد سے گذرنا ہے (اور اس نے گذرنا شروع کر دیا ہے) جو سب سے پہلے اور خاص طور سے

اپنے (ہر ملک کیلئے) ''منشویکوں''، یعنی موقع پرستوں اور سوشل شاونسٹوں کے خلاف ہوگی، دوسرے، یوں کہنا چاہیے ضمنی طور پر، ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کے خلاف ہوگی۔ پہلی جدوجہد تمام ملکوں میں بلا واحد استثنا کے، دوسری (جواب واقعتاً مرچکی ہے) اور تیسری انٹرنیشنلوں کے درمیان جدوجہد کی صورت میں تھی۔ دوسری جدوجہد جرمنی، برطانیہ، اٹلی اور امریکہ میں (بہر نوع ''عالمی صنعتی مزدوروں'' اور انارکو سینڈیکیٹ والوں کا ایک خاص حصہ تقریباً عام طور پر، تقریباً بلاتفریق سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ بائیں بازو کے کمیونزم کی غلطیوں کو بجا قرار دیتا ہے) اور فرانس میں (سابق سینڈیکیٹ والوں کے ایک حصے کا رویہ سیاسی پارٹی اور پارلیمانیت کی طرف، اور یہاں بھی سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ) دیکھی جاسکتی ہے یعنی بلا شبہ نہ صرف بین الاقوامی پیمانے پر بلکہ عالمی پیمانے پر۔

لیکن درحقیقت ہر جگہ، بورژوازی پر فتح پانے کیلئے تیاری کے ایک ہی قسم کے اسکول سے گذرتے ہوئے، ہر ملک کی مزدور تحریک اس ترقی کے کام کو اپنے طریقے سے کر رہی ہے۔ بڑے اور ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک اس راستے کو کہیں زیادہ تیزی سے طے کر رہے ہیں بمقابلہ بالشویزم کے جس نے تاریخ سے منظم سیاسی رجحان کی حیثیت سے فتح کی تیاری کیلئے پندرہ سال پائے۔ تیسری انٹرنیشنل نے ایک سال جیسی مختصر مدت میں فیصلہ کن فتح حاصل کر لی، دوسری زرد، سوشل شاونسٹ انٹرنیشنل کو توڑ دیا جو چند مہینے پہلے تک تیسری انٹرنیشنل کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھی، مضبوط اور زبردست معلوم ہوتی تھی اور اس کو عالمی بورژوازی کی ہمہ گیر -- براہ راست اور بالواسطہ، مادی (وزارتی عہدے، پاسپورٹ اور پریس) اور نظریاتی امداد حاصل تھی۔

اس وقت سارا کام یہ ہے کہ ہر ملک کے کمیونسٹ پورے شعور کے ساتھ موقع پرستی اور ''بائیں بازو'' کی اصول پرستی کے خلاف جدوجہد کے بنیادی اور بااصول فریضوں کو پیش نظر رکھیں اور ان ٹھوس خصوصیات کو بھی جو ہر ملک میں یہ جدوجہد اختیار کرتی ہے اور اس کو لازمی طور پر اختیار کرنا چاہئے، اپنی معیشت، سیاست، تہذیب، اپنی قومی ساخت

(آئرلینڈ وغیرہ)' اپنی نوآبادیوں' اپنی مذہبی تقسیم وغیرہ وغیرہ کے انوکھے کردار کے مطابق۔ دوسری انٹرنیشنل کے خلاف بے اطمینانی ہر جگہ محسوس کی جارہی ہے اور پھیل کر بڑھ رہی ہے جس کی وجہ اس کی موقع پرستی' ایک واقعی مرکوز اور واقعی رہنمائی کرنے والا ایسا مرکز قائم کرنے میں اسکی نااہلی یا عدم صلاحیت ہے جو عالمی سوویت ریپلک کیلئے انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد میں بین الاقوامی طریقہء کار کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس بات کو صاف طور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کے رہنما مرکز کو جدوجہد کے ڈھلے ڈھلائے' بے سمجھے بوجھے' ہموار اور یکساں طریقہء کار کے قواعد کی بنا پر نہیں بنایا جا سکتا۔ جب تک قوموں اور ملکوں کے درمیان قومی اور ریاستی فرق ہیں--اور یہ فرق بہت مدت تک رہیں گے حتی کہ عالمی پیمانے پر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے قیام کے بعد بھی -- تمام ملکوں کی کمیونسٹ مزدور تحریک کے بین الاقوامی طریقہء کار کے اتحاد کا تقاضہ تنوع کو ختم کرنا یا قومی فرق کا صفایا کرنا نہیں ہے (یہ اس وقت خواب گراں ہے) بلکہ کمیونزم کے بنیادی اصولوں کا ایسا استعمال ہے (سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ) جو ٹھیک طور سے ان اصولوں کو بعض تفصیلات میں بدلے گا' ان کو صحیح طور سے اپنائے گا اور ان کو قومی اور قومی ریاستی اختلاف میں استعمال کریگا۔ اس قومی خصوصیت اور قومی انوکھے پن کے بارے میں تحقیقات کرنا' مطالعہ کرنا' تلاش کرنا' پیش گوئی کرنا اور سمجھنا' جو ہر ملک واحد بین الاقوامی فریضے کو حل کرنے کے ٹھوس طریقوں (مزدور تحریک کے اندر موقع پرستوں اور بائیں بازو کی اصول پرستی پر فتح حاصل کرنے' بورژوازی کا تختہ الٹنے' سوویت ریپلک اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے) میں رکھتا ہے' یہی وہ خاص فریضہ ہے جو تمام ترقی یافتہ (اور صرف ترقی یافتہ ہی نہیں) ملکوں کے سامنے اس تاریخی لمحے میں ہے۔ سب کچھ واقعی ابھی تکمیل سے بہت دور ہے لیکن خاص فریضہ یعنی مزدور طبقے کے ہراول کو اپنا طرفدار بنانے' پارلیمانیت کے خلاف سوویت اقتدار کی طرف اس کے آنے' بورژوا ڈیموکریسی کے خلاف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی طرف اس کے آنے کا فریضہ پورا کیا گیا ہے۔ اب

ضرورت ہے کہ ساری طاقت' ساری توجہ دوسرے قدم پر مرکوز کر دی جائے' جو معروف نقطہ نظر سے واقعی کم بنیادی معلوم ہوتا ہے لیکن جو اس کے باوجود حقیقت میں فریضے کے عملی حل کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے' یعنی پرولتاری انقلاب تک عبور یا پہنچنے کی صورتوں کی تلاش پر۔

پرولتاری ہراول کو نظریاتی طور پر جیت لیا گیا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔اس کے بغیر فتح کی طرف پہلا قدم بھی اٹھانا ناممکن ہے۔لیکن ابھی اس سے فتح کافی دور ہے۔ صرف ہراول سے ہی فتح حاصل کرنا ممکن نہیں۔محض ہراول کو تن تنہا فیصلہ کن لڑائی میں جھونک دینا جبکہ پورے طبقے نے' جبکہ وسیع پیمانے پر عوام نے ابھی ہراول براہ راست حمایت کی یا کم از کم اس کی طرف ہمدردانہ غیر جانبداری کی اور اس کے دشمن کی پوری عدم حمایت کی پوزیشن نہ لی ہو' نہ صرف حماقت ہوگی اور بلکہ جرم بھی ہوگا۔اور اس کیلئے کہ واقعی سارا طبقہ' کہ واقعی محنت کشوں اور سرمایہ کے کچلے ہوئے لوگوں کی کثیر تعداد اس پوزیشن تک آئے' محض پروپیگنڈا' محض ایجی ٹیشن کافی نہیں ہے۔اس کیلئے ان عوام کو خود اپنے سیاسی تجربے کی ضرورت ہے۔تمام عظیم انقلابوں کا یہی بنیادی قانون ہے جس کی تصدیق نہ صرف روس میں زبردست طاقت اور وضاحت کے ساتھ ہوئی ہے بلکہ جرمنی میں بھی ہوئی ہے۔نہ صرف روس کے غیر مہذب اور اکثر ناخواندہ عوام کو بلکہ جرمنی کے اعلیٰ مہذب اور عام طور پر پڑھے لکھے عوام کو بھی بورژوازی کے سامنے انتہائی کمزوری' انتہائی بے آبروئی' انتہائی لاچاری اور انتہائی کاسہ لیسی اور دوسری انٹرنیشنل کے بانکے سرداروں کی حکومت کی انتہائی کمینگی' حد سے زیادہ رجعت پرستوں (روس میں کورنیلوف اور جرمنی میں کاپ اینڈ کمپنی (52)) کی ڈکٹیٹرشپ کی ناگزیریت کی آزمائش سے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے واحد بدل کی حیثیت سے گذرنا پڑا تاکہ وہ اٹل طور پر کمیونزم کی طرف آئیں۔

بین الاقوامی مزدور تحریک میں باشعور ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹیوں' گروہوں اور رجحانوں کا فوری فریضہ ان کی یہ صلاحیت ہے کہ وہ وسیع پیمانے پر عوام کو (جو ابھی تک

زیادہ تر خفتہ، بے عمل، ڈھرے پر چلنے والے، جامد اور غیر بیدار ہیں) ان کی اس نئی پوزیشن تک لے آئیں یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہ صرف اپنی پارٹی کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہوں بلکہ ان عوام کی رہنمائی کی بھی جبکہ وہ اس نئی پوزیشن تک جائیں یا عبور کریں۔اگر پہلا تاریخی فریضہ (پرولتاریہ کے باشعور ہراول کو سوویت اقتدار اور مزدور طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کی طرف لانا) موقع پرستی اور سوشل شاونزم پر مکمل نظریاتی اور سیاسی فتح پائے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں تھا تو دوسرا فریضہ جواب فوری بن گیا ہے اور عوام کو اس نئی پوزیشن تک لانے کی صلاحیت پر مشتمل ہے، جو انقلاب میں ہراول کی فتح کی ضامن ہوگی'-- اس فوری فریضے کو بائیں بازو کی اصول پرستی ختم کئے بغیر، اس کی غلطیوں کو بالکل دور کئے بغیر اور ان سے نجات حاصل کئے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک یہ بات تھی (اور جس حد تک ابھی یہ بات ہے) کہ پرولتاریہ کے ہراول کو کمیونزم کی طرف کھینچا جائے تو ابھی تک پروپیگنڈے کو اولیں جگہ حاصل تھی اور اب بھی ہے۔حتی کہ حلقے بھی اپنے محدود ہونے کی تمام کمزوریوں کے باوجود مفید اور کارآمد نتائج کے حامل ہیں۔ جب عوام کی عملی سرگرمیوں کی بات ہوتی ہے، لاکھوں کی فوج کی تقسیم و ترتیب کی، اگر اس کو اس طرح کہاں جا سکے، آخری اور فیصلہ کن لڑائی کیلئے کسی سماج میں تمام طبقاتی طاقتوں کی صف آرائی کی بات ہوتی ہے، اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے، آخری فیصلہ کن لڑائی کیلئے کسی سماج میں تمام طبقاتی صف آرائی کی بات ہوتی ہے اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے، محض ''خالص'' کمیونزم کی حقیقتوں کو دھرانے سے کام نہیں چلتا۔ یہاں ہزاروں تک کی گنتی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ کوئی پرچارک ایسے چھوٹے گروہ کا ممبر گنتی کرتا ہے جو ابھی تک عوام کا رہنما نہیں تھا بلکہ یہاں لاکھوں اور کروڑوں کا شمار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں اپنے آپ سے نہ صرف یہ سوال کرنے ضرورت ہے کہ آیا ہم نے انقلابی طبقے کے ہراول کی یقین دہانی کی ہے، بلکہ اس کے بارے میں بھی کہ آیا تمام طبقوں کی تاریخی طور پر سرگرم طاقتوں کی صف آرائی ہوگئی ہے، قطعی طور پر بلا استثنا کسی سماج کے تمام طبقوں کی اس

طرح کی صف آرائی جیسے فیصلہ کن لڑائی بالکل پختہ ہو چکی ہو' اسی طرح کہ (1) تمام طبقاتی طاقتیں جو ہماری دشمن ہیں کافی الجھی ہوئی ہوں' ایک دوسرے سے کافی لڑ جھگڑ رہی ہوں اور انہوں نے اس لڑائی میں اپنے کو کافی کمزور کر لیا ہو جوان کی طاقت سے باہر ہے' کہ (2) تمام مذبذب' ڈگمگانے والے اور درمیانی عناصر یعنی پیٹی بورژوازی' بورژوازی سے الگ پیٹی بورژوا ڈیموکریسی نے عوام کے سامنے اپنے کو کافی بے نقاب کر لیا ہو اور علمی دیوالیہ پن سے اپنے کو کافی بدنام کر لیا ہو' کہ (3) پرولتاریہ میں بورزژوازی کے خلاف انتہائی باعزم' بے نظیر جرات والے انقلابی عمل کیلئے بڑے پیمانے پر جذبہ پیدا ہو گیا ہو اور مضبوطی سے ابھرنے لگا ہو۔ ہاں' تبھی انقلاب پختہ ہوگا' تبھی ہماری فتح ہوگی' اگر ہم نے مختصر طور پر اوپر دئے ہوئے حالات کو اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہو اور صحیح لمحے کا انتخاب کیا ہو تو ہماری فتح کی ضمانت ہے۔

چرچل اور لائڈ جارج (اس قسم کے سیاست داں ہر ملک میں تھوڑے قومی فرق کے ساتھ پائے جاتے ہیں) کے درمیان اختلافات ایک طرف ہنڈرسن اور لائڈ جارج کے درمیان دوسری طرف' خالص (یعنی مجرد) کمیونزم یعنی ایسی کمیونزم کے نقطہ نظر سے قطعی غیر اہم ہیں جو عملی' عوامی' سیاسی اقدام کیلئے پختہ نہیں ہوئی ہے۔لیکن عوام کے اس عملی اقدام کے نقطہ نظر سے یہ اختلافات بہت اہم ہیں۔ان اختلافات کا اچھی طرح لحاظ کرنا اور اس لمحے کا تعین کرنا جب ان ''دوستوں'' کے درمیان ناگزیر تصادم' جو مجموعی طور پر تمام ''دوستوں'' کو کمزور اور بے طاقت بناتا ہے' پوری طرح پختہ ہو جاتا ہے-- یہ ہے ان کمیونسٹوں کا سارا مقصد' سارا فریضہ جو محض باشعور' بایقین نظریاتی پروپیگنڈا کرنے والے ہی نہیں بلکہ انقلاب میں عوام کے عملی رہنما بھی ہونا چاہتے ہیں۔ضرورت ہے کہ کمیونزم کے خیالات سے انتہائی وفاداری کو تمام ضروری عملی سمجھوتوں' چالوں' صلح جوئی' خم و پیچ اور پسپائی وغیرہ سے مربوط کرنے کی صلاحیت ہو تا کہ ہنڈرسن والوں (دوسری انٹرنیشنل کے ہیروؤں کے' اگر ہم پیٹی ڈیموکریسی کے ان نمائندوں کا الگ الگ نام نہ گنائیں جو اپنے کو سوشلسٹ کہتے ہیں) کے سیاسی اقتدار کو

جلد وجود میں لا کر اس کو ختم کیا جا سکے، عملی طور پر ان کے ناگزیر دیوالیہ پن میں تعجیل کی جا سکے جو عوام کو ہمارے جذبے سے، کمیونزم کے حق میں منور کر دیگا۔ ضرورت ہے کہ ہنڈرسنوں، لائڈ جارجوں اور چرچلوں (منشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں، آئینی ڈیمو کریٹوں، شاہ پرستوں، شیڈ مانوں، بورژوازی اور کاپوں وغیرہ) کے درمیان ناگزیر اختلافات، جھگڑوں، تصادم اور مکمل نفاق میں تعجیل کی جا سکے اور ''مقدس ذاتی ملکیت کے'' ان تمام ''ستونوں'' کے درمیان انتہائی نفاق کے ایسے لمحے کو ٹھیک سے چنا جا سکے تا کہ پرولتاریہ کا اٹل دھاوا ان سب کو توڑ پھوڑ دے اور سیاسی اقتدار جیت لے۔

تاریخ عام طور پر اور انقلابوں کی تاریخ خاص طور پر، ہمیشہ اپنے مواد کے لحاظ سے زیادہ دولت مند، زیادہ نوع بنوع، زیادہ رخوں والی، زیادہ جاندار، زیادہ ''پرفطرت'' ہوتی ہے بمقابلہ اس کے جس کا تصور بہترین پارٹیاں اور انتہائی اگوا کار طبقوں کے بہت باشعور ہراول کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ بہترین ہراول لاکھوں لوگوں کے شعور، قوت ارادی، جذبات اور تصورات کا اظہار کرتے ہیں اور انسانیت کی تمام صلاحیتوں کے مخصوص ابھار اور تناؤ کے لمحات میں انقلابوں کی تکمیل ان کروڑوں آدمیوں کے شعور، قوت ارادی، جذبات اور تصورات سے ہوتی ہے جن کے لئے طبقات کی شدید ترین جدوجہد تازیانے کا کام کرتی ہے۔ یہاں سے دو بہت ہی اہم عملی نتائج برآمد ہوتے ہیں: اول یہ کہ انقلابی طبقے کو اپنے فریضے کی تکمیل کیلئے سماجی سرگرمی کی تمام صورتوں یا پہلوؤں پر بلا استثنا قابو ہونا چاہئے (سیاسی اقتدار کو جیتنے کے بعد اس کی تکمیل کرنا، اکثر بڑی جوکھم یا بڑے خطرے کے ساتھ، جو اس نے اس فتح تک نہیں کیا تھا۔) دوسرے، انقلابی طبقے کو اس کیلئے تیار رہنا چاہئے کہ ان صورتوں کی ایک دوسرے میں تبدیلی بہت ہی تیز اور غیر متوقع ہوگی۔

ہر ایک اس بات سے اتفاق کریگا کہ اس فوج کو میدان جنگ میں اتارنا حماقت بلکہ جرم ہے جو ان تمام قسم کے اسلحہ جات اور جنگ کے ان تمام ذرائع اور طریقوں میں مہارت نہیں رکھتی جو دشمن رکھتا ہے یا اسکے پاس ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات جنگی

کاروائی سے کہیں زیادہ سیاست سے تعلق رکھتی ہے۔ سیاست میں پہلے سے یہ بات اور کم جانی جاسکتی ہے کہ جدوجہد کے کون سے ذرائع آئندہ آنے والے حالات میں ہمارے لئے قابل استعمال اور کارآمد ہوں گے۔ جدوجہد کے تمام ذرائع نہ رکھتے ہوئے ہمیں زبردست اور کبھی کبھی فیصلہ کن شکست بھی ہوسکتی ہے اگر دوسرے طبقوں کی پوزیشن میں ہماری مرضی پر انحصار نہ رکھنے والی تبدیلیاں سرگرمیوں کی ایسی صورت سے ہمیں دوچار کردیں جن میں ہم خاص طور سے کمزور ہوں۔ جدوجہد کے تمام ذرائع سے لیس ہوتے ہوئے ہم یقیناً فتح حاصل کرینگے کیونکہ ہم واقعی اگوا کار، واقعی انقلابی طبقے کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں، چاہے حالات ہمیں ان اسلحہ کے استعمال کی اجازت نہ دیں جو دشمن کیلئے زیادہ خطرناک ہیں، اسلحہ جو انتہائی تیزی سے مہلک ضرب لگا سکتے ہیں۔ ناتجربہ کار انقلابی اکثر سوچتے ہیں کہ جدوجہد کے قانونی ذرائع موقع پرستانہ ہیں کیونکہ بورژوازی نے اس میدان میں خاص طور سے اکثر (زیادہ تر ''پرامن'' زمانے میں نہ کہ انقلاب کے زمانے میں) مزدوروں کو دھوکہ دیا اور بیوقوف بنایا ہے، لیکن جدوجہد کے غیر قانونی ذرائع انقلابی ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ پارٹیاں اور لیڈر موقع پرست اور مزدور طبقے سے غداری کرنے والے ہیں جو یہ صلاحیت یا خواہش نہیں رکھتے (نہ کہو: نہیں کرسکتا، کہو: نہیں چاہتا) کہ ایسے حالات میں جدوجہد کے غیر قانونی ذرائع استعمال کریں مثلاً 18-1914ء کی سامراجی جنگ کے زمانے میں، جب انتہائی آزاد جمہوری ملکوں کی بورژوازی نے جنگ کی قزاقانہ نوعیت کے بارے میں منہ کھولنے کی ممانعت کر کے بینظیر بےشرمی اور خونخواری سے مزدوروں کو دھوکہ دیا۔ لیکن وہ انقلابی جو جدوجہد کی غیر قانونی صورتوں کو تمام قانونی صورتوں سے متحد نہیں کرسکتے بہت ہی برے انقلابی ہوتے ہیں۔ اس وقت انقلابی ہونا مشکل نہیں ہے جب کہ انقلاب پھٹ کر شعلہ ور ہوچکا ہو، جب ہر ایک انقلاب کی طرف کھنچتا ہے محض دلکشی، فیشن یا اکثر ذاتی کیریر کے مفادات کے خیال سے۔ فتح کے بعد ایسے نقلی انقلابیوں سے ''نجات'' پانا پرولتاریہ کیلئے بہت ہی مشکل اور بہت ہی جاں گسل ہوگا۔

ایسے وقت میں انقلابی ہونا کہیں زیادہ مشکل اور کہیں زیادہ بیش بہا ہے جب کہ براہ راست، علانیہ، حقیقی طور پر عوامی اور واقعی انقلابی جدوجہد کیلئے ابھی حالات نہ ہوں، جبکہ غیر انقلابی اداروں میں انقلاب کے مفادات کی وکالت کرنا ہے (پروپیگنڈے، ایجی ٹیشن اور تنظیم کے کام کے ذریعہ) غیر قانونی اور اکثر براہ راست رجعت پرست اداروں میں، غیر انقلابی ماحول میں، ایسے عوام میں جو اقدام کے انقلابی طریقوں کی ضرورت کو فوراً نہ سمجھ سکتے ہوں۔ واقعات کے اس ٹھوس راستے یا خاص موڑ کو تلاش کرنے ٹٹولنے اور اس کا ٹھیک سے تعین کرنے کی صلاحیت رکھنا جو عوام کو حقیقی، فیصلہ کن، مختتم، عظیم انقلابی جدوجہد تک لے جائے گا -- یہ ہے مغربی یورپ اور امریکہ کے موجودہ کمیونزم کا خاص فریضہ۔

برطانیہ ایک مثال ہے۔ ہم نہیں جانتے اور کوئی بھی پہلے سے اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ وہاں کتنی جلد حقیقی پرولتاری انقلاب کا شعلہ بھڑک اٹھے گا اور کون سا سبب سب سے زیادہ ان وسیع عوام کو جو ابھی سو رہے ہیں بیدار و مشتعل کرنے اور جدوجہد میں آگے بڑھانے کا باعث ہوگا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی تیاری کا سارا کام اس طرح کریں کہ چاروں پیروں کی نعل بندی رہے (جیسا کہ متوفی پلیخانوف کہا کرتے تھے جب وہ مارکسسٹ اور انقلابی تھے)۔ یہ ممکن ہے کہ کسی پارلیمانی بحران سے ''شگاف پڑ جائے''، ''برف ٹوٹ جائے''، ممکن ہے کسی ایسے بحران سے جو بری طرح الجھے ہوئے نوآبادیاتی اور سامراجی تضادوں سے پیدا ہوا ہے اور جو بہت ہی تکلیف دہ اور شدید ہوتے جا رہے ہیں، یا ممکن ہے کسی تیسری وجہ سے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس سبب کے بارے میں نہیں کہہ رہے ہیں کہ کیسی جدوجہد برطانیہ میں پرولتاری انقلاب کی قسمت کا فیصلہ کریگی (اس سوال کے بارے میں کسی کمیونسٹ کو کوئی شبہ نہیں ہے، یہ سوال ہم سب کیلئے طے شدہ ہے اور مضبوطی کے ساتھ طے شدہ ہے)۔ ہم اس سبب کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو فی الحال سوتے ہوئے پرولتاریہ کو بیدار کردیگا اور ان کو حرکت میں لا کر انقلاب سے دوچار کریگا۔ ہم یہ نہ بھولیں گے کہ مثال کیلئے فرانسیسی بورژوا ریپلک

میں‘ ایسے حالات میں جو قومی اور بین الاقوامی دونوں نقطہ نظر سے سوگنا کم انقلابی تھے بمقابلہ اس کے جتنے آج ہیں‘ ایسا ’’غیر متوقع‘‘ اور ’’معمولی‘‘ سبب جو رجعت پرست جنگ بازوں کے ہزاروں بے ایمانی کے کاموں میں سے ایک تھا (درائی فوس کا مقدمہ) لوگوں کو خانہ جنگی کی حدتک لانے کیلئے کافی ثابت ہوا۔

برطانیہ میں کمیونسٹوں کو چاہیے کہ وہ متواتر‘ مستحکم اور اٹل طور پر پارلیمانی انتخابات کو اور برطانوی حکومت کی آئرلینڈ کے اور نوآبادیاتی اور عالمی سامراجی پالیسی کے نشیب وفراز کو اور سماجی زندگی کے تمام دوسرے منطقوں‘ شعبوں اور پہلوؤں کو بھی استعمال کریں اور ان سب میں نئے طریقے سے کام کریں‘ کمیونسٹ طریقے سے‘ دوسری انٹرنیشنل کے نہیں بلکہ تیسری انٹرنیشنل کے جذبے سے کام کریں۔ میرے پاس نہ تو یہاں وقت ہے اور نہ جگہ ہے کہ میں پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی جدوجہد کے ’’روسی‘‘ اور ’’بالشویک‘‘ طریقوں کے بارے میں لکھوں‘ لیکن غیر ملکی کمیونسٹوں کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ مغربی یورپ کی عام پارلیمانی مہموں سے مختلف تھے۔ اس سے اکثر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے: ’’ارے‘ یہ تو روس میں ہوا اور ہمارے ملک میں پارلیمانیت مختلف ہے‘‘۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے۔ دنیا میں کمیونسٹوں کا‘ تمام ملکوں میں تیسری انٹرنیشنل کے حامیوں کا وجود ہی اس لئے ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور ساری لائن میں پرانے سوشلسٹ‘ ٹریڈ یونین‘ سینڈیکیٹ اور پارلیمانیت کے کام کو نئے کمیونسٹ کام میں تبدیل کر دیں۔ ہمارے یہاں بھی انتخابات میں موقع پرستانہ‘ خالص بورژوا‘ کاروباری ‘فریب کارانہ اور سرمایہ دارانہ حرکتیں ہمیشہ اور بہت کافی ہوتی رہی ہیں۔ مغربی یورپ اور امریکہ کے کمیونسٹوں کو نئی‘ غیر معمولی‘ غیر موقع پرست اور منصب وجاہ کی ہوس سے پاک پارلیمانیت قائم کرنا سیکھنا چاہئے۔ کمیونسٹ پارٹی کو اپنے نعرے دینا چاہئے‘ حقیقی پرولتاریہ کو غیر منظم اور انتہائی کچلے ہوئے غریبوں کی مدد سے اشتہار تقسیم کرنا اور پھیلانا چاہئے‘ مزدوروں کے فلیٹوں اور دیہی پرولتاریہ کی جھونپڑیوں اور دورافتادہ دیہاتوں (خوش قسمتی سے یورپ میں ہمارے یہاں کے مقابلے میں دورافتادہ گاؤں بہت ہی کم

ہیں اور برطانیہ میں تو بالکل کم ہیں) کو جانا چاہئے' ان کو انتہائی معمولی لوگوں کے طعام خانوں کو جانا چاہئے' انتہائی معمولی لوگوں کی یونینوں' انجمنوں' اتفاقی جلسوں میں گھسنا چاہئے اور عوام سے بات چیت کرنا چاہئے لیکن عالمانہ انداز میں نہیں (اور نہ بہت پارلیمانہ طریقے سے)' ان کو پارلیمنٹ میں ''نشستیں'' حاصل کرنے کے لیے دوڑ دھوپ نہ کرنا چاہیے بلکہ ہر جگہ خیالات کو اکسانا' عوام کو اپنی طرف کھینچنا' بورژوازی کے الفاظ کی گرفت کرنا' اس کی قائم کی ہوئی مشینری اور منعقد کیے انتخابات' سارے عوام سے کی ہوئی اس کی اپیلوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے' عوام کو بالشویزم سے اس طرح متعارف کرانا چاہیے جیسا کہ انتخابات سے علحدہ صورت حال میں (بڑی بڑی ہڑتالوں کو یہاں شمار نہ کیجئے' جب کہ روس میں کل قومی ایجی ٹیشن کی اسی طرح کی مشینری نے کہیں زیادہ زوروں پر کام کیا تھا) کبھی ممکن نہیں ہوا تھا (بورژوازی کی حکومت میں)۔ مغربی یورپ اور امریکہ میں اس کو کرنا بہت مشکل ہے' بہت ہی مشکل ہے لیکن اس کو کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہیے کیونکہ بغیر کاوش کے کمیونزم کے فریضے پورے کرنا ممکن نہیں ہے۔ عملی فریضوں کو پورا کرنے کے لیے محنت کرنی چاہیے جو زیادہ سے زیادہ نوع بنوع' زیادہ سے زیادہ سماجی زندگی کی تمام شاخوں سے مربوط ہوتے جاتے ہیں اور بورژوازی سے یکے بعد دیگرے زیادہ سے زیادہ شاخیں جیت رہے ہیں۔

اسی برطانیہ میں ضرورت ہے کہ فوج میں ان قومیتوں کے درمیان جو ''اپنی'' ریاست کے ہاتھوں (آئرلینڈ اور نوآبادیات) کچلی ہوئی ہیں اور پورے حقوق نہیں رکھتیں' پروپیگنڈا' ایجی ٹیشن اور تنظیم کا کام نئے ڈھنگ سے (سوشلسٹ نہیں بلکہ کمیونسٹ طریقے سے' اصلاح پرست نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے) کیا جائے۔ کیونکہ سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے سامراج کے دور میں عام طور پر اور اب اس جنگ کے بعد جس نے لوگوں پر اتنے ستم ڈھائے ہیں اور لوگوں کی آنکھیں سچ کو دیکھنے کیلئے تیزی سے کھول دی ہیں (یعنی یہ کہ کروڑوں آدمی مارے گئے اور اپاہج ہوگئے محض یہ مسئلہ طے کرنے کیلئے کہ آیا برطانوی یا جرمن درندے زیادہ ملکوں کو لوٹیں گے)- سماجی زندگی کے یہ تمام شعبے

تصادموں، بحرانوں اور طبقاتی جدو جہد کو تیز کرنے کیلئے بہت آتش گیر مادہ اور بہت سے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے اور نہیں جان سکتے کہ کونسی چنگاری، ان بے شمار چنگاریوں میں سے جو عالمی معاشی اور سیاسی بحران کے زیر اثر سارے ملکوں میں اڑ رہی ہیں عوام کو خاص طور سے بیدار کرنے کے معنی میں بھڑک کر شعلہ بن جائے گی۔ اور اسی لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نئے کمیونسٹ اصولوں کے ساتھ سب کو اور ہر ایک کو، حتی کہ زیادہ سے زیادہ پرانے، فرسودہ اور بظاہر مایوس کن شعبوں کی ''تشکیل نو'' کریں کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے فریضے نہیں پورے کرسکیں گے، ہمہ گیر نہ ہوں گے، ہمارے پاس ہر طرح کے اسلحہ نہ ہوں گے، نہ تو بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کیلئے تیار ہوں گے (جس نے بورژوا ڈھنگ سے سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں کی تعمیر کی تھی اور اب ان کو منتشر کر دیا ہے) اور نہ ساری زندگی کی اس کمیونسٹ تنظیم نو کیلئے جو اس فتح کے بعد ہو گی۔

روس میں پرولتاری انقلاب اور بین الاقوامی پیمانے پر اس کی فتوحات کے بعد جو بورژوازی اور کوتاہ بینوں کیلئے غیر متوقع تھیں ساری دنیا مختلف ہو گئی ہے۔ اور بورژوازی بھی ہر جگہ مختلف ہو گئی ہے وہ بالشویزم'' سے ڈر گئی ہے، اس پر غصے کی وجہ سے تقریباً پاگل ہو گئی ہے اور اسی لئے وہ ایک طرف تو واقعات کے ارتقاء کو تیز کر رہی ہے اور دوسری طرف بالشویزم کو تشدد سے دبانے پر اپنی توجہ مرکوز کر رہی ہے اور اس طرح متعدد دوسرے شعبوں میں اپنی پوزیشن کو کمزور بنا رہی ہے۔ تمام ترقی یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کو ان دونوں حالات کا اپنے طریقہء کار میں لحاظ رکھنا چاہئے۔

جب روسی کیڈیٹوں اور کیرنسکی نے بالشویکوں کے خلاف جنوں آمیز ظلم وستم شروع کیا، خصوصاً اپریل 1917ء سے اور اس سے زیادہ جون اور جولائی 1917ء میں، وہ حد سے باہر ہو گئے۔ بورژوا اخباروں کی لاکھوں کاپیوں نے بالشویکوں کے خلاف چیخ چیخ کر عوام کو اس طرف توجہ دلائی کہ وہ بالشویزم کو پرکھیں، اور اخباروں کے علاوہ ساری سماجی زندگی، بورژوازی ''جوش'' کیوجہ سے، بالشویزم کے بارے میں بحث

سے بھر گئی ۔ آ جکل بین الاقوامی پیمانے پر تمام ملکوں کے کروڑ پتی ایسا رویہ اختیار کر رہے ہیں کہ ہمیں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے ۔ وہ بالشویزم کا اسی طرح پیچھا پکڑے ہوئے ہیں جس طرح اس کا پیچھا کیرنسکی اینڈ کمپنی نے کیا تھا ۔ وہ اس کو ''حد سے باہر'' کر رہے ہیں اور اسی طرح ہماری مدد کر رہے ہیں جیسے کیرنسکی نے کیا تھا ۔ جب فرانسیسی بورژوازی اپنے انتخابی ایجی ٹیشن کا مرکزی نقطہ بالشویزم کو بناتی ہے اور نسبتاً معتدل یا مذبذب سوشلسٹوں پر بالشویزم کا پیرو ہونے کیلئے ناراض ہوتی ہے' جب امریکی بورژوازی' بالکل حواس کھو کر ہزارہا لوگوں کو بالشویزم کا حامی ہونے کے شبہ میں پکڑ لیتی ہے' بدحواسی کی فضا پیدا کر دیتی ہے اور ہر طرف بالشویک سازشوں کے قصے پھیلاتی ہے' جب دنیا کی ''سنجیدہ ترین'' برطانوی بورژوازی' اپنی ساری عقل و تجربے کے باوجود'' بالشویزم سے جدوجہد کیلئے'' دولت مند ''انجمنیں'' قائم کرنے کی ناقابل یقین حماقت کرتی ہے' بالشویزم کے بارے میں مخصوص ادب کا اجرا کرتی ہے اور بالشویزم سے جدوجہد کیلئے مزید سائنس دانوں' پرچارکوں اور پادریوں کو بھرتی کرتی ہے' -- ہم کو سرمایہ دار حضرات کے سامنے جھک کر انکا شکریہ ادا کرنا چاہئے ۔ وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں ۔ وہ بالشویزم کی نوعیت اور اہمیت کے سوالوں سے عوام دلچسپی پیدا کر کے ہماری مدد کر رہے ہیں ۔ اور وہ اسکے علاوہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ بالشویزم کے بارے میں ''خاموش رہ کر'' اسکا گلا گھونٹنے میں ناکام رہے ہیں ۔

لیکن ساتھ ہی بورژوازی بالشویزم کا تقریباً صرف ایک رخ دیکھ رہی ہے: بغاوت' تشدد اور دہشت -- اسی لئے بورژوازی اس شعبے میں خاص طور سے ضرب لگانے اور مزاحمت کرنے کی تیاری کرتی ہے ۔ ممکن ہے کہ علیحدہ علیحدہ واقعات میں' علیحدہ علیحدہ ملکوں میں' کسی مختصر مدت کیلئے وہ کامیاب ہو جائے: ایسے امکان کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور ہمارے لئے اس میں کوئی خوفناک بات نہیں ہے اگر اسمیں اس کو کامیابی ہو ۔ کمیونزم سماجی زندگی کے ہر پہلو سے قطعی طور پر ''نمودار'' ہو رہا

ہے' اسکی کونپلیں قطعی طور پر ہر طرف ہیں۔ یہ ''وبا'' (اگر بورژوازی اور بورژوا پولیس کی مرغوب اور انتہائی پسندیدہ تشبیہہ میں کہا جائے) جسم میں اچھی طرح سرایت کر گئی ہے اور سارے جسم میں پھیل گئی ہے۔ اگر خاص کوششوں سے اسکا ایک راستہ ''روکا'' جاتا ہے تو ''وبا'' اپنے لئے دوسرا راستہ ڈھونڈ نکالتی ہے جو کبھی کبھی انتہائی غیر متوقع ہوتا ہے۔ زندگی اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ بورژوازی کو ہذیان میں مبتلا رہنے دو' پاگل پن کی حد تک غصہ کرنے دو' حد سے باہر جانے دو' حماقتیں کرنے دو' قبل سے ہی بالشویکوں سے بدلہ لینے دو اور ماضی و مستقبل کے مزید سینکڑوں' ہزاروں اور لاکھوں بالشویکوں کو قتل کرنے کی کوششیں (ہندوستان' ہنگری اور جرمنی وغیرہ میں) کرنے دو: اس طرح کا رویہ اختیار کر کے بورژوازی وہی کر رہی ہے جو تاریخ کے مذمت کئے ہوئے تمام مردہ طبقوں نے کیا ہے۔ کمیونسٹوں کو جاننا چاہئے کہ مستقبل بہر صورت انکا ہے اور اسی لئے ہم عظیم انقلابی جدوجہد کے زبردست جوش کو بورژوازی کی پاگل پن کی بے چینی کے زیادہ سے زیادہ ٹھنڈے دل اور گہرے جائزے سے مربوط کر سکتے ہیں (اور ہمیں یہ کرنا چاہئے)۔ روسی انقلاب کو 1905ء میں بری طرح کچل دیا گیا' روسی بالشویک جولائی 1917ء میں کچل دئے گئے (53)' 10 ہزار جرمن کمیونسٹ شیڈمان اور نوسکے کی مکارانہ اشتعال انگیزیوں اور عیارانہ چالوں کا شکار ہوئے جنہوں نے بورژوازی اور شاہ پرست جنرلوں کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ہے' فن لینڈ اور ہنگری میں سفید دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن تمام حالات میں اور تمام ملکوں میں کمیونزم مضبوط ہو رہا ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس کی جڑیں ایسی گہری ہیں کہ اس کے خلاف جبر و تشدد اس کو کمزور نہیں بلکہ زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ فتح تک اعتماد اور عزم کے ساتھ ہمارے آگے بڑھنے میں صرف ایک بات کی کمی رہ گئی ہے یعنی تمام ملکوں میں سارے کمیونسٹوں کا اس ضرورت کے بارے میں عام اور قطعی طور سے سوچا سمجھا شعور کہ وہ اپنے طریقہء کار میں زیادہ سے زیادہ لوچدار ہوں۔ لاجواب طور پر پروان چڑھنے والا کمیونزم خصوصاً ترقی یافتہ ملکوں میں یہ شعور اور عملی طور پر اس شعور کو استعمال کی اہلیت کافی نہیں

رکھتا۔

جو کچھ ایسے اعلی صاحبان علم مارکسسٹوں اور سوشلزم کیلئے وقف دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں جیسے کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ کے ساتھ ہوا وہ کارآمد سبق ہوسکتا تھا (اور ہونا چاہئے تھا)۔ وہ پوری طرح لوچدار طریقہ کار کو جانتے تھے' انہوں نے مارکسی جدلیات خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں (اور اس میں سے بہت کچھ جو انہوں نے کیا ہے ہمیشہ سوشلسٹ ادب کیلئے بیش بہا رہے گا)۔ لیکن انہوں نے ان جدلیات کے استعمال میں ایسی غلطی کی یا عملی کاموں میں ایسے غیر جدلیاتی لوگ ثابت ہوئے جو صورتوں میں تیز تبدیلی کو پیش نظر رکھنے اور پرانی صورتوں کو نئے مواد سے بھرنے میں نااہل رہے اور ان کی قسمت بھی ہائنڈمان' گید اور پلیخانوف کی قسمت سے کچھ زیادہ قابل رشک نہیں ہے۔ ان کے دیوالیہ پن کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے مزدور تحریک اور سوشلزم کے ارتقا کے ایک رخ کی طرف ''ٹکٹکی'' باندھ لی' اس کے یک رخی ہونے کے بارے میں بھول گئے' اس زبردست تبدیلی کو دیکھنے سے ڈرے جنکو معروضی حالات نے ناگزیر بنادیا تھا اور ان معمولی حقائق کو از بر رٹتے رہے جو پہلی نظر میں مسلمہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً تین دو سے زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن سیاست ریاضی سے زیادہ الجبرا سے مشابہہ ہے' اور ابتدائی ریاضی کے مقابلے میں اعلی ریاضی سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ حقیقت میں سوشلسٹ تحریک کی تمام پرانی صورتیں نئے مواد سے بھر گئی ہیں' اسی لئے اعداد کے سامنے ''نفی'' کی نئی علامت آ گئی لیکن ہمارے داناؤں نے ضد کے ساتھ خود اپنے کو اور دوسروں کو یہ یقین دلانا جاری رکھا (اور جاری رکھتے ہیں) کہ ''نفی تین''، ''نفی دو'' سے بڑا ہے۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ کمیونسٹ اس طرح کی غلطی نہ کریں' مگر مخالف معنی میں' یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اسی طرح کی غلطی مگر مخالف معنی میں جو ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹ کر رہے ہیں' جلد از جلد ٹھیک کی جائے اور جسم کو اس بیماری سے پاک کیا جائے۔ صرف دائیں بازو کی اصول پرستی ہی نہیں بلکہ بائیں بازو کی اصول پرستی بھی غلط ہے۔ یہ سچ ہے

کہ اس وقت بائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی ہزار گنی کم خطرناک اور کم اہمیت رکھتی ہے بمقابلہ دائیں بازو کی اصول پرستی کی غلطی کے (یعنی شاونزم اور کاؤتسکی ازم)۔ لیکن اس کا سبب محض یہ ہے کہ بائیں بازو کے کمیونزم کا رجحان بہت کمسن ہے' صرف ابھی پیدا ہوا ہے۔ صرف اسی لئے اس بیماری کو' مخصوص حالات کے تحت' آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کو دور کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی کی ضرورت ہے۔

پرانی صورتیں پھول کر پھٹ گئیں کیونکہ ہوا یہ کہ ان میں نیا مواد -- پرولتاری دشمن اور رجعت پرست -- بے حد ہو گیا تھا۔ بین الاقوامی کمیونزم کے ارتقا کے نقطہ نظر سے اب ہمارے پاس کام کیلئے ایسا مستحکم' زوردار اور طاقتور مواد ہے (سوویت اقتدار کیلئے' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے) کہ وہ اپنے کو کسی بھی صورت میں' نئی یا پرانی' ظاہر کر سکتا ہے اور کرنا چاہئے' اسکو تمام صورتوں کو نیا جنم دینا چاہئے' ان پر قابو پانا اور اپنے تحت میں لانا چاہئے' نہ صرف نئی بلکہ پرانی صورتوں کو بھی -- اس لئے نہیں کہ پرانی سے صلح کر لی جائے بلکہ اسلئے کہ سب اور ہر نئی اور پرانی صورت کو کمیونزم کی مکمل اور مختتم' فیصلہ کن اور ناقابل تنسیخ فتح کا ہتھیار بنایا جائے۔

کمیونسٹوں کو اپنی ساری کوششیں لگا دینا چاہئے کہ مزدور تحریک اور عام طور پر سماجی ارتقا کو ایسے راستے پر چلائیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی عالمی فتح کیلئے سب سے سیدھا اور سب سے جلد پہنچانے والا ہو۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ لیکن ایک چھوٹا قدم آگے بڑھانا ہے' غالبًا اسی سمت' اور حقیقت غلطی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر ہم یہ کہیں جس طرح جرمن اور برطانوی بائیں بازو کے کمیونسٹ کہتے ہیں کہ ہم صرف ایک بات مانتے ہیں' صرف سیدھے راستے کو' کہ ہم چالبازی' صلح جوئی اور سمجھوتوں کی اجازت نہیں دینگے تو بس یہ غلطی ہوگی جو کمیونزم کو سنگین نقصان پہنچا سکتی ہے کچھ پہنچا چکی ہے اور پہنچا رہی ہے۔ دائیں بازو کی اصول پرستی صرف پرانی صورتوں کو ماننے پر اڑی رہی ہے اور نئے مواد کو نظرانداز کر کے انتہائی دیوالیہ ہو چکی ہے۔ بائیں بازو کی اصول پرستی بعض پرانی صورتوں کو غیر مشروط طور پر مسترد کرنے کیلئے اڑی ہوئی

ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ نیا مواد سب اور ہر صورت میں اپنے لئے راستہ بنا رہا ہے' کہ کمیونسٹوں کی حیثیت سے ہمارا فرض تمام صورتوں پر قابو پانا' یہ سیکھنا ہے کہ کس طرح انتہائی تیزی کے ساتھ ایک صورت کو دوسری کے ساتھ جوڑا جائے' ایک کو دوسری سے بدلا جائے' اور اس طرح کی ہر تبدیلی کیلئے اپنے طریقہ کار کو موزوں بنایا جائے جو ہمارے طبقے یا ہماری کوششوں سے نہیں پیدا ہوئی ہے۔

عالمی سامراجی جنگ کی دہشتوں' نفرت انگیز حرکتوں' خباثت سے اور اس کی پیدا کی ہوئی مایوس کن صورتحال سے عالمی انقلاب کو بہت زوردار اور تیز کرنے والا دھکا لگا ہے' یہ انقلاب اپنی وسعت اور گہرائی میں ایسی شاندار تیزی سے' صورتوں میں تبدیلی کی ایسی لاجواب دولت کے ساتھ' ساری اصول پرستی کی ایسی سبق آموز عملی تردید کے ساتھ بڑھ رہا ہے جس سے یہ توقع کرنے کی پوری بنیاد پیدا ہوتی ہے کہ بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کی طفلانہ بیماری سے جلد اور مکمل طور پر شفا پائے گی۔

27اپریل 1920ء

ضمیمہ

ابھی ہمارے ملک میں' جس کو ساری دنیا کے سامراجیوں نے پرولتاری انقلاب کے انتقام میں لوٹا ہے اور جس کو وہ اب بھی لوٹ رہے اور اس کی ناکہ بندی کر رہے ہیں ان وعدوں کے باوجود جو انہوں نے اپنے مزدوروں سے کئے تھے' ابھی ہمارے اشاعت گھر میرے پمفلٹ کو چھاپ نہ سکے تھے کہ اتنے میں بیرون ملک سے مزید مواد آ گیا۔ میں اپنے پمفلٹ کیلئے کسی صحافی کے سرسری نوٹ سے زیادہ کوئی دعوی نہیں کرتا اور میں مختصر طور سے کچھ نکات کے بارے میں کہونگا۔

(1)

جرمن کمیونسٹوں میں پھوٹ

جرمنی میں کمیونسٹوں میں پھوٹ حقیقت بن گئی ہے۔''بائیں بازو والوں'' یا ''اصولی حزب مخالف'' نے ''کمیونسٹ پارٹی'' سے الگ خاص ''کمیونسٹ مزدور پارٹی'' بنا لی ہے(54)۔اٹلی میں بھی بظاہر حالات پھوٹ کی طرف جارہے ہیں ۔میں'' بظاہر'' کہتا ہوں کیونکہ میرے پاس بائیں بازو کے اخبار''سوویت'' (Il Soviet) کےصرف دوضمنی شمارے(نمبر 7و8) ہیں جن میں پھوٹ کے امکان اور ضرورت پر علانیہ بحث کی گئی ہے اور''اجتناب کرنے والوں''(یا بائیکاٹ کرنے والوں یعنی پارلیمنٹ میں شرکت کے مخالفین) کے گروپ کی کانگریس منعقد کرنے کی بھی بات ہورہی ہے۔ یہ گروپ ابھی تک اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں ہے۔

اس بات کا خطرہ ہے کہ''بائیں بازو والوں'' سے' جو پارلیمنٹ کے مخالف (انکا کچھ حصہ سیاست کا مخالف بھی ہے سیاسی پارٹی اورٹریڈ یونین میں کام کا مخالف' ہیں'' پھوٹ بین الاقوامی مظہر بن جائے گی جیسا کہ''مرکز پرستوں''(یا کاؤتسکی والوں' لونگے والوں اور انڈپنڈنٹ والوں وغیرہ) سے پھوٹ میں ہوا تھا۔ایسا ہونے دو۔ بہرحال پھوٹ بہتر ہے انتشار سے جو پارٹی کی فکری' نظریاتی اورانقلابی نشوونما اوراس کی پختگی کو'اس کے ہم آہنگ اور درحقیقت اس منظّم عملی کام کو روکتا ہے جو واقعی پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کیلیے راستہ ہموارکرتا ہے۔

''بائیں بازووالوں'' کوقومی اور بین الاقوامی پیمانے پراپنی عملی آزمائش کرنے دواور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی تیاری (اور بعد میں اس کوعملی جامہ پہنانے) کی کوشش خوب مرکوز' آہنی ڈسپلن رکھنے والی پارٹی کے بغیر' ہرشعبے' شاخ اورطرح طرح سیاسی اورتہذیبی کام میں مہارت حاصل کیئے بغیرکرنے دو۔عملی تجربہ جلدہی ان کوسبق دیگا۔

صرف اس بات کیلیے ساری کوششیں کرنے کی ضرورت ہے کہ''بائیں بازو

والوں'' سے پھوٹ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ سے خلوص اور خیرسگالی کے جذبات رکھنے والے مزدور تحریک کے سارے شرکا کے اس اتحاد میں رکاوٹ نہ پیدا کرے یا امکانی طور پر کم سے کم رکاوٹ پیدا کرے جو مستقبل قریب میں ناگزیر اور ضروری ہے۔ روس میں بالشویکوں کی یہ خاص خوش قسمتی تھی کہ ان کو منشویکوں (یعنی موقع پرستوں اور ''مرکز پرستوں'') اور ''بائیں بازو والوں'' کے خلاف منظّم اور مختتم جدوجہد کیلئے قبل اس کے پندرہ سال تھے جب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کیلئے براہ راست عوامی جدوجہد شروع ہوئی۔ یورپ اور امریکہ میں اب اس کام کو ''تیز رفتار پیش قدمیوں'' کے ذریعہ کرنا ہے۔ بعض افراد' خصوصاً قیادت کی ناکام تمنا رکھنے والے بہت دنوں تک اپنی غلطیوں پر اڑے رہ سکتے ہیں (اگر وہ پرولتاری ڈسپلن سے عاری ہیں اور خود اپنے سے ایمانداری نہیں برتتے) لیکن مزدور لوگ وقت آنے پر آسانی اور تیزی سے ایک پارٹی میں اپنے کو اور تمام پرخلوص کمیونسٹوں کو متحد کرلیں گے جو سوویت نظام اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے قیام کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ *

* مستقبل میں پارلیمنٹ کے مخالف ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں کے عام طور پر کمیونسٹوں سے اتحاد کے بارے میں میں یہ مزید اضافہ کرونگا۔ جہاں تک مجھے جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے کمیونسٹوں اور عام طور پر کمیونسٹوں کے اخباروں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے میں نے یہ پایا ہے کہ عوام میں ایجی ٹیشن کیلئے آخرالذکر کے مقابلے میں اول الذکر زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں نے کچھ اسی طرح کی بات بالشویک پارٹی کی تاریخ میں بھی دیکھی ہے' اگرچہ چھوٹے پیمانے پر' انفرادی اور مقامی تنظیموں میں لیکن قومی پیمانے پر نہیں۔ مثلاً 8-1907ء میں ''بائیں بازو'' کے بالشویکوں نے کچھ موقعوں پر اور کچھ جگہوں پر عوام میں بمقابلہ ہمارے زیادہ ایجی ٹیشن کیا۔ ممکن ہے اسکی کچھ وجہ یہ رہی ہو کہ کسی انقلابی لمحے میں یا جب انقلاب کی یادیں تازہ ہوں عوام کے پاس ''سادہ'' منفی طریقہ کار لیکر جانا زیادہ آسان ہے۔ پھر بھی یہ اس طریقہ کار کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بہرحال' اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ

کمیونسٹ پارٹی جو انقلابی طبقے' پرولتاریہ کا واقعی ہراول' اگوا کاردستہ بننا چاہتی ہے اور جو مزید برآں وسیع پیمانے پر عوام کی' نہ صرف پرولتاری بلکہ غیر پرولتاری بھی محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کی رہنمائی کرنا سیکھنا چاہتی ہے' اس کا فرض یہ ہے کہ وہ یکساں شہر والوں' فیکٹری والوں اور دیہاتوں کیلئے زیادہ سے زیادہ آسان' زیادہ سے زیادہ قابل فہم' زیادہ سے زیادہ صاف اور جاندار پروپیگنڈا' تنظیم اور ایجی ٹیشن کرنے کی صلاحیت رکھے۔

(2)

جرمنی میں کمیونسٹ اور انڈ پنڈنٹ

میں نے اس پمفلٹ میں یہ رائے پیش کی ہے کہ کمیونسٹوں اور انڈ پنڈنٹ پارٹی کے بائیں بازو کے لوگوں کے درمیان سمجھوتہ کمیونزم کیلئے ضروری اور کارآمد ہے لیکن اس کی تکمیل آسان نہ ہوگی۔ اس کے بعد جو اخبارات مجھ کو ملے ہیں ان سے ان دونوں باتوں کی تصدیق ہوئی ہے۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ترجمان اخبار ''لال جھنڈا'' کے شمارہ 32 میں (Die Rote Fahne(55), Zentralorgan der Kommumistischen Partei Deut-schlands, Spartakusbund ,26.III.1920) اس مرکزی کمیٹی کا ایک ''اعلان'' کاپ-لیوتویتس کے فوجی putsch (سازش' مہم) اور ''سوشلسٹ حکومت'' کے سوال کے بارے میں ہے۔ یہ اعلان اپنی بنیادی منطق اور عملی نتائج دونوں نقطہ ہائے نظر سے بالکل صحیح ہے۔ بنیادی منطق یہ ہے کہ فی الحال پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کیلئے ''معروضی بنیاد'' نہیں ہے کیونکہ ''شہری مزدوروں کی اکثریت'' انڈ پنڈنٹ لوگوں کی حامی ہے۔ اس سے نتیجہ یہ اخذ کیا جاتا ہے: اگر ''بورژوا سرمایہ دار پارٹیوں کو نکال دیا جائے تو سوشلسٹ'' حکومت کی ''وفادار حزب مخالف'' ہونے کا وعدہ ہے (یعنی ''تشدد سے

تختہ الٹنے'' کی تیاری سے انکار)۔

بنیادی طور پر یہ طریقہ کار بلاشبہ صحیح ہے۔ پھر بھی' اگر تصریح کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی خاموشی سے اسکو درگزر نہیں کیا جا سکتا کہ سوشل غداروں کی حکومت کو ''سوشلسٹ'' (کمیونسٹ پارٹی کے ایک سرکاری اعلان میں) نہیں کہا جا سکتا' کہ جب شیڈ مانوں' کاؤتسکیوں اور کریسپنوں کی پارٹیاں پیٹی بورژوا ڈیمو کریٹک ہیں اس وقت ''بورژوا سرمایہ دار پارٹیوں'' کو الگ کرنے کی بات نہیں کی جاسکتی' ایسی باتیں نہیں لکھی جاسکتیں جیسی کہ اس اعلان کے پیراگراف 4 میں لکھی گئی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے:

''... کمیونزم کی طرف پرولتاری عوام کو مزید لانے کیلئے' پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے نقطہ نظر سے' یہ حالت بہت ہی اہم ہے جب کہ سیاسی آزادی کو بلاکسی پابندی کے استعمال کیا جا سکے اور جب بورژوا ڈیموکریسی سرمائے کی ڈکٹیٹر شپ کی حیثیت سے کارفرمانہ ہو سکے...''

ایسی حالت میں ممکن نہیں ہے۔ پیٹی بورژوا لیڈر' جرمن ہنڈرسن (شیڈ مان) والے اور اسنوڈین (کریسپین) والے بورژوا ڈیموکریسی کے ڈھانچے سے باہر نہیں جاتے اور نہیں جا سکتے جو سرمائے کی ڈکٹیٹر شپ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ ان عملی نتائج کو حاصل کرنے کے لحاظ سے جن کے واسطے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی بجا طور پر کام کرتی رہی ہے ایسی باتیں لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی جو اصولی طور پر غلط اور سیاسی طور پر مضرت رساں ہیں۔ اس کیلئے صرف یہ کہنا کافی ہوتا (اگر کسی کو پارلیمانی آداب برتنا ہیں): جب تک شہری مزدور کی اکثریت انڈپنڈنٹ لوگوں کی حمایت کرتی ہے ہم کمیونسٹوں کو اس کے لئے کچھ نہ کرنا چاہئے کہ یہ مزدور اپنے آخری تنگ نظر جمہوری (یعنی ''بورژوا سرمایہ دارانہ'' بھی) فریب خیال کو خود ''اپنی'' حکومت کے تجربے سے ختم کر دیں۔ یہ سمجھوتے کیلئے کافی بنیاد ہے جو واقعی ضروری ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ مدت کیلئے اس حکومت کا تشدد سے تختہ الٹنے کی تمام کوششیں ترک

کر دینی چاہئیں جو شہری مزدوروں کی اکثریت کا اعتماد رکھتی ہے۔ لیکن عوام کے درمیان روزمرہ کے ایجی ٹیشن میں، جو سرکاری پارلیمانی آداب کے حدود کا پابند نہیں ہے، یہ بھی کہا جا سکتا ہے: شیدمان جیسے بدمعاشوں اور کاؤتسکی اور کریسپین جیسے تنگ نظروں کو اپنے اعمال سے ہی اس کو بے نقاب کرنے دو کہ انہوں نے خود اپنے کو اور، مزدوروں کو کتنی حماقت میں مبتلا کیا ہے، ان کی ''پاک صاف'' حکومت سوشلزم، سوشل ڈیموکریسی اور سماجی غداری کی دوسری شکلوں کے اوجیائی اصطبل * کو ''صاف'' کرنے کا کام ''انتہائی صفائی'' سے کریگی۔

---

* دیکھئے تشریحی نوٹ 85-(ایڈیٹر)

''جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی'' کے موجودہ لیڈروں (وہ لیڈر جن کے بارے میں یہ جھوٹ کہا جاتا ہے کہ گویا وہ سارا اثر کھو چکے ہیں جبکہ درحقیقت وہ پرولتاریہ کے لئے ہنگری کے ان سوشل ڈیموکریٹوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں جو اپنے کو کمیونسٹ کہتے ہیں اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی حمایت کا وعدہ کرتے ہیں) کی اصلی فطرت کا اظہار اس بغاوت میں ہوا جو جرمنی میں کورنیلوف بغاوت کے برابر تھی یعنی کاپ--لیوتوتیس بغاوت * میں۔ دو مختصر مضامین سے اس کی مختصر لیکن جامع تصویر ملتی ہے: ایک کارل کاؤتسکی کا مضمون ''فیصلہ کن منٹ'' (Entscheidende StunDen) جو انڈپنڈنٹ لوگوں کے ترجمان اخبار freiheit (آزادی) (57) میں 30 مارچ 1920 کو شائع ہوا اور دوسرا آرتھر کریسپین کا مضمون ''سیاسی صورت حال پر'' اپریل 1920ء کو روری اخبار میں شائع ہوا۔ یہ حضرات کسی طرح بھی انقلابی کی حیثیت سے نہ تو سوچ سکتے ہیں اور نہ بحث کر سکتے ہیں۔ یہ ٹسوے بہانے والے تنگ نظر ڈیموکریٹ ہیں جو پرولتاریہ کیلئے ہزار گنا خطرناک ہیں اگر وہ سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کے حامی ہونے کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ عملی طور پر وہ ہر دشوار اور خطرناک وقت میں لازمی طور پر غداری کریں گے ... ''خلوص'' کے

ساتھ یہ یقین کرتے ہوئے کہ پرولتاریہ کی مدد کر رہے ہیں ! ہنگری کے سوشل ڈیمو کریٹوں کو لیجئے' اپنے کو کمیونسٹوں کا نام دیکر پرولتاریہ کی ''مدد'' کرنا چاہتے تھے جبکہ اپنی بزدلی اور تذبذب کی وجہ سے انہوں نے ہنگری میں سوویت اقتدار کی پوزیشن کو مایوس کن سمجھا اور اتحاد ثلاثہ کے سرمایہ داروں اور اتحاد ثلاثہ کے جلادوں کے ایجنٹوں کے سامنے ریں ریں کرنے لگے۔

---

*برسبیل تذکرہ اس کو غیر معمولی طور پر صاف مختصر اور صحیح' مارکسی ڈھنگ سے آسٹریائی کمیونسٹ پارٹی کے لاجواب اخبار ''لال جھنڈا'' میں 28و30مارچ 1920 کو دیا گیا ہے Die Rot Fahne(56), Wien1920NoNo 266 u. 267;L.I Ein neuer Abschatt der deutschen Revolution). (''جرمن انقلاب کی نئی منزل''۔ایڈیٹر)

(3)

اٹلی میں توراتی اینڈ کمپنی

اطالوی اخبار ''ال سوویت'' کے متذکرہ بالا شماروں سے اس کی پوری تصدیق ہوتی جس کا میں نے اپنے پمفلٹ میں اطالوی سوشلسٹ پارٹی کی غلطی کے بارے میں اظہار کیا ہے جو اپنی صفوں میں ایسے ممبروں اور حتی کہ پارلیمنٹ والوں کے ایسے گروپ کو برداشت کرتی ہے۔اس کی مزید تصدیق برطانوی بورژوا اعتدال پرست اخبار (The manchester Guardian) کے روم کے نامہ نگار جیسے باہر کے مشاہد کی طرف سے ہوتی ہے جس نے 12 مارچ 1920ء کے شمارے میں توراتی سے اپنا انٹرویو شائع کیا ہے۔اس نامہ نگار نے لکھا ہے:

''سینور توراتی کی رائے ہے کہ انقلاب کا خطرہ ایسا نہیں ہے کہ اٹلی میں بے بنیاد

خوف پیدا ہو۔ انتہا پسند لوگ سوویت نظریات کی آگ سے محض اسلئے کھیل رہے ہیں تاکہ عوام کو بیدار کرسکیں اور اکسا سکیں۔ بہرحال، یہ نظریات بالکل داستانی خیالات، ناپختہ پروگرام ہیں جن کو عملی طور پر استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔ وہ صرف اس کیلئے موزوں ہیں کہ کام کرنے والے طبقوں کو امید کی حالت میں رکھیں۔ وہی لوگ جو اس کو لبھاوے کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ پرولتاریہ کی آنکھیں چوندھیا دیں اپنے آپ کو روزمرہ کی جدوجہد کیلئے مجبور پاتے ہیں تاکہ کوئی ایسی معاشی سہولت حاصل کرلیں، جو اکثر معمولی ہوتی ہے، اور اس طرح اس لمحے میں تاخیر کراسکیں جب مزدور طبقہ اپنے وہموں اور مرغوب افسانوں کے یقین کو کھو بیٹھے گا۔ اسی لئے ہر پیمانے کی اور ہر سبب کی بنا پر ہڑتالوں کا ایک طویل سلسلہ ان تازہ ترین ہڑتالوں تک ہے جو ابھی ڈاک اور ریلوے کی سروسوں میں ہوئیں، ایسی ہڑتالیں جو ملک کی بدحالتکو بدتر بناتی ہیں۔ ملک ان مشکلات کی وجہ سے پریشان ہے جو ایڈریاٹک کے مسئلے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، اپنے غیرملکی قرضوں اور کاغذی زر کی بے حد اجرا سے دبا ہوا ہے اور پھر بھی ملک کام کے اس ڈسپلن کو اپنانے سے ابھی کہیں دور ہے جو واحد طور پر ملک میں نظم اور خوش حالی کو بحال کر سکتا ہے...''

یہ بات روز روشن کی طرح صاف ہے کہ برطانوی نامہ نگار نے وہ سچی بات اگل دی جس کی خود توراتی اور اٹلی میں اس کے بورژوا وکیل، مددگار اور ولولہ بخشنے والے پردہ پوشی اور رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ توراتی، تریویس، مودیلیانی، دوگونی اینڈ کمپنی کے خیالات اور سیاسی سرگرمیاں ٹھیک ایسی ہیں۔ جیسی برطانوی نامہ نگار نے بیان کی ہیں۔ یہ بالکل سوشل غداری ہے۔ ذرا ان مزدوروں کے درمیان نظم اور ڈسپلن کی وکالت کو تو دیکھئے جو اجرتی غلامی میں مبتلا ہیں اور سرمایہ داروں کو دولت مند بنانے کیلئے محنت کرتے ہیں! اور ہم روسیوں کے لئے یہ سب منشویکوں والی تقریریں کتنی جانی پہچانی ہیں! اور کیسا بیش بہا اعتراف اس کا ہے کہ عوام سوویت اقتدار کے حق میں ہیں! ہڑتالوں کے انقلابی رول کے بارے میں جو خود بخود پھیل رہی ہیں کیسی

کند ذہنی اور کمینی بورژوا ناسمجھی ہے! ہاں، ہاں، بورژوا اعتدال پرست اخبار کے برطانوی نامہ نگار نے تو راتی اینڈ کمپنی کے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور کامریڈ بوردیگا اور ان کے ''ال سوویت'' کے دوستوں کے مطالبے کی لاجواب تصدیق کی ہے جس میں یہ مانگ کی گئی ہے کہ اگر اطالوی سوشلسٹ پارٹی واقعی تیسری انٹرنیشنل کے حق میں ہونا چاہتی ہے تو اس کو توراتی اینڈ کمپنی کو اپنی صفوں سے ذلیل کر کے نکال دینا چاہئے اور اپنے نام اور عمل دونوں لحاظ سے کمیونسٹ پارٹی بن جانا چاہئے۔

(3)

صحیح مقدمات سے غلط نتائج

لیکن کامریڈ بوردیگا اور ان کے ''بائیں بازو'' کے دوست توراتی اینڈ کمپنی پر اپنی صحیح تنقید سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں ہر طرح کی شرکت مضرت رساں ہے۔ اطالوی ''بائیں بازو والے'' اس نظرئے کی حمایت میں ذرہ برابر بھی سنجیدہ دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ وہ بورژوا پارلیمنٹ کے واقعی انقلابی اور کمیونسٹ استعمال کی بین الاقوامی مثالوں کو محض جانتے ہی نہیں (یا بھلا دینے کی کوشش کرتے ہیں) جو پرولتاری انقلاب کی تیاری میں مسلمہ طور پر بیش قیمت ہیں۔ وہ پارلیمانیت کے استعمال کے بارے میں کوئی ''نئی'' بات نہیں سوچ پاتے اور ''پرانے'' غیر بالشویک طریقے کے بارے میں چلا چلا کر اپنی بات دہرا رہے ہیں۔

یہی ان کی بنیادی غلطی ہے۔ صرف پارلیمانی ہی نہیں بلکہ سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں کمیونزم کو پھیلانا چاہئے (اور بغیر طویل، مستحکم اور مستقل محنت کے وہ نہیں پھیلا سکتا) جو اصولی طور پر نیا اور بنیادی طور پر دوسری انٹرنیشنل کی روایات سے رشتہ توڑنے والا ہو (ساتھ ہی اس کو برقرار رکھے اور پروان چڑھائے جو اس میں اچھا ہو)۔

مثلاً صحافت کے کام کو لے لیجئے۔ اخبار، پمفلٹ اور اشتہار پروپیگنڈا، ایجی ٹیشن

اور تنظیم کا ضروری کام کرتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں، چاہے جتنا وہ تہذیب یافتہ کیوں نہ ہو بغیر صحافتی مشینری کے کوئی بھی عوامی تحریک نہیں چل سکتی۔ ''لیڈروں'' کے خلاف کوئی بھی چیخ و پکار کوئی بھی حلفی وعدہ کہ عوام کی پاکیزگی کو لیڈروں کے اثر سے محفوظ رکھا جائے گا ہمیں اس ضرورت سے چھٹکارہ نہیں دلاتا کہ ہم اس کام کیلئے بورژوا دانش ور ماحول کے لوگوں کو استعمال کریں، بورژوا ڈیموکریسی، ''نجی ملکیت'' کے ماحول اور معاملات سے چھٹکارہ نہیں دلاتا جن میں یہ کام سرمایہ دار نظام میں کیا جاتا ہے۔ بورژوازی کا تختہ الٹنے، پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے ڈھائی سال بعد بھی ہم اپنے چاروں طرف بڑے پیمانے پر (کسانوں اور دستکاروں کا) بورژوا جمہوری، نجی ملکیت کے تعلقات کا یہ ماحول اور حالات دیکھتے ہیں۔

پارلیمانیت ایک قسم کا کام ہے اور صحافت دوسری طرح کا۔ اگر ان دونوں شعبوں کے کارکن واقعی کمیونسٹ اور پرولتاری، عوامی پارٹی کے واقعی ممبر ہیں تو دونوں کا مافیہ کمیونسٹ ہوسکتا ہے اور کمیونسٹ ہونا چاہئے۔ لیکن ان دونوں میں اور سرمایہ دار نظام میں اور سرمایہ دار نظام سے سوشلزم تک عبوری دور میں بھی کام کے ہر شعبے میں ان مشکلات سے، ان انوکھے فریضوں سے بھاگنا ممکن نہیں جن کا تعین اور حل پرولتاریہ کو کرنا ہے تاکہ وہ بورژوازی کی صفوں سے آئے ہوئے لوگوں کی خدمات کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر سکے، بورژوا دانش ورانہ تعصّبات اور اثرات پر فتح حاصل کر سکے اور پیٹی بورژوا حالات کی مزاحمت کو کمزور (اور بالآخر پوری طرح تبدیل) کر سکے۔

کیا 18-1914ء کی جنگ سے پہلے ہم نے اس بات کی بے حد مثالیں نہیں دیکھیں کہ تمام ملکوں میں شدید ''بائیں بازو'' کے انارکسسٹ، سینڈیکیٹ والے اور دوسرے لوگ پارلیمانیت کے خلاف گرجتے تھے، بورژوازی کے خراب کئے ہوئے پارلیمانی سوشلسٹوں کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے کیریرازم پر چوٹ کرتے تھے وغیرہ وغیرہ اور خود صحافت کے ذریعہ، سینڈیکیٹوں (ٹریڈ یونینوں) میں کام کے ذریعہ اسی طرح کا بورژوا کیریرا اپناتے تھے؟ کیا ژووٗ اور میرہیم صاحبان کی مثال، اگر فرانس تک

محدود رہا جائے' عام نمونے کی نہیں ہے؟

پارلیمانیت میں شرکت سے ''انکار کرنے والوں'' کا بچپن یہ ہے کہ وہ ایسے ''سادہ''، ''آسان'' اور نام نہاد انقلابی طریقے سے مزدور تحریک کے اندر بورژوا جمہوری اثر کے خلاف جدوجہد کے مشکل فریضے کو ''حل'' کا خیال رکھتے ہیں اور عملی طور پر خود اپنے سائے سے بھڑکتے ہیں بس مشکلات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور صرف زبانی' ان کو دور کرتے رہتے ہیں۔ انتہائی شرمناک کیریرازم' پارلیمانی نشستوں کا بورژوا استعمال' پارلیمانی سرگرمیوں کی کھلی ہوئی اصلاح پرستانہ توڑ مروڑ' ذلیل پیٹی بورژوا فرسودہ ڈھرا -- یہ سب بلاشبہ سرمایہ دار نظام کے ہر جگہ پیدا کئے ہوئے مشترکہ اور رائج کردار ہیں' نہ صرف مزدور تحریک کے باہر بلکہ اس کے اندر بھی۔ لیکن یہ سرمایہ دار نظام اور اس کے پیدا کئے ہوئے بورژوا حالات (جو بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد بھی بڑی سست رفتاری سے غائب ہوتے ہیں کیونکہ کسان لوگ برابر بورژوازی کو جنم دیتے رہتے ہیں) قطعی طور پر کام اور زندگی کے تمام شعبوں میں بورژوا کیریرازم' قومی شاونزم اور پیٹی بورژوا کمینہ پن وغیرہ کو جنم دیتے رہتے ہیں جو صورت میں ذرا مختلف ہیں لیکن مافیہ میں ایسے ہی ہیں۔

پیارے بائیکاٹ کے حامیو اور پارلیمانیت کے مخالفو آپ اپنے کو ''زبردست انقلابی'' خیال کرتے ہیں لیکن درحقیقت آپ مزدور تحریک کے اندر بورژوا اثرات کے خلاف جدوجہد کی نسبتاً چھوٹی مشکلات سے ڈر گئے ہیں جبکہ آپ کی فتح یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا اور پرولتاریہ کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا' انہیں مشکلات کو اور زیادہ بڑی' بہت بڑے پیمانے پر بڑی بنا دے گی۔ بچوں کی طرح آپ چھوٹی سی مشکل سے ڈر گئے ہیں جو آج آپ یہ نہیں سمجھتے کہ کل اور پرسوں آپ کو ایسی مشکلات کو پار کرنا سیکھنا اور بہت اچھی طرح سیکھنا پڑیگا جو آج سے کہیں زیادہ بڑی ہوں گی۔

سوویت اقتدار میں آپ کی اور ہماری پرولتاری پارٹی میں اور زیادہ بورژوا دانشور گھسنے لگیں گے۔ وہ سوویتوں' عدالتوں اور نظامت میں گھسیں گے کیونکہ سرمایہ

دار نظام کے تخلیق کئے ہوئے انسانی مواد کے بغیر کیمونزم کی تعمیر ممکن نہیں ہے' کیونکہ بورژوا دانش وری کو نکال باہر کرنا اور برباد کرنا ممکن نہیں ہے' اس کو جیتنے' پھر سے ڈھالنے' جذب کرنے اور پھر سے تربیت دینے کی ضرورت ہے جیسا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کی بنیاد پر طویل جدوجہد میں خود پرولتاریہ کی تربیت نو کی ضرورت ہے جو اپنے پیٹی بورژوا تعصّبات کسی معجزے یا مقدس مریم کے زیر اثر' نعرے' تجویز یا فرمان کے زیر اثر یکدم نہیں ترک کر دیتے بلکہ صرف طویل اور سخت عوامی جدوجہد میں جو عام پیٹی بورژوا اثرات کے خلاف ہوتی ہے۔ سوویت اقتدار میں یہی فریضے جن کو پارلیمانیت کے مخالف اتنے فخر' اتنے غرور' اتنی آسانی اور اتنے بچپن کیساتھ ہاتھ جھٹک کر برخاست کر دیتے ہیں -- یہی فریضے سوویتوں کے اندر پھر پیدا ہوتے ہیں' سوویت نظامت کے اندر' سوویت ''محافظاں حقوق'' کے درمیان (ہم نے روس میں بورژوا قانونی وکالت کو توڑ دیا اور ٹھیک کیا کہ توڑ دیا لیکن اس نے ہمارے یہاں ''سوویت'' ''محافظاں حقوق'' کے پردے میں پھر جنم لیا ہے (58))۔ سوویت انجینروں' سوویت استادوں' مراعات رکھنے والے مزدوروں میں یعنی سوویت فیکٹریوں میں سب سے زیادہ مہارت اور سب سے اچھی پوزیشن رکھنے والے مزدوروں میں ہم متواتر ان تمام منفی خط وخال کی تجدید دیکھ رہے ہیں جو بورژوا پارلیمانیت کی خصوصیت ہیں اور صرف مستقل' انتھک' طویل جدوجہد کے ذریعہ جس کی بنیادی پرولتاری تنظیم اور ڈسپلن پر ہے ہم رفتہ رفتہ اس برائی پر فتح حاصل کر رہے ہیں۔

واقعی بورژوازی کے اقتدار میں بورژوا عادتوں پر اپنی یعنی مزدور پارٹی میں فتح حاصل کرنا بہت ''مشکل'' ہے: پارٹی سے ان پارلیمانی لیڈروں کو نکال باہر کرنا مشکل ہے جن کو بورژوا تعصّبات نے بہت ہی خراب کر دیا ہے' ان لوگوں کی قطعی ضروری تعداد کو (چاہے وہ بہت محدود ہو) پرولتاری ڈسپلن کے تحت لانا ''مشکل'' ہے جو بورژوازی سے نکل کر آئے ہیں' بورژوا پارلیمنٹ میں ایسے کمیونسٹ گروہ کا قیام ''مشکل'' ہے جو مزدور طبقے کیلئے پوری طرح سزاوار ہو' اس بات کی ضمانت ''مشکل'' ہے کہ کمیونسٹ

ممبران پارلیمنٹ بورژوا پارلیمانی کھیل نہ کھیلیں بلکہ اپنے کو عوام میں پروپیگنڈا' ایجی ٹیشن اور تنظیم کے بہت ہی اہم کام میں لگائیں ۔اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ سب ''مشکل'' ہے۔ یہ روس میں مشکل تھا اور مغربی یورپ اور امریکہ میں کہیں زیادہ مشکل ہے جہاں بورژوازی کہیں زیادہ طاقتور ہے اور بورژوا جمہوری روایت کہیں زیادہ طاقتور ہیں وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ سب ''مشکلات'' بچوں کا کھیل ہیں جب ان کا مقابلہ بالکل اسی قسم کے مسائل سے کیا جاتا ہے جن کو بہرحال پرولتاریہ کو ناگزیر طور پر حل کرنا ہے اپنی فتح کیلئے پرولتاری انقلاب کے دوران اور پرولتاریہ کے اقتدار حاصل کرنے کے بعد بھی۔ان واقعی زبردست مسائل کے مقابلے میں جب کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ میں لکھوکھا کسانوں' چھوٹے صاحبان ملکیت' لاکھوں دفتری ملازمین' افسروں اور بورژوا دانش وروں کو ازسرنو تربیت دینی ہوگی' ان سب کو پرولتاری ریاست اور پرولتاری رہنمائی کے تحت لانا ہوگا' ان کے اندر بورژوا عادتوں اور روایات پر فتح حاصل کرنا ہوگا--ان تمام زبردست مسائل کے مقابلے میں بورژوازی کی حکمرانی میں' بورژوا پارلیمنٹ میں حقیقی پرولتاری پارٹی کا واقعی کمیونسٹ گروہ قائم کرنا بچوں کے کھیل کی طرح آسان ہوگا۔

اگر ''بائیں بازو والے'' اور پارلیمنٹ کے مخالف کامریڈ اس وقت ایسی چھوٹی سی مشکل پار کرنا بھی نہیں سیکھتے تو یہ یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ یا تو وہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹر شپ کو وجود میں لانے کے لائق نہ ہوں گے اوفر بورژوا دانشوروں اور بورژوا اداروں کو اپنے قابو میں لانے اور پھر سے ڈھالنے کے قابل نہ ہونگے یا بہت عجلت میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس طرح کی عجلت پرولتاریہ کی کاز کیلئے بہت مضرت رساں ہوگی' معمولی سے زیادہ غلطیوں کا باعث ہوگی' اوسط سے زیادہ کمزوری اور ناسمجھی وغیرہ وغیرہ کا اظہار ہوگی۔

جب تک بورژوازی کا تختہ نہیں الٹتا اور اس کے بعد جب تک چھوٹے پیمانے کی معیشت اور اشیاء تجارت کی چھوٹی پیداوار بالکل نہیں غائب ہوتی اس وقت تک بورژوا

حالات، نجی ملکیت کی عادتیں اور پیٹی بورژوا روایات پرولتاری کام کو مزدور تحریک کے باہر اور اندر بھی خراب کرتی رہیں گی اور نہ صرف ایک پارلیمانی سرگرمی کے شعبے میں بلکہ سماجی سرگرمی کے تمام اور ہر شعبے میں، بلا استثنا تمام تہذیبی اور سیاسی میدانوں میں۔ اور سب سے بڑی غلطی جس کے لئے بعد کو قیمت ادا کرنی پڑیگی کام کے ایک شعبے میں کسی ایک ''ناپسندیدہ'' مسئلے یا مشکل سے کترانا اور اس سے اپنے کو الگ رکھنا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بلا استثنا کام اور سرگرمی کے ہر شعبے میں مہارت حاصل کریں، تمام مشکلات پر قابو پائیں اور تمام بورژوا عادتوں، رسوم و روایات پر سب جگہ اور ہر طرف فتح حاصل کریں۔ دوسری طرح سے مسئلے کو پیش کرنا محض غیر سنجیدگی، محض بچپن ہوگا۔

12 مئی 1920ء

(5)

میں نے اس کتاب کے روسی ایڈیشن میں مجموعی طور پر بین الاقوامی انقلابی سیاست کے میدان میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کی روش پر کچھ غلط روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے میں موجودہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مسئلے سے متعلق اپنے ہالینڈ کے کامریڈوں کا مندرجہ ذیل خط شائع کرنا اور پھر ''ہالینڈ کے ٹریبون والوں'' کے بیان کے تصحیح کرنا چاہتا ہوں جس کو میں نے روسی مسودے میں استعمال کیا ہے اور جس کی جگہ پر میں ''ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبر'' (59) کے الفاظ لا رہا ہوں۔

ن-لینن

وائن کوپ کا خط

ماسکو، 30 جون 1920ء

ڈیئر کامریڈ لینن،

آپ کی مہربانی کا شکریہ کہ ہم' کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگریس میں ہالینڈ کے وفد کے ممبر' آپ کی کتاب ''کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری'' مغربی یورپ کی زبانوں میں اس کے ترجمے کی اشاعت سے قبل پڑھ سکے۔آپ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ اس رول پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو بین الاقوامی سیاست میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں نے ادا کیا ہے۔

بہرنوع ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں اس بات کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے کہ آپ ان کے اقدامات کی ذمہ داری کمیونسٹ پارٹی پر عائد کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی غلط بات ہے۔مزید برآں یہ نامنصفانہ بھی ہے کیونکہ ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے یہ ممبر پارٹی کی موجودہ سرگرمیوں میں بہت ہی کم یا کچھ بھی حصہ نہیں لیتے۔ وہ براہ راست یا بالواسطہ اس کیلئے بھی کوشاں ہیں کہ کمیونسٹ پارٹی میں مخالفین کے وہ نعرے رائج کریں جن کے خلاف ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کے تمام ادارے انتہائی سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرتے آئے ہیں اور آج بھی کررہے ہیں۔

برادرانہ سلام کے ساتھ

(ہالینڈ کے وفد کی طرف سے)

ڈ-ای-وائن کوپ

اپریل--مئی 1920ء میں لکھا ہوا

جون 1920ء میں پیٹروگراڈ کے ریاستی اشاعت گھر نے اس کو الگ پمفلٹ میں شائع کیا

لینن کا مجموعہ تصانیف'

پانچواں روسی ایڈیشن'

جلد 41' صفحات 104-1